الحمد لله الودود که درین زمان مسعود و آوان محمود تحقیق
مباحث بہار نگارہ ہر مخزون و تدقیق مسائل ملاک امر ہر مطبوع

فاضل محقق معارف تحقیق - کامل مدقق عوارف تدقیق معلم ثانی فخر اطبای یونانی
ابو الحسنات قاضی حاجی حکیم مولوی محمود صمدانی صاحب حیدرآبادی حفظه الله تعالی عن شر الاعادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السعی منی والاتمام من اللہ حسبی اللہ نعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر

ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ میں بلدۂ حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشر والفتن کے محلۂ نام پلی میں متصل اسٹیشن مرض طاعون کا ایک کیس ہوا چنانچہ میں نے بھی بچشم خود اُس مریض کو دیکھا بھالا واقعی اس مریض میں جملہ طاعونی علامات پائے گئے۔ رفتہ رفتہ اُس محلے میں بے انتہا مریضوں کے کیس بڑھنے لگے اور وہ محلہ کچھ جلاوطنی سے اور بڑا حصہ اموات سے خالی ہوا۔

بلدہ کے طاعون کا مختصر حال

یہاں کے لوگ مختلف محلوں میں جا بسے اسی اثنا میں محلہ ایرانی گلی میں چند کہار اس مرض میں مبتلا ہوئے وہاں بھی یہی نوبت پہنچی کہ کل محلہ خالی ہوگیا اور شاذونادر مکان اہل مکان سے معمور تھے اسیطرح رفتہ رفتہ پانچ چھے مہینے میں عام شہر کی کل محلوں میں شایع ہوگیا اور بڑے بڑے آباد محلے ویران ہوگئے اور نامی گرامی بازاروں میں سناٹا سا ہوگیا ہر طرف سے رونے پیٹنے کی آوازیں عجب وحشت خیز اثرات سے دلوں کو متاثر کرتی تھی گلی کوچوں اور بڑے بڑے راستوں میں صدہا اموات بے گور وکفن نظر آتے تھے نہ غسال وقت پر ملتا تھا نہ گورکن۔ نہ کفن دستیاب ہوتا تھا نہ غلہ ترکاری۔ گھاس چارہ بآسانی میسر آتا تھا۔ نہ دوست احباب مدد دیتے تھے نہ عزیز اقارب جدھر دیکھو اُدھر سنسان رستے بند دوکانیں مقفل۔ غرض اُس وقت کا

سناٹا حشر کے سماں سے کچھ کم نہ تھا اور عام شہر کے پسماندہ لوگوں کی حالت اس آیۂ شریفہ (یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و ابیہ و صاحبتہ و بنیہ) کی مصداق بنی تھی۔

الغرض ان مصیبتوں اور مرض کے انسداد کے متعلق عہدہ داران متعلقہ نے بڑی جان توڑ کوششیں کیں اور بے دریغ مساعی کو رعایا کے آرام و راحت کے حاصل کرنے میں کام میں لائے اور ہر طرح سے ان کے راحت اور آسائش پہنچانے کی فکریں کیں۔ اور ہمارے غمخوار رعایا پرور حاتم خیال دریا دل قدر قدرت خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے بھی بے دریغ روپیہ صرف کیا۔ یونانی اور ڈاکٹری اطبا کو اس کام کے انجام دینے کے لئے مقرر فرمائے۔ ہر محلے میں ایک ایک میر محلہ قرار دئے اور اُن کی نگرانی اور ضروری ضروریات کی منظوری اور وقتاً فوقتاً نظم و نسق و رعایا کی دلجوئی و آسائش کیلئے جلیل القدر مجسٹریٹ مقرر فرمائے۔ اور ان معزز میر محلوں اور مجسٹریٹوں نے بھی اپنے آقائے ولی نعمت کے حکم کی تکمیل کرنے کا پورا شرف حاصل کیا۔

چنانچہ مؤلف رسالہ ہذا بھی اپنی مفوضہ خدمت مددگاری افسر الاطبا و مہتمی مڈیکل اسٹور کے علاوہ پلیگ ڈیوٹی پر مامور کیا گیا۔ اور نیز اسپنے محلہ چیلہ پورہ کا میر محلہ بنایا گیا۔ اس ناہنجار گردش روزگار کے منحوس زمانے میں جس قدر طاعونی امراض و اعراض کا معائنہ اور تجربہ ہوا وہ ناگفتہ بہ خیال کیا جاتا ہے اور ماہ صفر ۱۳۳۰ھ سے انتقاص مرض شروع ہوا اور آخر جمادی الاول سنہ الیہ میں فضل ایزدی پورا شامل حال اہل شہر ہوا اور مرض زائل ہو گیا۔

ہم جہاں تک اس منحوس زمانے میں غور کرتے تھے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ انسانی ہمدردی اور بے دریغ کوشش اور جان توڑ مساعی خدائے لایزال کے معمولی قہر آمیز نظروں کے مقابلے میں بے سود کوشش سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی تھی جب تک معمولی نظر قہر ایزدی ہوتی رہی سب کوششیں بے سود اور بے انتہا مساعی بے فائدہ ثابت ہوتی رہیں۔ صدہا اور ہزاروں جانیں تلف ہو گئیں خاندان کے خاندان تباہ و تاراج ہو گئے اہل مکان بے نشان اور مکان و محلہ رہنے بسنے والوں سے خالی ہو گیا۔ سیکڑوں ننھی ننھی جانیں بے مادر و پدر اور ہزاروں بیوہ ہو گئیں اور

جب بیوہ اور یتیموں کی صدائیں عرش معلی پر پہنچنے لگیں تو رحمت ایزدی جوش میں آئی اور رہبری مشکور اور ہر کوشش سودمند ہوگئی۔ پھر شہر کی آبادی رفتہ رفتہ بڑھنے لگی اور اپنی حالت اصلی کی طرف جا پہنچی۔ الٰہی بحرمۃ النبی وآلہ الامجاد پھر اس مصیبت کا سامنا اور اس مرض کا وقوع اور اہل شہر کی پریشانی دوبارہ نہ دکھا اور ہماری صاحب شہر اور شہریوں کو ہمیشہ خوش و خرم رکھ آمین ثم آمین

مؤلف اور اسکا فخر و اعتزاز

اس مؤلف کا نام ابوالحسنات **محمد صمدانی** زکریا ملتانی ابن مولانا مولوی قاضی محمد رکن الدین احمد النقشبندی القادری السہروردی الچشتی ابن قاضی محمد شریف الدین احمد المعروف بہ قاضی محمد شکر اللہ قاضی سرکار بیڑ ضلع اورنگ آباد فرخندہ بنیاد ہے (جعل اللہ الجنۃ مثواھما)

مجھے اس بات پر زیادہ فخر کرنے کا پورا موقع حاصل ہے کہ یہ رسالہ بھی میرے اسلامی بادشاہ معدلت آگاہ رفیع مراتب فروزندۂ گوہر بخت فرازندۂ پایۂ تخت طرازندۂ ہفت اقلیم پرازندۂ تاج و دیہیم بادشاہ سپہر اقتدار خسرو عالی تبار سرچشمۂ حیات بخش دردمنداں و منبع تشنہ لباں حاجتمند

خسرو عالی نسبہ صاحبقرانِ نامدار — شاہِ گردوں قدر خورشید افسر جم اقتدار
بہر قتلِ دشمناں تیغش دلیلِ قاطع است — اژدہا را تاب حربش نیست روز کارزار
در عدالت صدرہ افزونست از نوشیرواں — در شجاعت برتر از صد رستم و اسفندیار
بحر انعامش چو گردد از سخاوت موج زن — گوہر از کان و در از دریا کند ہر دم نثار
تا بود در سیر ہفت اختر بریں گردندہ چرخ — اختر برج سعادت خسرو نصرت شعار
تا بود در طارمِ ہشتم ثوابت را قرار — آفتابِ دولت او روشن و پایندہ دار
تا بود خورشید و ماہ و آسمان و ہم زمیں — بر سریرِ سلطنت با عز و جاہ و کامگار

مہبطِ انوار الہاماتِ سبحانی مورد آثار فیوضات ربانی حافظ حق العباد خافض لواء الکفر والالحاد صاحب الرای والتدبیر پر مغز روشن ضمیر رحمدل۔ رعایا پرور حق پژوہ۔ عدل گستر ظل اللہ کشورستان۔ سلطان ابن السلطان۔ خاقان ابن خاقان حضرت سلطان۔ صاحب قران۔ سلیمان شوکت۔ سکندر صولت

رستم ہیبت۔ فریدوں مرتبت۔ ارسطو فطرت۔ بطلیموس فطنت۔ رستم دوراں۔ ارسطوئے زماں فتح جنگ سپہ سالار۔ مظفر الممالک نواب **میر عثمان علیخاں** بہادر نظام الملک نظام الدولہ آصفجاہ خلّد اللہ ملکہ وسلطنتہ ولازالت شموس شوکتہ نیّرۃ وبدور حشمتہ مستنیرۃ۔ ومابرحت افاضۃ وجودہ علی نصف النّہار مصونۃ عن الزّوال والامر ولازالت افادۃ جودہ بالآفاق محفوظۃ عن دوائر الغمس کے عہد مبارک میں مکمل ہوا اور میرے اُستاد عالم باعمل فاضل اکمل فقید المثل۔ عدیم البدل۔ وحید العصر۔ فرید الدہر بحر طمطام۔ حبر قمقام۔ حاوی علوم نقلی۔ جامع علوم عقلی مولانا المعظم۔ مولوی مفخم۔ ماہر نکات خفی وجلی **محمد منصور علی** صاحب مراد آبادی سلمہ اللہ الہادی۔ صدر مدرس مدرسہ طبّیہ سرکار عالی کی نظر فیض اثر سے گذرا۔ اور پچیس ۲۵ رجب ۱۳۲۷ھ کو پورا ہوا۔ مجھے عام ناظرین اور مخصوص اطباء سے اس امر کے ظاہر کرنے کی زیادہ ضرورت ہے کہ تالیف وتصنیف کے وقت داخلی اور خارجی عوارضات یا منقول عنہ یا ناقل کی غلطی سے اصل مضامین میں ضرور کچھ نہ کچھ لغزش ہو ہی جاتی ہے اور خصوص مجھ جیسے کم فہم اور بے استعداد کی تصنیف وتالیف لغزشوں سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اس لئے قدر شناسانِ تالیف یا مصائب کشیدگان تصنیف اُن غلطیوں کو بنظر اصلاح ملاحظہ فرما کر عیب پوشی کو اپنا شعار سمجھیں۔

میرا یہ رسالہ جس کا نام **تذکرہ طاعون** ہے کئی سرخیوں پر شامل ہوگا۔

(۱) سرخی — مصداق طاعون میں اختلاف۔
(۲) سرخی — طاعون اور اُس کی وجہ تسمیہ۔
(۳) سرخی — پلیگ اور اُس کی وجہ تسمیہ۔
(۴) سرخی — اقسام پلیگ اور اُن کی وضاحت۔
(۵) سرخی — وبا اور طاعون میں فرق۔
(۶) سرخی — مرض طاعون متعدی ہے یا نہیں۔
(۷) سرخی — اسباب ارضیہ۔

قدیم یونانی زمانے میں جو ورم کہ گوشت غدودی حساسہ (خصیہ۔ پستان۔ بیخ زبان) یا غیر حساسہ (بغل۔ پس گردن اور کنجران) میں واقع ہوتا تھا اسی کو طاعون کہا کرتے تھے۔

سرخی: (۱) متعلق طاعون طبی انکشافات اور خوفناک نقشہ

پھر بمرور ایام ورم حار جو مقامات مذکورۂ بالا میں واقع ہوتا تھا اُس کا نام طاعون رکھا گیا۔

بعد ازاں جو ورم حار۔ قتال[1]۔ سریع التعفن مقامات مذکورۂ صدر میں واقع ہوتا تھا اُس پر طاعون کا اطلاق ہونے لگا۔

چنانچہ ابتک اسی حار۔ قتال سریع التعفن مقامات مذکورۂ بالا کے متورم گلٹیوں کا نام طاعون ہے۔

غرض طاعون ایک ایسے ورم مغابن حار قتال سریع التعفن کا نام ہے جس میں بجید سوزش اور بے انتہا درد ہوتا ہے۔ مریض اس کی سوزش اور تکلیف کو نا قابل برداشت خیال کرتا ہے۔

ف اس ورم یعنی گلٹی کی مقدار مختلف دیکھی گئی کسی میں باقلا (بلر) کے برابر کسی میں جوار کے مساوی کسی میں لیموں۔ کسی میں کریلے کے برابر کسی میں اس سے بڑھی ہوئی مقدار پائی گئی۔

زہرۃ خضر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بعض میں طاعونی ورم تربوز کے برابر ہوا ہے۔

ف کان کے پیچھے کی گلٹی دماغ سے تعلق رکھتی ہے اور بغل کی گلٹی قلب سے اور کنجران کی گلٹی جگر سے اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ جو مادہ سمّی دماغ کی طرف آتا ہے اور دماغ اسکو دفع کر دیتا ہے تو وہ کان کے پیچھے کے حصّے میں لوٹ کر خلف اذن کی گلٹیوں کو متورم کر دیتا ہے۔

اسیطرح قلب کی طرف جو مادہ آتا ہے اور قلب حتی الوسع اسکو دفع کر دیتا ہے تو وہ مادہ بغل کی طرف منصب ہوکر بغلوں کی گلٹیوں کو متورم کر دیتا ہے۔

اسیطرح جو مادہ جگر کی طرف آتا ہے اور جگر بقدر قوت مدافعت اسکو دفع کر دیتا ہے تو وہ مادہ کنجران کی طرف منصب ہوکر کنجران کی گلٹیونکو پھلا دیتا ہے۔

اسی وجہ سے بتایا جاتا ہے کہ بغل کی متورم گلٹی والے بہت کم جانبر ہوتے ہیں وجہ یہ کہ قلب نے پوری قوت کو صرف کی اور مادے کو دفع کی اور آخر کار کم زور ثابت ہوکر خود متاثر ہوا اور مریض فوراً

---

[1] قتال ہونے کی وجہ یہ کہ مادے کا استحالہ کیفیت سمّیہ کی طرف ہو جاتا ہے اور عضو کو فاسد کر دیتا ہے اور رفتہ رفتہ اُس سمی کیفیت کا اثر بذریعہ شرائین کے قلب میں پہنچ جاتا ہے اور مریض کو ہلاک کر دیتا ہے۔

انتقال کرگیا۔ بعض اوقات مدافعت کی بھی نوبت نہیں آتی اور صرف شرائین کے ذریعے سے بھی اثر قلب پر پہنچتا ہے اور مریض مرجاتا ہے۔ اس کی نسبت کرتے خلف اذن کی گلٹی والے کچھ صحت پاتے ہیں۔ اور بہ نسبت دماغ کے کنجران کی طرف گلٹی والے زیادہ اسلم خیال کئے جاتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ اگر قلب قوی ہے اور دوسرا اعضائے رئیسہ کمزور ہیں اور مادہ بھی بھی زیادہ پرزور نہیں ہے تو وہ زیادہ خوفناک خیال نہیں کیا جاتا۔

ف اکثر گرم ملکوں میں طاعون بہت کم واقع ہوتا ہے۔[1]

ف جہان کے رہنے بسنے والے لوگ ضرورت سے زیادہ ترشی[2] کا استعمال کرتے ہیں وہاں بھی بہت کم طاعون واقع ہوتا ہے۔

ف طاعون اوائل میں بہت زور سے ہوتا ہے اور اپنے آخری زمانے میں کمزور ہوتا ہے اگرچہ کیس بجیدو بے شمار ہوتے ہیں مگر اکثر صحت بھی ضرور پاتے ہیں۔

بقراط کا بیان ہے کہ یہ مرض ایسا صعب اور مصیبت کا ہے کہ بمجرد عارض ہونے کے بیمار کو مارہی ڈالتا ہے اور جمیع قوی کو آناً فاناً زائل کردیتا ہے اور روح حیوانی نفسانی اور طبعی کو معطل کردیتا ہے۔

بقراط بقراط کا یہ بھی بیان ہے کہ طاعون اور وبا ایک گزندہ جانور ہے اسکی ڈنک جس کسیکو لگ جاتی ہے فوراً اسے معرض ہلاکت میں ڈالدیتی ہے۔

---

[1] قولہ کم واقع ہوتا ہے۔ میرے خیال میں بلدہ حارہ کی مقامی خصوصیات کی وجہ سے ہر کس و ناکس کے جسم سے موادکی تحلیل پسینے کے ذریعے مساموں کی راہ سے ہوتی رہتی ہے جس سے مواد میں کسی خاص قسم کی عفونت جو قابل تاثرات رونیت ہوسکے نہیں ہونے پاتی۔ اور اسیوجہ سے تجربتہً یہ ثابت ہوئی ہے کہ جس شدت کا طاعون شدت سرما میں ہوتا ہے یا کثرت شدت برودت کی وجہ سے مرض میں زیادتی ہوتی ہے۔ وہ شدت گرما میں کمزور ہو جاتی ہے۔

[2] قولہ ترشی۔ میرے خیال میں کمی طاعون کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر قسم کی ترشی ہیجان غلیان اور جوش خون کو ساکن کردیتی ہے چنانچہ جمیع اطبائے یونانی کا یہی متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جس شہر میں عام طور پر ترشی کا استعمال ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے وہاں کے باشندوں کے خون میں غلیان وجوش بھی کم ہوگا۔ اس لئے قیاس چاہتا ہے کہ ایسے ترش خوار ملکوں میں طاعون کم واقع ہو۔ اسیوجہ سے ایام طاعون میں ترشی کا زیادہ استعمال بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

باصول ڈاکٹری یہ مقامات مذکورہ اکثر کھلے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے انہیں مقامات میں جراثیم طاعونی کا ازدہام ہوتا ہے اور انکو متورم کر دیتے ہیں۔

میرے خیال میں اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان مقامات کے خاص گلٹیونکو جراثیم کے ساتھ کوئی خاص خصوصیت ہے ورنہ کوئی بات نہیں کہ عام دہقانیوں کا کل جسم کھلا رہتا ہے اور نہیں مقاموں کی گلٹیاں پھول جائیں ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی۔

طاعون کے لفظ میں بھی اختلاف واقع ہوا ہے۔

سرخی (۲) طاعون اور اسکی وجہ تسمیہ

بعض کا یہ خیال ہے کہ یہ لفظ یونانی ہے اور معرب کیا گیا اور بعض کا یہ خیال ہے کہ یہ لفظ عربی ہے معرب نہیں ہے۔ چنانچہ شرح اسباب وعلامات صفحہ (۱۹۳) مطبوعہ نولکشوری کے دیکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ لفظ یونانی ہے اسکا اصلی تلفظ طیعون تھا اور باصول صرفیان یائے ساکن ماقبل اس کا مفتوح اس یا کو الف سے بدل کر طاعون بنایا۔

شیخ الرئیس علیہ الرحمہ کے قانون صفحہ (۶۳ ج ۴) مطبوعہ طہران کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ عربی ہے معرب نہیں۔ اہل تحقیق نے یہ مان لیا ہے کہ طاعون لفظ عربی ہے معرب نہیں۔

مگر میں جہانتک شیخ الرئیس کی تحریر پر نظر غائر ڈالتا ہوں اُس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ لفظ عربی ہے۔ اگر وہ لفظ عربی ہوتا تو پھر اس کا یہ کہنا کہ (دیمسون باسم ما ترجمتہ بالعربیۃ الطاعون) کسی حد تک غور طلب خیال کیا جاتا ہے۔ اس سے من وجہ دل میں خلش بھی پائی جاتی ہے کہ دراصل وہ لفظ طیعون تھا۔ اہل عرب نے طاعون بنا لیا۔

مگر چونکہ جناب حکیم شریف خاں صاحب نے شرح اسباب صفحہ (۱۹۳) میں بتا دیا ہے کہ یہ لفظ عربی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے من وجہ خلش قلبی میں کمی تو ہوئی مگر پوری تشفی نہیں ہوئی۔

حکیم شریف خانصاحب علیہ الرحمہ نے حاشیہ (۲) شرح اسباب صفحہ بالا میں وجہ تسمیہ طاعون یہ بتایا ہے کہ یہ مرض بہت سارے شہروں میں واقع ہوا تھا کسی شخص نے اپنے خواب میں یہ دیکھا کہ اپنے

بدن کے کسی حصہ میں کسی نے بھالے سے کھونچہ دیا جب وہ شخص خواب سے بیدار ہوا تو اس نے اسی مقام پر درد کا احساس کیا اور پھر وہیں گلٹی بھی نمودار ہو گئی۔

اور چونکہ اہل لغت نے بھی طعن کے معنی بھالے سے کھونچہ دینے کے بتائے ہیں اسلئے اس بیماری کا نام بھی طاعون رکھا حکیم صاحب موصوف نے دوسری وجہ تسمیہ بھی اسی جگہ بیان کی ہے کہ جو درد کہ اس مرض کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اسکا درد شدت میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ بھالے سے کھونچہ دینے سے ہوتا ہے۔

اور نیز مجھے بھی اس پلیگ ڈیوٹی کی وجہ سے اکثر بیماروں کی زبانی یہ سنا گیا ہے کہ وہ اپنی شدت درد کی تعبیر انہیں الفاظوں میں کرتے تھے کہ اس گلٹی میں ایسا درد ہوتا ہے جیسے کوئی چھری یا بھالے سے کھونچے دیتا ہے۔

اور نیز احادیث کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنات کے بھالوں کے کھونچے ہیں جسے کاری پڑ جاتا ہے وہ مر جاتا ہے جس پر معمولی انداز کا کھونچا لگ جاتا ہے وہ بچ بھی جاتا ہے ملاحظہ ہو مجمع (۱۴)

طاعون زاد المعاد ابن قیم

ایک طبیب کا بیان ہے کہ اصل طاعون چند صغیر الجسم جانور ہیں جن کو عام اصطلاح میں باسیل کہتے ہیں۔ ان جانوروں کو خدائے تعالیٰ نے پیدا کیا ہے جیسے اور بہت سارے باریک جاندار کیڑے پیدا کئے ہیں اسی وجہ سے ابتدائے اسلام میں اسکو جن خیال کرتے تھے کیونکہ یہ کیڑے بھی حس بصری میں نہیں آتے جیسے کہ جنات حس بصری میں آ نہیں سکتے ہیں یہ کہہ کر ہر ایک شخص کی رائے ہے اور تاویل لاطائل۔

سرخی (۳) پلیگ اور اس کی وجہ تسمیہ

یہ عام طور پر معلوم کرنے کے قابل ہے کہ پلیگ کس زبان کا لفظ ہے اور اس کی کیا معنی ہیں اور اسکا نام اسی نام سے کیوں رکھا گیا۔

اہل لغت کی تحقیقات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ لاطینی ہے اسکا اصلی تلفظ پلاگ تھا۔ اور جب زبان یورپ میں منتقل ہوا تو پلیگ سے متلفظ ہوا۔ اہل لغت کے پاس اس کے معنی حسب ذیل بتائے جاتے ہیں۔

(۱) کھو پنچا دینا۔ [illegible]

اور بعد جو شکایت عام رعایا و [illegible] کے یعنی عربی۔ [illegible]

سے سرگردانی۔ دھکا دینا۔ ستانا۔ دق کرنا۔ وا [illegible]

اسی وجہ سے قائم رکھا گیا کہ اس مرض میں بھی نہایت سخت [illegible]

اور بیماری بھی موجود گلٹی کی تکلیف کو بہ سبب شکایت ایسا بیان کر [illegible]

ہے جیسا کوئی بھالوں یا چھریوں سے کھو پنچے دیتا ہے [illegible]

انہیں تکالیف کی بنا پر اس لفظ سے کام لیا گیا۔

یہ لفظ بھی اُن قدیم لغات میں سے ہے جو اقوام وسط ایشیا کے [illegible]

سیریا کیپاڈشیا۔ مصر شمالی افریقہ د [illegible] فرانس [illegible]

سے مشہور ہوا تھا جس کا نام اسی لفظ کے ساتھ قائم کیا گیا۔

اس لفظ کا رواج حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ السلام سے [illegible]

تھا جب اُن کے بڑے بڑے شہروں میں مرض مہلک پیدا ہوا اُس وقت [illegible]

اور اُسی نام سے یہ مرض طاعون نامزد ہوا۔

اس مرض کے با معمول ڈاکٹری حسب ذیل تین قسمیں ہیں۔

(۱) پہلی قسم بیوبانک پلیگ۔

(۲) دوسری قسم نیومانک پلیگ۔

(۳) تیسری قسم سیپٹی سیمک پلیگ۔

قسم اول کی خاص علامت یہ ہے کہ مریض [illegible]

ہوتی ہیں اس پلیگ میں بخار بھی ہوتا ہے اور بخار کی

تیک بھی ہو جاتی ہے اسکی وجہ سے دماغ میں ورم بھی [illegible]

بیہوشی کے آثار بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور [illegible]

اور رفتار بھی [illegible] اور چہرہ [illegible] گھبراہٹ ہو جاتی ہے۔ اور زبان بے قابو [illegible] [illegible] شکل [illegible] پیدا ہو تیکے پانچ چار روز میں گلٹی نمودار ہوتی ہے اور [illegible] [illegible] [illegible]

قسم دوم [illegible] ہوتا ہے اور وہی بخار کی ڈگریاں پائی جاتی ہیں۔ سر سام بھی [illegible] [illegible] [illegible] ہوشی ہو جاتی ہے [illegible] میں گداز اور اضمحلال کی رفتار تیز ہو جاتی ہے [illegible] [illegible] [illegible] میں گھبراہٹ بھی پائی جاتی ہے۔ غرض قسم اول کے [illegible] [illegible] جاتے ہیں۔

[illegible] قسم [illegible] کی خاص علامت یہ ہے کہ مریض کا شش بکھا ہو جاتا ہے اور اسکے شش پہ [illegible] [illegible] خاص علامت یہ ہے کہ اس قسم کے پلیگ میں گلٹیاں نہیں نکلتیں [illegible] [illegible] پھیلتی لگتا ہے [illegible] بہ نسبت قسم اول کے زیادہ ہوتا ہے۔ کھانسی بلغم [illegible] [illegible] قسم اول کے زیادہ [illegible] ہوتی ہے۔ اس قسم کا بیمار [illegible] [illegible] [illegible] ہو جاتا ہے اور اس قسم پھیپھڑے کے اندرونی حصے کے غدودوں میں ورم ہو جاتا ہے اور نمونیا [illegible] کی طرح جانا [illegible] شش میں ورم نمایاں ہوتا ہے اور یہ اندرونی غدودوں کا ورم [illegible] [illegible] [illegible] ہوتا ہے۔

قسم سوم [illegible] میں بخار بھی ہوتا ہے مگر ڈگری اُن سے زیادہ ہو جاتی ہے سر سام بھی پایا جاتا ہے [illegible] گھبراہٹ بھی ہوتی ہے مگر حد سے زیادہ۔ بیہوشی اور غشی بھی پائی جاتی ہے [illegible] کے ساتھ۔ اور مریض میں گداز اور اضمحلال بھی بڑے شدت کے سا[illegible] [illegible] سانس وغیرہ بھی پائی جاتی ہے مگر نمونیا کی طرح کھانسی یا بلغم نہیں پایا جاتا [illegible] [illegible] بدن میں سرایت کر جاتا ہے اور تمام جسمانی غدودوں میں ورم پیدا کر دیتا [illegible] [illegible] نمایاں نہیں ہوتا یہ قسم ثالث نہایت ردی اور سخت [illegible] [illegible] مریض (۲۴) گھنٹے کے اندر ہلاک ہو جاتا ہے

قسم دوم و سوم کے بیمار بہت کم اور بمشکل جانبر ہوتے ہیں۔

پلیگ وطاعون کے اور بھی نام ہیں۔ چنانچہ ہندی الطب کے پاس اس کا نام مہامری اور کالجر رکھا جاتا ہے اور اس مرض کو باد مرگ بھی کہتے ہیں۔ اور بعض ڈاکٹروں[1] نے اس کو قہر خدا بھی کہا ہے اور نیز اس کا نام مرگا مرگی بھی رکھا جاتا ہے۔ نہ صرف میرا خیال بلکہ اہل اسلام کا یقینی مسئلہ ہے کہ یہ مرض قہر خدا بحق کفار ہے۔

اہل میزان کے پاس دو مفہوم کلی میں حسب ذیل چار ہی قسم کی نسبتیں ہوا کرتی ہیں۔

نسبت (ہا) چہار اور طاعون میں فرق

(۱) پہلی نسبت مساوات کی ہے جیسے انسان اور ناطق میں پائی جاتی ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ جہاں انسان کا تحقق ہوگا وہاں حیوان[2] ناطق کا تحقق بھی ضرور ہوگا۔ اور جہاں حیوان ناطق کا تحقق ہوگا وہاں انسان کا تحقق بھی ضرور ہوگا تو یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مفہوم انسان اور مفہوم حیوان ناطق میں بالکل مساوات اور عینیت ہے۔

(۲) دوسری نسبت مباینت کی ہے جیسے حجر[3] و شجر میں پائی جاتی ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ جہاں حجر کا تحقق ہوگا وہاں شجر کا تحقق نہیں ہوسکتا۔ اسیطرح بالعکس۔ تو یوں کہنا صحیح ہوجائیگا کہ حجر کا مفہوم شجر کے مفہوم کے بالکل مباین ہے اور ان دونو مفہوموں میں پوری پوری غیریت اور مباینت ہے

(۳) نسبت عام[4] خاص مطلق کی ہے جیسے انسان اور حیوان میں پائی جاتی ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ جہاں

ف۱ چنانچہ ڈاکٹر نیگر و نے اسے قہر خدا مانا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ یہ مرض طاعون خدا تعالی کی نافرمانبرداری سے نازل ہوتا ہے

ف۲ یعنی انسان جن جن افراد پر صادق آتا ہے حیوان ناطق بھی انہیں اور اتنے ہی افراد پر لایا جاتا ہے۔

ف۳ یعنی حجر جن افراد پر صادق آتا ہے شجر ان افراد پر نہیں صادق آتا۔ ف۴ یعنی انسان جن جن افراد پر صادق آتا ہے حیوان ان اور اتنی افراد پر صادق آتا ہے اور جاو جتنے افراد حیوانی ہیں ان پر انسان کا بالکل صادق آنا ضروری نہیں بلکہ بعض افراد حیوان پر صادق آتا ہے اور بعض پر نہیں آتا ہے۔

انسان پایا جائیگا وہاں حیوان ضرور صادق آئیگا اور جہاں حیوان صادق آئیگا وہاں انسان کا صادق آنا ضروری نہیں تو یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مفہوم انسان خاص ہے اور مفہوم حیوان عام ہے۔

(۴) نسبت عام خاص من وجہ کی ہے جیسے حیوان اور ابیض میں پائی جاتی ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ جہاں حیوان پایا جاتا ہے وہاں ضرور نہیں کہ ابیض بھی پایا جائے اور جہاں ابیض پایا جاتا ہے وہاں یہ ضرور نہیں کہ حیوان بھی پایا جائے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حیوان بھی پایا جاتا ہے اور ابیض بھی جیسے کوئی سفید جانور تو یوں کہنا صحیح ہو جائیگا کہ مفہوم حیوان اور مفہوم ابیض ان دونوں میں دو وجہ سے مغائرت اور ایک وجہ سے مساوات وعینیت ہے اس مسئلے کے سمجھنے کے بعد اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرض وبا اور طاعون میں کس قسم کی نسبت ہے آیا مساوات ہے یا مباینت یا عام خاص مطلق ہے یا عام خاص من وجہ۔ بادہ غور کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ ان دونوں مفہوموں میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے وجہ یہ ہے کہ مرض وبا ایک عام مرض کا نام ہے جو عالمگیر ہوتا ہے اور مرض طاعون بعلامات مخصوصہ خاص ایک ہی مرض ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ جہاں وبا پیدا ہوتی ہے وہاں یہ ضرور نہیں کہ مرض طاعون بھی پایا جائے ممکن ہے کہ ہیضہ اور کوئی مرض عام مثل بخار سمی وغیرہ پایا جائے اور جہاں مرض طاعون ہوگا وہاں نہایت ضروری امر ہے کہ وبا بھی ہو۔ وجہ یہ ہے کہ ہر بخار سمی کیلئے طاعون ہونا بھی ضرور نہیں اور ہر طاعون کیلئے سمی بخار ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ تو یوں کہنا صحیح ہو جائیگا کہ مفہوم وبا اور مفہوم طاعون میں ایک لحاظ سے عمومیت ہے۔ اور ایک لحاظ سے خصوصیت اسکے یہ معنی ہیں کہ وبا اور طاعون میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے اور نیز احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون اور وبا میں مغائرت ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مدینہ منورہ میں طاعون نہیں آسکتا حالانکہ وبا مدینہ منورہ میں بارہا آچکی ہے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ وبا اور طاعون دونوں کا ایک ہی مصداق ہے۔ چنانچہ مولانا مولوی سید جلال الدین صاحب سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الرحمہ میں (الطاعون ہو الوبا) کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس ان دونوں کا ایک ہی مصداق ہے۔

اسیطرح صاحب قاموس نے بھی (الطاعون الوبا) بتایا ہے۔ اس سے بھی ان دونوں کا ایک ہی مصداق سمجھا جاتا ہے۔ صاحب صحاح جوہری نے طاعون کو مشبہ اور وبا کو مشبہ بہ بیان کیا ہے چنانچہ اسکی اصل عبارت یہ ہے (الطاعون وزنہ فاعون من الطعن عدلوا بہ عن اصلہ ووضعوہ دالا علی الموت العام کالوباء) جس سے وبا مشبہ بہ ثابت ہوتی ہے اور طاعون مشبہ اور مشبہ اور مشبہ بہ میں ذاتی تغایر ہوتا ہے اور ادنی مناسبت عینیت ہوتی ہے۔

لسان العرب جزء ۱۷ صفحہ ۱۳۷ فصل الطا حرف النون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون ایک مرض عام اور وبا ہے جس سے ہوا فاسد ہو کر مزاجوں اور ابدان کو فاسد بنا دے ان کی تقریر سے بھی وبا اور طاعون ایک ہی درجے میں خیال کئے جاتے ہیں۔

ابن قیم کی زاد المعاد صفحہ (۱۳) مطبوعہ نظامی کانپور کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون۔ وبا کی ایک نوع ہے۔

خلیل کا خیال بھی یہی ہے کہ وبا اور طاعون ایک ہی ہیں کما قال الوباء الطّاعون

میرا خیال یہ ہے کہ طاعون اور وبا میں من کل الوجوہ عینیت نہیں ہے بلکہ عام خاص مطلق کی نسبت بالکل صحیح ہے۔

سرخی (۶) یہ مرض متعدی ہے یا نہیں

اس مسئلہ خاص میں ایک سخت اختلاف واقع ہوا ہے۔ زیادہ مناسب ہوگا کہ یہاں بھی جملہ وجوہ اور ادلہ بصراحت بیان کئے جائیں اور محاکمہ کیا جائے۔

ان ادلہ کے بیان کرنے کے قبل یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ مرض متعدی کسکو کہتے ہیں اور اس کے کیا معنی بات نکلتی ہے۔ مرض متعدی اس مرض کو کہتے ہیں کہ جو ایک شخص مبتلا بہ سے دوسرے شخص تندرست کی طرف متجاوز ہو جائے اور اسکو بھی اوسی مرض میں مبتلا کرے۔

اب یہاں یہ غور کرنے کی زیادہ ضرورت واقع ہوی کہ ایک شخص مبتلا بہ سے دوسرے شخص کی طرف کسطرح متجاوز ہوتا ہے۔

اس میں دو گروہ ہوے ہیں۔

ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوسکتا جس کے وجوہ حسب ذیل ہیں۔
اگر کسی مرض کا متجاوز ہونا باعتبار تناسل وتوالد ورضاعت کے خیال کیا جاتا ہے جسکو امراض میراثی (مثل برص سل جذام۔ قروح عفنہ۔ خنازیر۔ بواسیر۔ آتشک۔ نواسیر۔ صلع۔ وجع مفاصل کلیہ حصات حصات مثانہ۔ صرع۔ اُبنہ۔ سوزاک۔ مالیخولیا۔ دق۔ دمہ۔ وغیرہ) کہتے ہیں تو فی الواقع بالکل صحیح اور نہایت درست ہے۔ والا فلا۔

وجہ یہ کہ قوتِ مصورۂ انسانی کا یہ کام ہے کہ وہ قوتِ مولدہ کے تیار اور قابل استعداد اعضائے کے مادے میں انسانی اعضاء کی صورت۔ شکل۔ وضع۔ قطع ترکیب۔ تجویف اور جو جو ضروریات اعضا میں ہوں ایسے اصول پر بنائے کہ وہ اپنے مقتضائے نوع کے خلاف نہوں۔ یا اُس نوع کے قریب قریب صورت۔ شکل۔ وضع۔ قطع۔ ترکیب۔ تجویف وغیرہ ابواب میں تیار کردے۔
اور یہ ممکن نہیں کہ والدین کے اجزائے لحمی سے ہڈی۔ اور اجزائے عظمی سے گوشت یا عصبی اجزا سے گوشت اور لحمی اجزا سے عصبی اعضا تیار کردے یا لحمی اجزا سے۔ وتر اور رباطی اجزا سے عروق بنادے۔

بلکہ باصول قانون قدرت جمیع بدن کے ہر حصے سے مادۂ منویہ کے اجزا علیحدہ علیحدہ کئے جاتے ہیں اور ان ممتاز اجزائے منویہ میں اس قسم سے انتظام کیا جاتا ہے کہ بدن کے جس حصے سے جو جو جزء منی علیحدہ کیا گیا ہے اسی جزء منی سے جنین (بچۂ رحمی) کا بھی وہی حصۂ بدن بنایا جائے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی۔

چنانچہ ارسطو کا بیان ہے کہ منی متشابہ الاجزا ہے اور یہ قوت مولدہ اُس منی کے ہر جزء میں ایک خاص قسم کا مزاج پیدا کرتی ہے جس سے ہر عضو خاص کے بننے کی قابلیت اور استعداد پیدا ہوجاتی ہے۔

اور نیز **فاضل جیلانی** نے یہ بتایا ہے کہ قوت مولدہ باصولِ قانونِ قدرت منوی اجزاء کے مختلف قویٰ کو ممتاز اور جدا جدا اور مشخص کردیتی ہے۔

اور اُن اجزاے منویہ میں سے جن جن اجزا پر دمویت غالب ہوتی ہے اُن کے تھوڑے سے اجزا لے لئے اور جن جن اجزا پر سوداویت غالب تھی اُن کے اجزا زیادہ لیکر اُن دونوں کا باہمی خلط وامتزاج ایک ایسے اصول عصبی پر کردیا جس سے مزاج عصبی مخصوص خیال کیا جاتا ہے اسی طرح جن جن اجزاے منویہ میں دمویت غالب تھی اُن کے تھوڑے سے اجزا لئے لئے اور جن پر سوداوی اجزا کا زیادہ غلبہ تھا اُن سے کچھ زیادہ اجزا لئے پھر اُن دونوں کا باہمی خلط وامتزاج بحسب مزاج عظمی پیدا کردیا تو اس قسم کا مزاج مخصوص عظم ہی کے ساتھ ہوگا۔ اور اُس کے برعکس خاص شریان کا مخصوص مزاج سمجھا جاے گا۔

غرض اسیطرح باصول قانون ایزدی قوت مولدہ ہر عضو کے بننے کی قابلیت واستعداد پیدا کردیتی ہے۔

بقراط کا قول بھی یہی ہے کہ منی کے باہمی اجزا واقع اور حقیقت میں ایک دوسرے سے جدا جدا اور ممتاز ہیں۔ لیکن حس بصری میں کوئی ممتاز نہیں محسوس ہوتے۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ کل بدن کے ہر جزو سے ایک ایک حصہ آتا ہے اور اسی حصے سے اعضاے جنین کا تکون ہوتا ہے مثلاً اجزاے لحمیہ سے لحمی جزو اور عصبیہ سے عصبی اجزا ہڈی سے عظمی جزو۔ علی ہذا القیاس ہر ایک عضو سے ایک ایک جزو آتا ہے اور اعضاے جنین کا تکون ہوتا ہے۔ کذا فی الحاشیہ ۱۲

اس تقریر کے بعد اب ہم اُن دونوں کے اختلاف کو حسب ذیل وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں

شیخ نے فصل ثانی حیوان شفا صفحہ (۵۱۰) میں یہ بات بتائی ہے کہ بقراط اور اسکے متبعین کو منی کے متشابہ الامتزاج کے قائل نہونے پر ان ذیلی تین امور نے مجبور کیا۔

(۱) ایک یہ کہ جماع کے وقت جمیع اعضاے بدن کا متلذذ ہونا وجہ یہ کہ اگر جمیع اعضاے بدن سے اجزاے منویہ کا خروج نہوتا تو جمیع اعضاے بدن کو التذاذ نہوتا۔ بلکہ کسی خاص ایک ہی عضو کو جس سے خروج منی ہوتا ہے التذاذ ہوتا۔

(۲) یہ کہ اولاد کے اعضا اپنے والدین کے اعضا کے ساتھ پوری مشاکلت رکھتے ہیں اگر ہر عضو سے ایک ایک حصہ نہ آتا تو اعضاء اولاد اپنے والدین کے اعضا کے مشابہ اور مشاکل نہوتے

(۳) تیسرا امر یہ کہ جب کسی احدالوالدین کے اعضا رجسمانی ناقص ہوتے ہیں تو اولاد کے بھی وہی اعضا ناقص اور ماؤف دیکھے جاتے ہیں اگر ان اعضاء کے اجزا سے کوئی حصہ نہ آتا تو ان کے اعضا ناقص کیوں ہوتے۔

ارسطو نے ان امور کو بوجوہات تفصیل ذیل بڑے زور سے توڑ دیا۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) وجہ مذہب بقراط کے باطل کرنیکی یہ ہے کہ باصول مسلمہ بقراط ناخن اور بالوں میں بھی والدین کے ناخن اور بالوں کے ساتھ مشابہت ہونی چاہیئے۔ حالانکہ ناخن اور بالوں سے کوئی چیز خارج نہیں ہوتی۔

(۲) وجہ یہ کہ کشت وکار میں اعضاء الیہ کا کوئی حصہ نہیں مگر بایں ہمہ پھر وہ درخت اپنے اصل کے مشابہ ہوتا ہے

(۳) وجہ یہ کہ جب اعضا ہی سے مادۂ منویہ کا آنا باصول بقراط مسلم ہے تو بوقت انزال رحم میں دو انسان ہونا چاہیئے۔ ایک اجزاء منویہ والد سے اور ایک اجزاء منویہ والدہ سے۔

(۴) وجہ یہ کہ عورتیں بھی اپنے انزال منی سے بلا مقاربت مرد اولاد جننی چاہئیں وجہ یہ کہ اسکے اعضا سے مادہ منویہ کا خروج ہوا ہی اور اس میں اُس کے پورے پورے ہر عضو کے اجزا موجود ہیں پھر کیا وجہ کہ اولاد نہیں ہوتی۔

(۵) وجہ یہ کہ مرد کو کبھی لڑکا پیدا ہوتا ہے اور کبھی لڑکی۔ وبالعکس بقول بقراط مرد کو تو ہمیشہ ہی لڑکا پیدا ہونا چاہیئے وجہ یہ کہ اسکے جمیع اعضاء بدن کے اجزا میں کہیں لڑکی کے اجزاء نہیں ثابت ہوتے ہیں تو پھر لڑکی کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔

(۶) وجہ یہ کہ بعض وقت ایک دفعہ کے جماع کرنے سے دو دو تین تین بعض لڑکے بعض لڑکیاں کبھی صرف متعدد لڑکے اور کبھی محض متعدد لڑکیاں پیدا ہوتے ہیں اور جب بقول بقراط ہر عضو سے ایک ایک حصہ آتا ہے اور اس سے تکون جنین ہوتا ہے تو اب بتائے کہ ہر عضو سے کتنے کتنے اجزا وقت واحد میں خارج ہوئے اور اس قسم کا خارج ہونا جائز ہے تو پھر ہمیشہ کیوں نہیں نکلتے یہ ترجیح بلا مرجح کیسی۔

(۷) وجہ یہ کہ کبھی لڑکا یا لڑکی اپنے پردادا کے مشابہ ہوتی ہے اور یہ ممکن نہیں کہ اُس پڑدادا کی منی ابتک ان تغیرات روزانہ اور تحلیل شبا روزی کے بعد بھی باقی رہی ہو۔

(۸) وجہ یہ کہ بہت سارے جانور اپنے غیر جنس کے مشابہ اولاد جنتے ہیں۔ چنانچہ مشاہدہ ہے

کہ گوہ کے کیڑوں سے مکھیاں پیدا ہوتے ہیں تو اب بتاسئیے کہ مادہ اجسام کے جمیع اعضاے بدن سے کیسا آنا چاہئیے تھا اور اس سے کیا پیدا ہونا چاہئیے تھا اور اب کیا پیدا ہوتا ہے۔

(۹) وجہ یہ کہ اگر جنین میں ہر عضو کے اجزا بقول بقراط لئے جائیں تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ اجزاے اعضا اپنے خاص وضع واجب پر ہیں یا نہیں اگر نہیں ہیں تو مشابہت کیسی آسکتی ہے اور اگر ہیں تو اُن اجزا کی نسبت کے اصول پر جنین بھی نہایت ہی مختصر اور چھوٹے سے چھوٹا بننا چاہئیے۔

(۱۰) وجہ یہ کہ جب ہم کسی درخت کی ڈالی کو قبل از پھل پھول لگنے کے کاٹ کر زمین میں بو دیتے ہیں تو وہ ڈالی اپنے معین اور خاص وقت پر پھل پھول دینے لگتی ہے۔ مگر باصول بقراط یہ ڈالی پھل پھول دینے کے قابل نہیں کیونکہ یہ خود درخت میں ابھی پھل پھول دینے کی قابلیت ہی نہیں یا پیدا ہوی تھی تو ڈالی میں پھل پھول کے اجزا کیسے آسکتے ہیں اور پھل پھول کیسے دیسکتی ہے حالانکہ عام مشاہدہ اس کے خلاف ہے۔

اگرچہ اسکے جواب بھی دیلیے گئے ہیں مگر یہ رسالہ اُن جمیع سوالات وجوابات کا متحمل نہیں۔ اسلئے بڑے افسوس کے ساتھ پس انداز قلم کرتا ہوں۔

مگر محقق صدر الدین شیرازی نے اپنے اسفار اربعہ صفحہ (۲۷۵) کے بحث قوت مصورہ کے ضمن تقریر میں بقراط اور اُس کے تابعین کا مذہب بیان کرکے یہ بات بتائی ہے کہ اختلاف اعضاء حیوان یا اختلاف اعضاے منی میں بحث کرنا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ بڑے بڑے اعتراض لازم آتے ہیں۔ چنانچہ دور یا تسلسل اسطرح لازم آتا ہے کہ اگر اجزاے منی کا اختلاف اعضا کے اختلاف پر موقوف ہے اور اعضا کا اختلاف اجزاے منی کے اختلاف پر ہوجاے تو موقوف کا موقوف علیہ اور موقوف علیہ کا موقوف ہونا لازم آئیگا۔ اور یہ محال ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ صور اور اشکال مطلوب کی اختلاف کی نسبت مادہ اور جز مادے کی طرف لگانا بھی اقوال سخیفہ ہیں وجہ یہ کہ مادہ ہر شے میں ایک امر مبہم ہے جسکا قوام بجز صورت کے نہیں ہوسکتا تو استناد صور اور اختلاف اعضا حیوان میں نطفہ کی طرف

کرنا جیسے محال ہیں ہے۔

غرض جس جز بدن سے جو مادہ آتا ہے اُس سے وہی جز بنتا ہے۔ تو اس اصول پر یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اگر باپ کے جمیع بدن کے مجموعی اجزاے منویہ بہ نسبت اجزاے منویہ والدہ زیادہ ہونگے تو اولاد بھی اپنے باپ کے زیادہ مشابہ ہوگی۔

چنانچہ شیخ نے حیوان شفا صفحہ (۴۴۰) میں یہ بات بتائی ہے کہ (واکثر الذکران اشبہ بالآباء) اکثر لڑکے اپنے باپ کے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔ اور نیز یہ بھی لکھا ہے کہ (من الرجال لا یولد الا شبیہا بنفسہ) مرد اپنے ہی مشابہ اولاد جنتا ہے۔

اس موقع پر مجھے ایک سنا ہوا قصہ یاد آیا وہ یہ ہے کہ ایک فرانسیسی ڈاکٹر کی میم اپنے حبشی غلام سے ناجائز تعلقات پیدا کرکے حاملہ ہوگئی اور بمرور ایام حمل نمایاں ہونے لگا اُس نے اپنے دایہ سے بیان کیا کہ میں اس حبشی سے ناجائز تعلقات کی وجہ سے حاملہ ہوگئی ہوں اور اب میں اسکو بعد ولادت کیسے نباہ سکتی ہوں۔ دایہ نے ایک چال بتائی کہ جب کبھی تم قہوہ پیوگی تو میں تمہیں روک دیا کرونگی کہ حاملہ عورت کا ضرورت سے زیادہ قہوہ پینا اولاد کو حبشی کی طرح سیاہ اور بدرنگ بنا دیتا ہے اور تم ایک نہ ماننا مگر مصر ہوکر زیادہ قہوہ پیا کرو اور جب حبشی کی سی اولاد ہوجائے تو میں اپنا اس قہوہ نوشی کا تجربہ ثابت کردونگی۔ اتفاقات زمانہ سے وہ لڑکا سیاہ حبشی کی طرح پیدا ہوا اور ساتھ ہی دایہ نے اپنے قہوہ کے تجربے کو زور دیا اور ڈاکٹر صاحب کے پاس ثابت کرادیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس تجربے کو اپنی نوٹ بک میں لکھ لیا واللہ اعلم بحقیقۃ الواقعۃ
اس قصے سے بھی ہمارا مطلب ثابت ہوتا ہے کہ باپ کے ہر عضو سے جو مادہ آتا ہے اُس مادے سے اولاد کے بھی وہی اعضاء بنتے ہیں اور باپ کے اجزاے منویہ کے زیادتی سے لڑکا بھی اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے وھو المطلوب۔

اسیطرح جب ماں کے جمیع بدن کے مجموعی اجزاے منویہ بہ نسبت اجزاے منویہ والد کے زیادہ ہونگے تو اولاد بھی اپنی والدہ کی زیادہ مشابہ ہوگی۔

چنانچہ شیخ نے حیوان شفا صفحہ (۲۴۴) میں یہ بات مصرح کر دی ہے کہ (اکثر الاناث اشبیہ بالامہات) اکثر لڑکیاں اپنی ماں کے زیادہ مشابہ ہوتی ہیں۔ اور نیز یہ بھی لکھا ہے کہ (من النساء لاتلد الا شبیہا بنفسہا) عورتیں اپنی ہی زیادہ مشابہ اولاد جنتی ہیں۔

چنانچہ احادیث صحیحہ میں مروی ہے کہ جب مرد کے اجزائے منویہ غالب ہوتے ہیں تو لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کے اجزائے منویہ زیادہ ہوتے ہیں تو لڑکی پیدا ہوتی ہے چنانچہ مسلم شریف کے صفحہ (۱۴۵) باب وجوب الغسل علی المراۃ بخروج المنی منہا میں یہ حدیث ہے

ان انس بن مالک حدثھم ان ام سلیم حدثت انہا سالت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراۃ تری فی منامہا مایری الرجل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رات ذلک المراۃ۔ فلتغتسل فقالت ام سلیم استحییت من ذالک قالت وھل یکون ھذا۔ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نعم فمن این یکون الشبہ ان ماء الرجل غلیظ ابیض وماء المراۃ رقیق اصفر فمن ایہما علا او سبق یکون منہ الشبہ۔

وارد ہے کہ ام سلیم نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات دریافت کی کہ عورتیں بھی خواب دیکھتی ہیں جیسا کہ مرد دیکھتے ہیں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کبھی عورت اس قسم کا احتلام ہوتا دیکھے تو چاہیئے کہ وہ نہائے۔ ام سلیم کہتے ہیں کہ میں اس واقعہ سے شرماتی ہوں ام سلیم نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا عورتوں کو احتلام ہوتا ہے حضرت نے فرمایا کہ ہاں ہوتا ہے اگر نہ ہوتا تو مشابہت کیسی پیدا ہو سکتی فی الواقع مرد کی منی غلیظ اور سفید ہوتی ہے اور عورت کی منی رقیق اور پیلی۔ اور جس کی منی غالب یا سبقت کرتی ہے اسی کے ساتھ اولاد بھی مشابہ ہو جاتی ہے۔

اور جب دونوں کے اجزاے منویہ قریب قریب ہوتے ہیں تو اولاد میں بھی کسی نہ کسی خاص خاص اعضا میں والدین کے اعضا کے مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔

چنانچہ شیخ بوعلی سینا نے اپنی کتاب شفا الحیوان صفحۂ (۴۴۰) کے مقالہ تاسع کی فصل ثانی میں جالینوس کے قول کے ضمن میں یہ بات بتائی ہے کہ اولاد اپنی والدین کے اعضا اور افعال وغیرہ میں دو وجہوں سے مشابہ ہوتے ہیں۔ ایک قوۃ مصورہ کی وجہ سے۔ دوسری استعداد مادہ کی وجہ سے مشابہت ہوتی ہے انتہی۔

اگر لڑکا اپنے والدین کے مشابہ نہ پیدا ہو تو سمجھو کہ قوت مصورہ نے کسی داخلی یا خارجی وجہ سے اپنا کام پورا نہیں کیا جس کی وجہ سے مشابہت پیدا نہوئی یا مادے میں اپنے والدین کی صورت شکل وغیرہ پر بنانے کی قابلیت نہ تھی جس کی وجہ سے عدم مشابہت پیدا ہوئی ہے۔

اور نیز والدین کے ماوف اعضا کا اثر اولاد میں بھی آتا ہے مثلاً جس کسی شخص کو بواسیر نواسیر دمہ۔ جذام۔ سوزاک۔ ناصور۔ سل۔ رمد۔ نقرس۔ خنازیر۔ صرع۔ مالیخولیا۔ رعشہ۔ سرطان آتشک۔ وجع المعصب۔ مراق ہو۔ تو اولاد کو بھی یہ امراض بلا وجہ ذاتی پیدا ہوتے ہیں۔ اگر اندرونی اعضا کی مشارکت اور مشاکلت نہوتی اور انہیں ماوف اعضا کے اجزاے اولاد کے اعضا نہ بنتے تو اس قسم کے امراض کا اثر اُن کی اولاد پر کیونکر پڑ سکتا تھا۔ بلکہ یہانتک دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کی گردن ہاتھ پیر وغیرہ پر کوئی علامت یا تل وغیرہ پائی جاتی ہے تو اولاد کو بھی اسی مقام پر وہی تل یا علامت پائی جاتی ہے چنانچہ شیخ نے شفاے حیوان صفحہ (۴۲۰) کے مقالہ تاسع کی فصل دوم میں یہ بات صاف طور پر (قد تنزع شبہ الولد الی الولد فی الامراض والابدان والخیلان) بیان کی ہے کہ کبھی اولاد اپنے باپ کے امراض علامات اور تلون میں بھی مشابہ ہوتی ہے۔

اس تقریر کی تائید عام کبوتر بازوں کے ذاتی تجربوں سے بھی ہو سکتی ہے۔ انکا عام دستور ہے کہ جب للکہا مسمی کبوتر دیکھتے ہیں تو اُس کے گنڈے دار بنانے کی فکر کرتے ہیں۔ گنڈے دار کبوتر کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ اس قسم کے کبوتر کے دونوں بازووں کے بڑے اُڑنے والے

پروں کے اوپر کے سطح پر چند پر زیادہ سیاہی مائل اور دوسرے جسم کے پروبال سے زیادہ سیاہی میں ممتاز اور مرتب ہوتے ہیں۔

یہ لوگ اُن پروں کو مدتوں اُکھیڑ دیتے ہیں۔ اور مہینوں محنت کرنے کے بعد وہاں کی سیاہی مائل پروبال نہایت سفید اور صاف پیدا ہوتے ہیں اور نشو و نما کرتے ہیں جس سے اُس کبوتر کا حسن دوبالا۔ اور قیمت بھی کئی گنی بڑھجاتی ہے۔ اس قسم کے تیار شدہ نر و مادہ کبوتر کو گنڈے دار کہتے ہیں اور جب ان سے اولاد لی جاتی ہے تو اُن کی اولاد بھی اسیطرح گنڈے دار پیدا ہوتی ہے۔

میرے خیال میں اس قسم کے پروبال پیدا ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہاں کے پروبال ہر وقت اکھیڑ دینے سے مقامی قوت مغیرہ مضمحل اور نکمی ہوجاتی ہے۔ جس سے غذائے مقامی کا استحالہ۔ وہاں کے قدرتی رنگ و روپ پر نہیں ہوتا اور اس قسم کے پروبال پیدا ہوجاتے ہیں۔ جیسے مرض برص میں ہوتا ہے کما مر۔

اور اس مقامی ضعف کی وجہ سے اولاد کو بھی انہیں مقامی اعضا کے مغیّرہ قوت میں ضعف اور اضمحلال پیدا ہوجاتا ہے جس سے قوت مغیرہ اپنا پورا فعل نہیں کرسکتی ہے۔ اور غیر طبعی حالت پر پروبال اگادیتی ہے۔

اس تقریر سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ والدین کے ہر عضو کے مادے سے بچوں کے بھی وہی عضو بنائے جاتے ہیں اور جہاں کہیں سے جس قسم کا مادہ آتا ہے اسی قسم کے خط و خال بھی بچوں کے اسی اعضا میں پائے جاتے ہیں۔

غرض اس معنی مذکور کے لحاظ سے اگر مرض متعدی کہا جاوے تو بالکل صحیح اور محض صواب و درست ہے۔ مگر وہ مواد جس سے مرض پیدا ہوتا ہے اسکو اگر کسی پچکاری یا زخم یا کسی اور طریقے سے داخل جسم کردیں اور وہ اپنا اثر بھی جسم میں کردیا تو اس معنی سے متعدی کہنا بجا نہوگا۔ کیونکہ ایسی تعدیہ مرض نہیں ہوا بلکہ تعدیہ مواد مرض ہوا جس سے مرض کی تولید ہوئی۔

اور اگر تعدیہ مرض کے یہ معنی نہیں لئے جاتے ہیں بلکہ یہ مراد لئے جاتے ہیں کہ بلا استعداد منفعل

و بلا قابلیت متاثرہ یہ مرض دوسرے میں نفوذ کرتا ہے تو وہ حسب وجوہ ذیل محض غلط ہے۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ مرض ایک کیفیت عارضہ کا نام ہے اور عرض کا قیام بلا معروض محال عقلی ہے

(۲) دلیل دوسری یہ ہے کہ اگر مرض بالفرض کوئی منتقل شئے ہے تو بعد تعدیہ اور انتقال پہلے مریض میں کچھ کمی بھی ہونی چاہیئے حالانکہ ایسا نہیں دیکھا جاتا۔

(۳) تیسری دلیل یہ ہے کہ ایک مریض کے پاس متعدد تیمار دار رہتے بستے ہیں اور جب یہ مرض متعدی ہی مان لیا گیا ہے تو پھر کوئی معنی نہیں کہ بعض مبتلا ہوں اور بعض بحالت صحت رہیں۔

(۴) چوتھی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی مرض کو بمعنی ثانیہ متعدی مان لیں تو بلا فصل آئندہ کے لئے غیر متناہی ہونا لازم آئیگا حالانکہ ہم مرض طاعون کو کئی صدیوں قبل سے منقطع پاتے ہیں۔

(۵) پانچویں دلیل یہ ہے کہ اگر ہم غیر متناہی بھی مان لیں تو تسلسل لازم آتا ہے۔ یا ایک دوسرے پر موقوف مان جائیں تو دور لازم آتا ہے حالانکہ باصول مسلمہ یہ دونوں باطل ہیں پھر مرض متعدی کیسے ہوسکتا ہے تو ضرور اسکی ابتدا کہیں نہ کہیں سے ہونا بہت ہی ضروری خیال کی جاتی ہے۔ اسیطرح اسکی انتہا بھی کہیں نہ کہیں ضرور ہوگی اور پھر جب شروع ہوگا تو کسی اسباب سے ہوگا باصول تعدیہ نہ ہوگا۔

(۶) چھٹی دلیل یہ ہے کہ اگر ہم نے تھوڑی دیر کیلئے اس مرض طاعون کو یا دوسرے امراض تعدیہ کو متعدی مان بھی لیا تو مرض متعدی سے شخص مبتلا بہ اگر مر جائے تو لازمی طور پر دوسرے مبتلا بہ بھی اس سے مر جانا چاہیئے حالانکہ ہم اُن مبتلا امراض کو جنکو بعض حضرات متعدی خیال کرتے ہیں یہ دیکھتے ہیں کہ اس مرض متعدی سے نجات مل جاتی ہے اور پھر کوئی معنی نہیں کہ مرض کو متعدی بھی مان لیں اور وہ ایک شخص کو ہلاک کرے اور وہی مرض مہلک دوسرے کی طرف متجاوز ہو کر اسکو صحیح سلامت چھوڑ دے

(۷) ساتویں دلیل یہ ہے کہ اہل اسلام کے پاس کوئی ایسا مرض نہیں ہے کہ وہ ایک شخص سے دوسرے کی طرف متجاوز ہو جائے۔

---

(۱) چنانچہ ترمذی عبد اللہ بن عمر کی حدیث سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سرور عالم نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برتن میں ڈبا کر یہ فرمایا (کل بسم اللہ ثقۃ باللہ وتوکلا علی اللہ) اور نیز دوسرے احادیث میں وارد ہے کہ ہماری شریعت میں نہ کوئی مرض متعدی نہ کوئی تطیر۔

چنانچہ بہت سارے احادیث صحیحہ اس مضمون میں باختلاف رواۃ مروی ہیں۔

(۸) آٹھویں دلیل یہ ہے کہ جب ہوا کے سمی عام مان لیا جائے اور جن حضرات میں استعداد و قابلیت انفعال و تاثر نہیں ہے تو پھر کوئی معنی نہیں کہ وہ مرض ایک سے دوسرے کی طرف متجاوز ہو جائے اگر کوئی مبتلا بھی ہو جائے تو ہم یہ نہیں مانتے کہ وہ ایک شخص سے دوسرے شخص تک متجاوز ہو کر مبتلا مرض کر دیا۔ بلکہ ہم اسباب کے قائل ہیں کہ اُس دوسرے شخص میں اس قسم کے سمی مادے کے قبول کرنے کی استعداد اور قابلیت تھی جو مبتلا سے مرض ہوا۔

(۹) نویں دلیل یہ ہے کہ اگر اتفاق سے ایک شخص کسی خاص شہر میں کسی خاص متعدی مرض سے متاثر ہو جائے تو پھر کوئی معنی نہیں کہ یکے بعد دیگرے فوراً شہر کا شہر یا تقاضا تعدیہ مبتلا سے مرض ہو جائے اگر پہلا شخص اُس مرض سے مر گیا ہے تو کل کے کل شہر کے لوگ بھی یکے بعد دیگرے مر جانا چاہئے یا وہ بچ جائے تو کل کے کل بچ جانا چاہیں کیونکہ وہ تو تنہا مرض خاص ہے جو سب میں یکے بعد دیگرے تعدیہ اور تجاوز کیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں دیکھا جاتا ہے۔

(۱۰) دسویں دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی خاص مرض متعدی میں مبتلا ہو جائے تو اُس کے تیمار دار ہرگز مبتلائے مرض نہیں ہو سکتے وجہ یہ کہ اُس خاص مرض کے اثرات سے تیماردار بالتدریج عادی ہوتے جاتے ہیں اور عادۃ ایک طبیعت ثانیہ کا حکم رکھتی ہے۔ اس لئے اس کی طرف متجاوز نہیں ہو سکتا۔ اور جو مبتلا ہوتے ہیں وہ صرف سوء تدابیر اور قوائے نفسانی کے اضمحلال اور کم زوری سے مبتلا ہوا کرتے ہیں۔

(۱۱) گیارھویں دلیل یہ ہے کہ قادر مطلق جیسے ایک شخص میں خاص مرض پیدا کیا ہے اسی طرح دوسرے میں بھی مرض پیدا کرنے پر قادر ہے تو پھر کوئی معنی نہیں کہ مرض ہی کو مؤثر حقیقی قرار دیں اور خدائے عز و جل کو معطل بنا دیں اور مرض کا تعدیہ مان لیں نعوذ باللہ من ذلک

(۱۲) بارھویں دلیل یہ ہے کہ ہمارے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن اصول اتحاد اور نازک امورِ خفیۃ الکنہ پر مرض کے تعدیہ سے انکار فرمایا ہم اُن تمام امور خفیۃ الکنہ کے

اظہار پر قادر نہیں ہو سکتے۔ ہاں البتہ ہماری رسائی ذہن جس امور کو بتا رہی ہے وہ تحفۂ ناظرین کرتے ہیں۔

(۱) اس مرض متعدی کے خیال نے قومی ہمدردی۔ غمخواری۔ مواسات کا خون کیا۔ اور بے دردی۔ بے رحمی[۱]۔ خود غرضی۔ حق تلفی کا بڑا اسبق پڑھایا۔

(۲) اس مرض متعدی کے خیال نے ماں کو بیٹی سے اور بیٹی کو ماں سے اور باپ کو بیٹے سے اور بیٹے کو باپ سے اور مرد کو عورت سے اور عورت کو مرد سے اور عزیز کو عزیز سے اور دوست کو دوست سے اور اہل محلہ کو اہل محلہ سے بے رخ اور سخت متنفر کر دیا۔ حالانکہ مذہباً ان کے حقوق قابل رعایت ہیں۔

(۳) اس مرض متعدی کے خیال نے ہزاروں بیماروں کو بے تیمار۔ اور سیکڑوں مردوں کو بے غسل و بے نماز اور بلا تجہیز و تکفین گڑھوں میں پھکوایا۔

(۴) اس مرض متعدی کے خیال نے ایثار کا مسئلہ سطح زمین سے مٹا دیا۔

(۵) اس مرض متعدی کے خیال نے سیکڑوں ہزاروں ہندو دھرم لاشوں کی کریا خراب کر ڈالی

(۶) اس مرض متعدی کے خیال نے صدہا اور ہزاروں ہندو مسلمان۔ وھیڑ۔ چمار۔ بھنگی حجام بلا رسوم مذہبی ایک کنج لحد میں دفنا دے۔

(۷) اس مرض متعدی کے خیال نے رہنے بسنے کے گھروں سے بے گھر کر دئے۔

(۸) اس مرض متعدی کے خیال نے اپنے مالوف اور محبوب وطنوں سے بے وطن کر دئے

[۱] بے رحمی کا ایک واقعہ بطور نمونہ عرض کرتا ہوں۔ ملا عبدالقیوم علیہ الرحمہ کے مکان کے پیچھے ایک بیمار کا واقعہ سنا گیا کہ ایک مکان میں ایک شخص مرض طاعون میں مبتلا ہوا اور اُس کا علم اسی مکان والوں کو ہو اجبر داطلاع انہوں نے اُس مریض طاعون کو تن تنہا اور اکیلا اُس مکان میں چھوڑ دیا اور تمام اہل بیت اپنا ضروری ضروری سامان لیکر رات ہی رات چلدئے اور اُس مریض طاعون کو مکان میں چھوڑ کر باہر کے مکان کے بڑے دروازے کو کنڈی چڑھا دی اور خودکسی گاؤں کو چلدئے وہ بیمار رات بھر پانی پانی چیختا رہا اور اُسی حالت کرب و اضطرار میں پانی کا گلاس ہاتھ میں لئے ہوئے پانی کے مٹکے کی طرف کھسکتا ہوا آیا اور گلاس کو مٹکے میں ڈبا ہی رہا تھا کہ بجائے خود سرد ہو گیا اور اسی طرح بیٹھا رہا۔ صبح کو اُس کے چیخوں کی اطلاع دی گئی۔ لوگ مکان میں جمع ہوئے۔ تلاش کی مگر کہیں پتا نہ چلا کسی ایک شخص کی نظر اس پر پڑی اُس نے اور لوگوں کو بتایا جب اُس کے پاس وہ لوگ پہنچے اسکو ہلانا ہی تھا کہ گر پڑا۔ پھر نہیں معلوم کہ اسکی تجہیز و تکفین کا کیا حشر ہوا۔

(۹) اس مرض متعدی کے خیال نے نقل و حرکت میں اتنا پٹا دیا کہ تا دم زیست بھول نہیں سکتے۔

(۱۰) اس مرض متعدی کے خیال نے مالی اور جانی نقصانات اس قدر کرائے کہ کہہ نہیں سکتے۔

(۱۱) اس مرض متعدی کے خیال نے اتنی گرانی غلہ اور اشیاء ضروری و امور معیشت کو آگ لگا دے جو ہر کس و ناکس اُس سے پورا پورا واقف ہے۔

(۱۲) اس مرض متعدی کے خیال نے تجارت زراعت پر اپنا ہوا تر ڈالا کہ ہولا نہ گیا۔

(۱۳) اس مرض متعدی کے خیال نے چھوٹے بڑے بوڑھے جوانوں کے قوائے نفسانیہ کی ایسی مٹی خراب کی کہ وہ مہینوں برسوں تک سنبھل نہیں سکتے۔

(۱۴) اس مرض متعدی کے خیال نے خاص و عام کے راحت و آرام پر پانی پھیر دیا۔ نہ وہ رات سو سکتے تھے نہ دن کو چین سے رہ سکتے تھے۔

(۱۵) اس مرض متعدی کے خیال نے بڑی بڑی سلطنتوں اور رئیسوں کو روحانی تکالیف اور مالی زیر باری میں مبتلا کر دیا

(۱۶) اس مرض متعدی کے خیال نے ایک عجب ہنگامہ مچا رکھا تھا جس سے عام پبلک میں بے چینی پھیل گئی

غرض یہ ساری مصیبتیں اور یہ تمام روحانی جسمانی اور مالی تکالیف اور اسقدر بیرحمی بیدردی اور خود غرضی اسی تعدیہ مرض کی بدولت حاصل ہوئیں۔ اس لئے ہمارے شارع علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہو سکتا۔

قادر مطلق اپنے افعال کا آپ مختار ہے جسکو چاہتا ہے مار ڈالتا ہے۔ جسکو چاہتا ہے صحت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بیمار رکھتا ہے۔ اور جسکو چاہتا ہے زندہ رکھتا ہے۔ اسکی قدرتی مصلحتوں میں کسیکو دخل نہیں ہے یہی وجوہ کسی مرض کو ہم متعدی نہیں خیال کر سکتے اور نہ ہمیں اُس کا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔

اسی خیال سے لوگوں نے ہمدردی[۱]۔ رحمدلی۔ اور حقوق بیماراں و مُردگاں کو بجا لایا اور صحت و تندرستی سے رہے

---

[۱] چنانچہ عالیجناب نذر علی حیدری صاحب معتمد۔ اور عہدہ داران سرکاری مجسٹریٹ، نگران کار میر محلہ اور عہدہ داران صفائی وغیرہ وغیرہ۔

اور اب بھی بحمد اللہ علی ذٰلک خیریت سے ہیں اور خدا ان کو خوش و خرم اور اچھا رکھے آمین۔

اور دوسرا گروہ جو اس بات کا قائل ہے کہ مرض طاعون متعدی ہے اُن کے وجوہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) پہلی دلیل یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی مرض متعدی میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے جسمانی بخارات ردی الجوہر اور ردی تنفس کے اثرات صحیح وتندرست شخص کے بدن میں بالتدریج ردائت پیدا کرتے جاتے ہیں اور جب اخلاط میں ردائت ساری ہو جاتی ہے تو وہ صحیح تندرست آدمی بھی مبتلا سے مرض ہو جاتا ہے۔

(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ طاعونی جراثیم مریضوں کے جسم سے نکل کر دوسرے صحیح تندرست شخص کے جسم میں نفوذ کرتے ہیں اور خون میں مل کر خون کو ردی الجوہر اور فاسد الکیفیت بنا دیتے ہیں جس کی وجہ سے یہ صحیح تندرست آدمی بھی مبتلا سے مرض ہو جاتا ہے۔

(۳) تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر جراثیم متحصلہ یا متاثرہ جانوروں کا خون کسی حیوان یا انسان کو کھلا دیا جاوے یا بذریعہ کسی آلے کے جسم میں پہنچا دیا جاوے یا کسی زخم کے ذریعے سے داخل بدن ہو یا بذریعۂ تنفس اور غذا کی نالی کے بدن میں پہنچ جاوے تو یہ مرض اس شخص میں بھی سرایت کریگا۔

(۴) چوتھی دلیل یہ ہے کہ عام طور پر مریض کے خورونوش کے ظروف بھی اپنے استعمال میں لاتے ہیں اور اس کے سمّی اور فاسد الجوہر رطوبات کسی نہ کسی طریقے سے صحیح تندرست شخص کے استعمال میں آجاتے ہیں اور اس سمیت قلیلہ کی بدولت جسمانی چند رطوبات میں بالتدریج تغیر غیر طبیعی واقع ہو جاتا ہے جس سے مبتلا سے مرض ہو جاتے ہیں۔

(۵) پانچویں دلیل یہ ہے کہ علی العموم مریض طاعون کے اوڑھنے بچھانے ہوئے توشک، چادر، تکیہ، اشتر نجی وغیرہ وغیرہ ضروری فروش جس میں اسی بیمار ردی الجوہر کا پسینہ اور جراثیم وغیرہ لگے ہوئے ہوتے ہیں صحیح تندرست حضرات بھی اسکو اپنے استعمال میں لاتے ہیں جس سے وہ سمی اور ردی الجوہر پسینہ اور جراثیم وغیرہ ان صحیح تندرست حضرات کے جسم میں سرایت کر کے مبتلا سے مرض کر دیتے ہیں

چنانچہ کتاب اسکندری صفحہ (۲۲۴) غیر مطبوعہ قلمی میں یہ لکھا ہے کہ ایک وقت کسی شہر میں مرض طاعون ہوا اور مُردوں کو رسیوں سے باندھکر گھسیٹ کرلے گئے۔ اور جب طاعون بکثرت واقع ہوا تو لوگ شہر چھوڑ کر چل دیئے۔ اور کئی دنوں بعد آئے اور پھر انہیں رسیوں سے کام لیا تو پھر مرض طاعون شائع ہوگیا۔ حکیموں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ انہیں رسیوں وغیرہ میں سمّی اثرات باقی اور موجود تھے جن کی وجہ سے یہ مرض پھر شائع ہوا لہذا یہ سب سامان جلا دیا جائے۔ اور جب کل سامان جلا دیا گیا تب مرض طاعون سے نجات ملی اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ سگ مریض طاعون زدہ کو مار ڈالیں تو سب سے بہتر ہوگا۔ ممکن ہے کہ یہ طریقہ کسی خاص ابتدائی صدی میں رائج ہوا ہوگا جسکی اتباع کسی خاص زمانے تک رہی ہو۔

اور نیز غایۃ الاتقان عربی مصنفہ شیخ احمد ابو الاسعاد افندی نے صفحہ (۲۲۳) میں یہ لکھا ہے کہ اگر ان مریض طاعون کے کپڑے ایک شہر سے دوسرے شہر کو لیجائیں تو اُن کے سمّی اثرات بھی اُس شہر میں اپنا زہریلا اثر بتاتے ہیں۔

(۶) چھٹی دلیل یہ ہے کہ جس مکان میں مریض طاعون رہتا ہے وہ علاوہ ہوائے سمّی عام خاص اسکی وجہ سے بالکل خراب اور فاسد در فاسد ہوجاتی ہے اور بالتدریج اُس کے گھر والے مبتلائے مرض ہوجاتے ہیں۔ اسوجہ سے تنگ اور تاریک اور چھوٹے چھوٹے مکان والے اکثر مبتلائے مرض ہوئے اور کل کے کل مر گئے۔ اور اسیوجہ سے بڑے بڑے مکانات والے اور مریض سے علیحدہ رہنے کا انتظام کرنے والوں کے گھروں میں ایک دو موتیں ہوکر مرض سے نجات ملی اور اکثر بچ گئے

(۷) ساتویں دلیل یہ ہے کہ اہل اسلام کے احادیث صحیحہ میں جذامی سے پرہیز کرنے کے متعلق متعدد احادیث باختلاف رواۃ مروی ہیں۔ اور نیز لا یورد الممرض علی المصح[۱] حضرت

سلہ[۱] ترجمہ صحیح تندرست آدمی کے پاس بیمار شخص کو نہیں لانا چاہیئے۔ اور ڈپوٹیشن قبیلۂ ثقیف میں ایک جذامی صحابی تھے تو حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے پاس کسی کو بھیجا اور فرمایا کہ تم واپس چلے آؤ ہم نے تمہاری بیعت لیلی ہے۔ اور نیز ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت سرور دو عالم

سرورِ عالم کا فرمان ہو چکا ہے تو پھر مریض کو تندرست کے پاس جانا مرض کو متعدی نہیں کرتا ہے تو کیا کرتا ہی ملاحظہ ہو مسلم شریف جلد دوم صفحہ (۲۳۰) ۔

(۸) آٹھویں دلیل یہ ہے کہ اگر خاص خاص[۵] اصول پر کل کے کل احتیاط نکریں ۔ اور اسی طرح بے اعتدالیوں سے کام لیں تو کوئی تعجب نہیں کہ کل شہر مبتلائے مرض طاعون ہو جائے ۔ چنانچہ طاعون عمواس میں (۷۰۰۰) صحابہ کا صفایا ہو گیا ۔ اور دوسرے واقعات جسکو ہم تاریخی حالات میں بیان کئے ہیں اُس سے بھی ثابت ہوتا ہے ۔

(۹) نویں دلیل یہ ہے کہ قطع نظر اس پسینے اور جراثیم وغیرہ کے بیمار کی نظر بھی ہوا سے سمی سے زیادہ اثر کرتی ہے ۔

چنانچہ ایک قسم کے سانپ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اگر کسی شخص پر اپنی نظر ڈال دے تو وہ شخص فوراً ہلاک ہو جاتا ہے ۔ اسی طرح میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے جس کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں یہ لکھا ہے کہ بعض سانپوں کی ایسی قسم بھی ہے کہ اگر وہ کسی بچے والی مرغی کو دیکھ لے تو نہ صرف وہ مرغی پر زہریلا اثر پڑتا ہے ۔ بلکہ اُس کے کل بچوں پر بھی وہی اثر ہوتا ہے اور کل کے کل فوراً مر جاتے ہیں ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

اور نیز کتاب اسکندری میں لکھا ہے کہ ایک شہر میں مرض طاعون اس کثرت سے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۳۰) صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آدمیوں کی نسبت فرمایا کہ تم جذامی سے ایسا بھاگو جیسے کوئی شیر سے بھاگتا ہے اور نیز ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سرورِ دو عالم کا ارشاد ہے کہ جذامی سے جب بات کی جائے تو ایک یا دو بھالے کا فاصلہ درمیان میں ہونا چاہیئے ۔ میں ان احادیث کے باہمی تعارضات کے متعلق کچھ چند وجوہ دلائل تصفیہ کر دینا چاہا ۔ مگر چونکہ یہاں اس کا موقع نہیں اور نیز اسوقت اُس سے بحث ہے اسلئے در گذر کرتا ہوں ۔

[۵] مثلاً مکان کا صاف کرنا ۔ چونا لگانا ۔ بخور جلانا ۔ صحن اور موریوں کو پاک صاف رکھنا ۔ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف چلا جانا یا ایک محلے سے دوسرے محلے کی طرف یا ایک مکان متاثرہ سے دوسرے مکان کی طرف نکل آنا ۔ مریض کے مستعملہ اسباب سے احتراز کرنا اور اُس کے متصل ہونے سے بچنا وغیرہ ۔

شائع ہوا کہ جو مریض جس صحیح تندرست شخص کی طرف نظر ڈالتا تھا فوراً وہ صحیح تندرست آدمی بھی مبتلا ئے مرض ہو جاتا تھا۔

اور نیز حدیث شریف میں ابن ماجہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لاتدیموا النظر الی المجذومین جذامی مریضوں کو ہمیشہ نہ دیکھا کرو۔

اسی طرح مقیسی میں بھی لکھا ہے کہ کبھی مریض طاعونی کسی صحیح تندرست آدمی کو دیکھے تو وہ بھی مبتلائے مرض ہو جاتا ہے۔

(۱۰) دسویں دلیل یہ ہے کہ انسانی ابدان اس ہوائے سمی سے متاثر ہونے کے قبل حشرات الارض متاثر ہوتے ہیں۔ اور پھر وہ ہوا انسانوں میں ساری ہو جاتی ہے۔

چنانچہ چوہے وغیرہ اس مرض میں پہلے مبتلا ہوتے ہیں اور وہ مرکر اپنے ساختہ دیوانوں کی طرح اپنی بلوں سے باہر نکل آتے ہیں۔ اگر انکو مخبر طاعون کہیں تو بالکل بجا ہے اور ان کے مبتلا ہونے کی وجہ سے ان کے زہریلے اثر کو اُن کی جسمانی موجودہ پسو اپنی غذا بناتے ہیں۔ اور وہ پسو اشخاص انسانی کو کاٹتے ہیں جس سے اُن کا زہریلا اثر بدن انسانی میں سرایت کرتا ہے جس سے حضرات انسانی مبتلائے مرض ہوتے ہیں۔

اس تقریر پر بعض کا یہ شبہ ہوتا ہے کہ معمولی سے معمولی اور چھوٹے سے چھوٹا جانور پسو نے بھی اُس سمی اثر کو اپنی غذا بنایا۔ اور پھر خود صحیح سلامت اور تندرست بھی رہا ذرا تعجب خیز بات معلوم ہوتی ہے۔

جواب شبہ ممکن ہے کہ اس چھوٹے سے جانور میں کوئی ایسی ذاتی تریاقیت ہو گی جس سے وہ متاثر نہیں ہوتا۔

پھر اس جواب پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ خود تریاقی اثر رکھنے والا ثابت کیا گیا تو پھر کوئی معنی نہیں کہ وہ دوسروں کو اس طاعونی زہریلے اثر سے متاثر کرے۔

اس شبہ کا یہ جواب ہے کہ اگر تھوڑی دیر کے لئے مان بھی لیا جاوے تو اُس میں تریاقی اثر اپنی ذاتی بچاؤ کیلئے کافی ہے مگر دوسروں کے لئے غیر کافی ہے۔

چنانچہ چھوٹے چھوٹے سانپ اور بچھو ایک دوسرے کو کھا لیتے ہیں اور پھر اُن کا ذاتی زہر انسان کے قتل یا اُس کے اذیت کے لئے ناکافی نہیں خیال کیا جاتا ہے۔

تو معترض صاحب کہینگے کہ یہ جواب قیاس مع الفارق ہے۔ وجہ یہ کہ پسوؤں میں کوئی ذاتی زہریلا اثر نہیں جیسا کہ سانپ بچھوؤں میں ذاتی زہریلا پن ہوتا ہے۔ بہرحال اگر اس مسئلہ خاص پر غور کرنے کے بعد یہ کہیں کہ اُن چھوٹے چھوٹے جانوروں یعنی پسوؤں کا کل زہر جو بدن انسانی میں اُن کے کاٹنے سے پہنچا ہے[۱] وہ کتنا ہے۔

اگر وہ ٹیکے کے مادے کے جو بذریعہ پچکاری ایک شخص خاص کے لئے پہنچایا جاتا ہے اس کے برابر ہے یا زائد یا کم۔

اگر برابر کہا جاوے تو بالبداہیہ غلط ہے۔

اگر زائد کہیں بھی تو قرین قیاس نہیں۔

اگر کم کہا جاوے تو ہرگز مفید مدعا (قتل و ہلاکت) نہیں ہو سکتا ہے۔

اگر آپ یہاں یہ کہوگے کہ ٹیکے کے مادے سے یہاں کیا مناسبت وہ باعث حفظان صحت ہے۔ اور پسوؤں کا زہر باعث ہلاکت و قتل ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ سا مضمون ہو جائیگا۔

نہیں بھائیو نہیں۔ کہنا یہ ہے کہ جیسے پسوؤں نے زہر طاعونی کو اپنی غذا بنائی اور وہ دوسرے میں پہنچایا جیسا کہ طاعونی مادہ لیا گیا اور دوسرے جانور میں لگایا گیا اور اس سے مادہ تیار کرکے جسم انسانی میں پہنچایا گیا تو جیسے پسوؤں نے اس مادۂ زہریلی کو پیکر ایک استحالہ کر دیا۔ اسی طرح مادۂ طاعونی کو دوسرے

---

[۱] پہلے تو یہ قیاس صحیح نہیں۔ کیونکہ پسو کا فی نفسہ زہریلا اور قاتل ہونا مسلم نہیں اگر تھوڑی دیر کے لئے مان لیا تو یہ دریافت کرینگے کہ پسوؤں کا اثر کتنا ہے ۱۲

جانوروں میں لگاکر استحالہ کردیا گیا تو اس معنی سے ان دونوں میں ایک ہی قسم کی نسبت قائم ہوئی تو پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ پسوؤں کا کاٹنا باعث ابتلائے مرض طاعون ہوجاوے اور پچکاری کا عمل باعث صحت ہو۔

اسکا جواب پہلے تو یہ قیاس غلط ہے۔ کیونکہ آپنے کاٹنے کو پچکاری پر قیاس کیا ہی حالانکہ مواد پچکاری اور ہی اور مواد پسوؤں اور۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ہر کاٹنے والے سمی جانور کے گوشت میں قدرتًا تریاقی اثر ہوتا ہے جیسا کہ سانپ وغیرہ کے گوشت میں مانا گیا ہے اور چونکہ جراثیم بھی سمی جانور ہیں اسلئے انکے گوشت میں تریاقی اثر ضرور ماننا پڑیگا۔ تو اب بتائیے کہ پچکاری مفید حفظان صحت ہوگی یا نہیں اور زہر چشیدہ پسوؤں کا کاٹنا باعث ابتلائے مرض سمجھا جائیگا یا نہیں فافہم

اب رہا یہ قیاس کہ چیچک کا مادہ جیسے مفید ثابت ہوا ہے اسیطرح یہ طاعونی مادہ بھی مفید خیال کیا جارہا ہے۔

جواب اس میں اور اُس میں زمین اور آسمان کا فرق ہے چیچک کا مادہ ہر انسان کے اول تکوّن سے جسم میں موجود ہوتا ہے اور طاعونی مادہ کسی فرد بشر کے جسم میں موجود نہیں ہوتا تو پھر یہ کب ہوسکتا ہے کہ غیر مشارک فی العلۃ پر قیاس کرکے عمل کیا جاوے۔

میرا خیال یہ ہے کہ امراض کا تعدیہ بلحاظ توالد وتناسل کے جس کا ذکر ہم نے اول سرخی میں کردیا ہے۔ وہ تو ضرور ہوتا ہے جسکے وجوہ وغیرہ وہاں بیان کردے ہیں۔

اور اگر تعدیہ دوسرے معنی کے لحاظ سے مانا جاوے تو اس میں اعتقاد کو بہت بڑا دخل ہے۔ اور یہ مسلم ہے کہ قوت واہمہ امراض کے پیدا کرنے میں زیادہ موثر ہوتی ہے تو اس لحاظ سے جس شخص کو اس بات کا خیال اور اعتقاد ہوجاوے کہ یہ مرض دوسرے صحیح تندرست حضرات میں بھی سرایت کرتا ہے تو ایسے لوگوں کو ضرور چاہیے کہ وہ احتراز کریں اور جن حضرات کا اعتقاد اور انکا سچا خیال خداے قادر حقیقی کے پرزور قدرتوں پر بلحاظ ہے وہ سرایت مرض نہ بلحاظ تعدیہ مانتے ہیں نہ کسی اور وجہ سے بلکہ اس بات کے قائل ہیں جیسے شخص اول کو یہ مرض عارض ہوا۔ اسی طرح ہم میں بھی یہ مرض تجدیدًا

---

۵۱ چیچک کا مادہ در اصل حیض کا خون ہے جو ابتدائے تقرر نطفہ سے جنین کا نشو ونما میں کام دیتا ہی اور یہی مادہ پرورش اور اسکے روز افزوں ترقی کا باعث ہی بخلاف مادہ طاعونی کے کہ وہ ایک عارضی اسباب ارضیہ اور سماویہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہی اور ہر فرد انسانی میں موجود نہیں ہوتا جسکے اخراج میں یہ ٹیکا بھی چیچک کیطرح مادہ کی خارج کرنیمیں مدد دے اگر ایسا ہی طاعونی مادہ ابتدائے خلقت انسانی میں داخل ہوتا تو کوئی فرد بشر کسی موسم خاص میں اس مرض سے نجات نہ پاتا حالانکہ یہ طاعون کئی صدیوں بعد واقع ہوا ہی پھر قیاس کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ اور ٹیکہ کا مفید ہونا یا نہونا شیکی کی بحث میں وضاحت سے معلوم ہوجاویگا

پیدا کیا گیا۔

فی الواقع مرض کو متعدی خیال کرنا اور خدا تعالیٰ کی کامل قدرت کو بیکار سمجھنا عقل سلیم سے بعید ہے

اب ہم جہاں تک غور و فکر سے کام لیتے ہیں زیادہ سے زیادہ مرض طاعون کا دارومدار ہوائے فاسد پر ثابت ہوتا ہے اگرچہ حکمائے متقدمین اور اطبائے متاخرین نے مرض طاعون کے اسباب کا انحصار تین اصول پر کیا ہے۔

مرض کے اسباب طاعون

(۱) پہلا اسباب ارضیہ۔

(۲) دوسرا اسباب سماویہ۔

(۳) تیسرا اسباب ارضیہ و سماویہ۔

ان اسباب ثلاثہ پر ادنیٰ تامل بھی کیا جائے تو بھی ثابت ہوگا کہ انہیں اصول ثلاثہ کی خرابی کی وجہ سے ہوا میں ایک خاص قسم کا سمی اثر پیدا ہوتا ہے اور وہ باعث مرض مہلک ہے۔

چنانچہ شیخ نے یہ لکھا ہے کہ کبھی ہوا کا استحالہ اسکی کیفیت میں حرارت اور برودت کے طرف ہوتا ہے۔ اور کبھی اسکے جوہر طبیعت میں تغیر اور عفونت کی طرف

جیساکہ استحالہ پانی کو عارض ہوتا ہے۔ اور مزہ۔ رنگ۔ اور بو۔ میں تغیر پیدا کر دیتا ہے۔ جیساکہ پانی بذات خود بحالت بساطت متعفن اور متغیر نہیں ہوتا۔

اسی طرح ہوا بھی بحالت بساطت متغیر اور متعفن نہیں ہوتی۔ بلکہ جب کبھی پانی میں اجسام ارضیہ خبیثہ کا اختلاط ہو جاتا ہے تو وہ اپنی بساطت سے خارج ہو جاتا ہے اور کیفیت میں تغیر عظیم اور ردائت اور عفونت پیدا ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح جب ابخرہ ردیہ مقامات ردیہ یا اجسام گندہ یا قتل گاہ (جس میں مردے وغیرہ نہ دفن کئے گئے نہ جلائے گئے ہوں) یا زمین کے باطنی ابخرہ (جن کا احساس نہیں کر سکتے ہیں) ہوا میں شامل ہوتے ہیں تو بساطت ہوا کو زائل کر دیتے ہیں۔ اور اسکی کیفیت یا نفس ذات میں تغیر پیدا کر کے امراض مہلکہ پیدا کر دیتے ہیں۔

چنانچہ اپول نامی قدیم زمانہ میں ایک بادشاہ گذرا ہے اسکی گنبد شہر بغداد میں واقع تھی اس گنبد کا دروازہ کئی برسوں اور سالہائے سال سے بند تھا اتفاقاً دروازہ کھولا گیا جس سے اس گنبد کی بند متعفن. فاسد - زہریلی ہوا پھیلی اور شہر میں اپنے زہریلی اثرات شروع کئے رفتہ رفتہ اس شہر کی ہوا ایسی سمی ثابت ہوئی کہ تقریباً نصف شہر کے باشندے مبتلائے مرض مہلک عام ہو کر ہلاک ہوئے -

اسباب ارضیہ وسماویہ کی تفصیل ہم حسب ذیل بیان کرتے ہیں جو مفسد صحت اور باعث امراض مہلکہ ہے

پہلے اسباب ارضیہ

(۱) زمین میں بعید معادن ہوتے ہیں اور ان کی تبخیر ان ہی اثرات پر مبنی ہوتی ہے جن اصول پر وہ معادن ہوتے ہیں مثلاً چاندی. سونا وغیرہ جن چیزوں سے دل و دماغ کی تقویت ہوتی ہے - اگر ان کے معادن سے تبخیر پیدا ہو تو ضرور وہ تبخیری اثرات بھی دل و دماغ کو تقویت کا کام دینگے -

اسی طرح جن معادن کے اثرات دل و دماغ اور اعضاء رئیسہ کو خراب اور اخلاط کو متعفن اور ہوا کو متغیر کرنیوالے ہیں. تو ان کی تبخیر بخارات بھی اعضاء رئیسہ کو خراب اخلاط کو متعفن اور ہوا کو متغیر کر دیں گے اور باعث مرض عام ہوں گے -

ان بخارات سمیہ ردیہ فاسدہ کا اثر اکثر پست مقامات اور پست شہروں پر بہ نسبت بلند مقام اور مرتفع شہروں کے زیادہ پڑتا ہے -

ف جو مقامات ریاح فاسدہ اور بخارات ردیہ کے ضرر سے محفوظ اور مستور ہوتے ہیں بہ نسبت ان مقامات کے جو کھلے ہوئے اور اس کے رہگذر میں واقع ہیں اچھے اور لائق خیال کیجاتے ہیں

(۲) معادن ردیہ سڑے مردار جانور یا اور کوئی ہوا کو خراب اور متعفن کرنیوالے اشیا جب کسی بلند اور مرتفع مقام میں واقع ہوتے ہیں اور شہر کی آبادی پستی میں واقع ہوتی ہے اور اس بلند مقام کے مقابل کوئی بڑا اور بلند پہاڑ واقع ہوتا ہے تو خراب بلند مقام کی ہوا پہاڑ سے ٹکرا کر شہر کی طرف رجوع کرتی ہے اور شہر کی آب و ہوا کو خراب اور متعفن کر دیتی ہے -

ف اس قسم کا شہر سب سے زیادہ ردی اور خراب خیال کیا جاتا ہے۔

(۳) جن کھڈے گڑھے ہو نہیں آخر بارش کیوجہ سے پانی جمع رہتا ہے اور اس میں جانور بھینسے کتے وغیرہ بیٹھ کر خراب کر دیتے ہیں اور وہ سڑیلا پانی اسی جگہ جذب ہو جاتا ہے اور مقام مذکور متعفن اور مرطوب پڑا رہتا ہے اور اوائل خریف میں ابر و بادل کی گھمس ہو جانے کیوجہ سے اُن گڑھوں کھڈوں کے سڑے بخارات مستحیل بفساد اور سمیۃ ہو جاتے ہیں اور شہر کی ہوا کو خراب کر کے باعث مرض عام ہو جاتے ہیں۔

(۴) علی العموم شہر کے بڑی بڑی موریوں میں ہر محلہ کے خاص خاص مکانوں کی چھوٹی چھوٹی موریاں ملائی گئی ہیں اور سرکاری بڑی موریاں برسوں اور مہینوں کھولی اور پاک و صاف سڑیلے کیچڑ سے نہیں کیجاتی۔ جبتک موسم گرما کی حرارتِ آفتاب شدت پذیر ہوتی ہے اور ان موریوں کے پتلے پتلے اور رقیق اجزا تحلیل ہو جاتے ہیں اور باقی ماندہ اجزا غلیظ اور متعفن ہو کر مستحیل بہ سمیت ہو جاتے ہیں اور جب ہوا اُن بڑی موریوں کے مخرج سے چلتی ہے تو اُن بڑے موریوں سے جتنے ہر محلہ کے مکان کی چھوٹی چھوٹی موریاں ملی ہیں ان سب میں وہ متعفن سمی بخارات پھیل جاتے ہیں اور محلہ سے ہر مکان کی ہوا کو اپنی سمی بخارات سے متاثر کر دیتے ہیں جس سے مرض عام مثل طاعون ہیضہ وغیرہ کے تحریک ہو جاتی ہے۔

(۵) اکثر بڑے بڑے شہروں کی آبادی کے قریب مردار اور حلال جانوروں کی تجارتی ہڈیوں کا ڈھیر لگا دیا جاتا ہے ان ہڈیوں پر کچھ اجزا لحمی جمے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ حرارتِ آفتاب سے سڑ کر عفونت ہوا پیدا کرتے ہیں اور عفونت ہوا باعث مرض مہلک عام ہوتی ہے۔

(۶) تنگ اور تاریک مکانوں میں متعدد ہندو و مسلمانوں کا بسیرا اور انکا باہمی اختلاط ہوا کو خراب کر دیتا ہے۔

(۷) جن باولیوں کا پانی مہینوں برسوں صرفہ میں نہ آتا ہو تو اس قسم کے باولیوں کے بخارات بھی باعث فساد ہوا ہو سکتے ہیں۔

(۸) جس شہر کے قرب جوار میں مقتل یا مسالخ ردیہ یا گھن گھور جھاڑیاں ہوتے ہیں اور ان سے بخارات
کثیف ۱۲
ردیہ کا صعود ہوتا ہے تو وہ بھی ہوا کو خراب اور فاسد بنا دیتے ہیں اس کے علاوہ جہاں میلے کچیلے آدمیوں کی کثرت ہوتی ہے یا مقام تنگ و تاریک اور ہوا کی آمد و رفت کے ذرائع کم ہوتے یا جہاں کوڑا کچرا۔ میلہ ہوتا ہے یا گھاس پتیاں ندی۔ تالاب یا برکون میں سڑتی گلتی پڑی رہتی ہیں۔ یا میلہ گدلا پانی مجتمع ہوتا ہے یا کم زور رفتار پر بہتا ہے یا ایک ہی جگہ سڑ کر جذب ہوتا ہے یا مویشی اس پانی میں مگتے موتے ہیں یا اس میں نہلائے دھلائے جاتے ہیں یا مردار جانور اس میں سڑا گلا پڑا رہتا ہے یا آبادی کے قریب دباغت کے کارخانے قصابوں کے کمیلے اور موچیوں کی دکانیں غیر محتاط اصول پر ہونے سے ہوا ناقابل استعمال اور باعث فساد عام ہوتی ہے،

غایۃ الاتقان مؤلفہ احمد ابوالاسعاد افندی قلمی (صفحہ ۱۳۳) میں منجملہ اسباب طاعون و وباریہ بتایا ہے (والحق ان عروض الوباء والطاعون لکثرۃ المعاصی والزنا والواطۃ والظلم وقتل النفس بغیر الحق یسلط اللہ علی من یشاء من عبادہ بالذات او بواسطۃ الملک والجن او تعفن الھواء)

یعنی سچ یہ ہے کہ وبا اور طاعون کثرت گناہ اور سیاہ کاری اور زنا اور لواطت اور ظلم اور ناحق کشت و خون کی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔ خواہ بالذات ہو یا جن و ملک یا تعفن ہوا کے واسطے سے ہو خدائے عزوجل جس کسی کو چاہتا ہے مبتلا کرتا ہے۔

جن حضرات پر بخارات ردیہ کا اثر ہوتا ہے اور وہ اس سے متاثر ہوتے ہیں ان کے علامات حسب ذیل ہیں

علامات ابخرۂ ردیہ

(۱) قصیر القامۃ	(۲) لون رصاصی مائل بہ سیاہی
(۳) دبی ہوئی آواز	(۴) کلانیت شکم
(۵) رانیں دبلی	(۶) ہاتھ پیر سوکھے
(۷) چہرہ زرد سوکھا	(۸) حالت جسمانی بوڑھوں کی طرح
(۹) قوائے نفسانیہ ضعیف	(۱۰) تالم چہرہ سے نمایاں

(۱۱) خیالات فاسدہ (۱۲) عمریں بہت چھوٹی (۱۳) بلیہ قلیل الاحساس (۱۴) عدم التذاذ حُب وانتقام۔

غرض جو لوگ گندی اور گھنگور جھاڑیوں میں رہتے ہیں انکی حالتیں انہی اصول مذکورہ پر ہوتی ہیں یہ لوگ کبھی صحیح سالم و صحت سے نہیں رہتے۔ ہیضہ اور دوایم امراض خطرناک ہیں (امراض وبائیہ۔ امراض حارہ صفراوی۔ یرقان استسقا طاعون التہاب امراض جلدی) میں مبتلا رہتے ہیں۔

ف بلاد باردہ میں ان بخارات ردیہ کا اثر نہیں ہوتا اور بلاد اور ایام حارہ میں ضرورت سے زیادہ زہریلے اثرات سے لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ (۱۵) جدال و قتال عظیم جو کسی خاص جگہ واقع ہوا اور کشتگان جنگ لیکر کفن سڑ جائیں اور انکی وجہ سے ہوا میں تغیر اور عفونت پیدا ہو جاتی تو باعث سمیت و مرض مہلک ہوتی ہے (۱۶) شہر کے قریب جوار میں چمڑے کا کارخانہ بھی باعث فساد ہوا ہے

معنی جراثیم و طاعونی اور انکی تحقیق

جرثم و جرثومہ لغت عربی میں اصل اور کارخانہ زنبور کو کہتے ہیں اور اصطلاح عام میں جراثیم کا اطلاق طاعونی کیڑوں پر اس وجہ سے ہوا ہے کہ یہی کیڑے مرض طاعون کی اصل قرار دیے جاتے ہیں۔

اسمٰعیل رشدی مصری نے اپنے رسالہ سر المکنون فی ابحاث الطاعون میں اور بھی دوسرے مستعمل الفاظ بتائے ہیں منجملہ ان کے ایک لفظ باسیل ہے کہ اسکا اطلاق انہی چھوٹے سے چھوٹے جاندار کیڑوں پر ہوتا ہے جنکا مشاہدہ بغیر آلہ کلاں بین کے نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح دوسرا لفظ میکروب ہے اور انکا اطلاق انہی چھوٹے سے چھوٹے جاندار کیڑوں پر ہوتا ہے جنکا مشاہدہ بغیر آلہ کلاں بین کے ناممکن ہے

اسمٰعیل رشدی کا بیان ہے کہ بحسب فن طب جدید ہر مرض کے پیدا کرنیکے لیے ایک اصل موثر خاص ضرور ہوتی ہے اور اُسیکا نام میکروب[علہ] یا باسیل رکھا جاتا ہے۔ اور اہل شرع نے اس کا نام امشاج یا جرثوم رکھا ہے۔

علہ میکروب یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے ہوتے ہیں جو بجز خردبین آئینوں کے دکھائی نہیں دیتے یہ کیڑے جب کسی وجہ خاص سے پیدا ہوتے ہیں مرض ہیضہ و طاعون اور دوسرے عام امراض مہلکہ پیدا ہو جاتے ہیں عوام الناس خاص کر ہمارے ملک کے لوگ ان سے واقفیت نہیں رکھتے ہیں اسلیے ہمیں اس جگہ ترجمہ کرنیکی ضرورت داعی ہوئی۔ سیرجن محمد حسنی بے اور سرجن محمد حسین مرزی بے نے ایک کتاب لکھی جس میں امراض حیوانی مثل ٹیکہ چیچک وغیرہ کے تفصیلی حالات بیان کیے گئے ہیں

اب ہمیں یہ بتانا منظور ہے کہ ان جراثیم کو نباتات، حیوانات یا دونوں اور نظام عالم میں کچھ دخل بھی ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کس قسم کا۔ نظام عالم میں یہ میکروب اور جراثیم نہایت کار آمد اور مفید ثابت ہوئے ہیں کوئی مقام ایسا پایا نہیں جائیگا کہ وہ موجود ہوں۔ ہر نباتات میں کسی نہ کسی قسم کا میکروب ضرور پایا جاتا ہے۔

چنانچہ انگور کے خوشوں میں اس قسم کے حیوانات خردبین کے ذریعہ سے ایک سو نو (۱۰۹) کی تعداد میں دیکھے گئے کہ انکی پرورش مواد عنصریہ عفنہ اور از کار رفتہ میں ہوا کرتی ہے اور ان مواد کو عناصر بسیطہ میں تبدیل کر لیتے ہیں یعنی (ارگنک) مواد عنصریہ کو معدنی مادوں میں تبدیل دیدیجاتی ہے اور اسی وجہ سے وہ مادے زمین میں مدد دیکر نباتات کی پرورش کرتے ہیں خلاصہ یہ کہ نباتات ان اجزاے معدنیہ سے اپنی غذا بنا کر نشو و نما کرتے ہیں۔

الغرض ایسے مادے جو متعفن ہو جاتے ہیں اور ان سے کوئی فائدہ اور استفادہ باقی نہیں رہتا مگر جب زمین اور ہوا میں عفونت پیدا ہو جاتی ہے

چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر شبگانی سنہ ۱۸۹۴ء اور سنہ ۱۸۹۸ء میں پلیگ اور پیچش کے کیڑے بذریعہ خوردبین دریافت کئے اور اسکے قبل ڈاکٹر کوخ سنہ ۱۸۷۶ء میں جراثیم کالرا۔ اور پلیگ کے دریافت کیا اور سنہ ۱۸۸۳ء میں ڈاکٹر موصوف نے مبتلای ہیضہ کے جسم سے کیڑے جدا کرکے ثابت اسی بنا پر اب ڈاکٹروں نے زرد بخار (ڈفتھیریا) یا انفلوئنزا (متعدی زکام۔ تپ محرقہ ٹائی فس فیور) آتشک۔ سل۔ چیچک۔ جذام۔ دق۔ خناق۔ ذیابیطس وغیرہ امراض کے ابتدائی اسباب بھی جراثیم مخصوصہ ہر مرض قرار دیا ہے چنانچہ ڈاکٹر کوخ نے سنہ ۱۸۸۲ء میں۔ کل امراض سل۔ دق کے جراثیم ثابت کیے سنہ ۱۸۸۳ء میں ڈاکٹر کلبس نے خناق کے جراثیم دریافت کرکے ثابت کردیا کہ اس مرض کی ابتدا مخصوص جراثیم سے ہوتی ہے اور ان جراثیم کو ڈاکٹر لوفر نے سنہ ۱۸۸۴ء میں پرورش کرکے دکھا دیا اور ڈاکٹر لیوران نے سنہ ۱۸۸۰ء میں ملیریا کے کیڑوں کی تحقیق کی اور پروفیسر رونلڈ راس نے اپنے پرزور کوششوں سے مچھروں میں ملیریا کے جراثیم ثابت کیے یہ چھوٹے چھوٹے جاندار کیڑے جب خون بدن انسانی میں داخل ہوتے ہیں یا اس میں کسی خاص وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور نشو و نما کے پورے پورے وسایل اور مواد کی کامل قابلیت پاتے ہیں تو بے انتہا تیزی کیساتھ ترقی اور پورا نشو و نما کرتے ہیں اور تھوڑے ہی زمانہ میں اسقدر کثرت پذیر ہوجاتے ہیں جنکا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

اور کتاب ڈاکٹری کے ترجمہ کے دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جراثیم طاعونی کو پہلے جس شخص نے دریافت کیا وہ ڈکیٹاسیاٹو اور یرسن ہیں سنہ ۱۸۹۴ء میں شہر ہانگ کانگ میں مرض طاعون کا ابتدائی حملہ ہوا اور ان دونوں ڈاکٹروں نے جراثیم طاعونی کو آلہ کلاں بین کے ذریعہ سے مریضوں کے ذیل اجزا میں معلوم کیا۔

(۱) خون۔ (۲) غدود۔ (۳) احشا اور خاص کر شش ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ (۳۹) تو یہ میکروب مواد متعفنہ اور از کار رفتہ کو بحالت اصلی مفید صورت میں متبدل کردیتے ہیں اور یہ جراثیم حیوانات اور نباتات میں غیر متناہی سلسلہ کا ربط اور اتصال رکھتے ہیں۔

مشروبات متخمرہ یعنی جو اشیا سے مشروبہ جو بذریعہ تخمیر کیے جاتے ہیں مثلاً شراب۔ بیر۔ اور سرکہ یہ کل انہیں میکروب سے حاصل ہوتے ہیں اور جس چیز پر خمیر کا اطلاق کیا جاتا ہے وہ انہی میکروب کے مجموعہ کا نام ہے جسطرح نظام عالم میں ہم ان میکروب کے بدولت نفع حاصل کرتے ہیں اسیطرح ان ہی میکروب کے وجہ سے ہماری زندگی میں نقصان بھی پہونچتا ہے مثلاً ان میکروب کی بدولت شراب تیار کیجاتی ہے وہی ان امراض کا باعث ہوجاتی ہے جن کا نام امراض شراب ہے اور نیز ان ہی میکروب کی وجہ سے ہمارے مادہ ہائے غذائی و صفائی خراب ہوجاتے ہیں اور ہمارے جانور ان ہی جراثیم کی وجہ سے ہلاک ہوجاتے ہیں اور انسانی خون میں امراض کو پیدا کردیتے ہیں۔

ان کے انڈے بدیک بلکہ نہایت باریک ہواؤں میں رہتے ہیں کچھ تو بذریعہ تنفس جسم کے اندر اور کچھ بذریعہ خورد و نوش پیٹ میں جاتے ہیں۔

اگر آلات غذا اور ہضم ان جانوروں کی پرورش کے لیے مساعد و موافق نہ ہو تو یہ جراثیم اور ان کے انڈے بچے بالکل ضایع ہوجاتے ہیں۔
اور اگر آلات ہضم و غذا ان جراثیم اور ان کے انڈے بچوں کی پرورش کرنے کے قابل اور لایق ہیں یا دھبلی جو اندرون آلات غذا واقع ہوی ہو

تمام ان چیزوں سے جن سے کہ تمام جراثیم میں رنگ پیدا کر کے ممتاز کیے جاتے ہیں یہ بیرنگ دار ہو جاتے ہیں تاکہ تمام دوسرے اجزا سے جو خون میں ملے ہوئے ہوتے ہیں آلۂ کلاں بین سے دیکھنے کے بعد انکا باہم امتیاز ہو جائے رنگ دار بنانیکے بعد ان کی ہیئت کذائی ایسی ہوتی ہے (◯) یعنی دونوں سرے گول اور بہ نسبت تمام جسم کے زیادہ رنگدار ہوتے ہیں یعنی درمیانی حصہ بہت ہی کم رنگدار ہوتا ہے ان جراثیم کے بازو چند باریک باریک ریشے بھی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے خفیف حرکت محسوس ہوتی ہے یہ جراثیم بوجہ نازک ہونے کے دھوپ یا اور کسی گرمی سے بآسانی مرجاتے ہیں۔ کاربونک ایسڈ اور چونا ان کے ہلاک کرنیکے لیے کافی ہے اسلیے ایام طاعونی میں مکانوں کو چونا ڈالنا اور آہک پاشی کرنی حفظ تقدم کے لیے زیادہ مفید ثابت ہوئی ہے۔

یہ جراثیم چار روز تک خشک مقام میں جہاں دھوپ اور گرمی نہ ہو زندہ رہ سکتے ہیں۔

اس قسم کے جراثیم خاص مریض طاعونی ہی میں پائیجاتے ہیں اور دوسرے اشخاص میں ان کا تحقق نہیں ہوتا ان جراثیم کا نشو و نما اور ان کی پرورش اشیاء ذیل سے کیجاتی ہے۔

(۱) جلاٹین۔ (۲) گلسرین۔ اگر (۳) شوربا۔ (۴) ماہیت دم۔

چوہے چھچھوندر خرگوش۔ کتے۔ ہنذر۔ یک (ایک ولایتی جانور ہے جو چوہے کے مشابہ ہوتا ہے اور مختلف رنگدار۔ چنانچہ باغ عام میں بکثرت پرورش پا رہے ہیں) اگر انمیں جراثیم داخل کیے جائیں تو یہ بھی متاثر ہو کر انہیں قریب قریب وہ طاعونی علامات پائی جائینگے جو مریض طاعونی میں پائیجاتے ہیں۔ اگرچیکہ ورم غدود انمیں بھی پایا جاتا ہے گو کم۔ جس کا نام طاعونی گلٹی رکھا جاتا ہے اور جراثیم طاعونی ان متاثر جانوروں کے خون۔ غدود اور احشا میں پائیجاتے ہیں کبوتروں پر طاعونی جراثیم کا کوئی اثر نہیں ہوتا اگر جراثیم متحصلہ یا متاثر

وہ ان جراثیم کے دخول و نفوذ کے مانع نہ ہو تو ضرور دوران خون میں شریک ہو جائینگے اور اپنا برا اثر دکھائینگے۔ **ڈاکٹر موسو پاسچر** نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حیوانات کا خون حیاتی صحت کی حالتمیں میکروب اور جراثیم سے بالکل اور قطعاً پاک و صاف ہوتا ہے اور **نیز** یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ اگر ان میکروب اور جراثیم کی تعداد کم ہو اور خون میں ملجائیں تو بلا کسی علاج تداوی کے خود بخود مرجاتے ہیں اور **اگر** ان جراثیم کی تعداد کثیر ہو تو قوائے بدنی ان کے فنا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے۔

موسیو مہکل انہوں نے یہ اندازہ قایم کیا ہے کہ یہ جراثیم اور میکروب جسم انسانی میں تنفس کے ذریعہ سے ہزار ہا داخل ہو جاتے ہیں چنانچہ ایک سال میں تیس کروڑ انسانی اجسام میں داخل ہونے کا تخمینہ قایم کیا ہے۔

بچوں کے حلق اور منہ میں جو امراض پیدا ہوتے ہیں وہ ان ہی جراثیم کی بدولت ہوتے ہیں وجہ یہ کہ آدمیوں کے حلق منہ اور دانتوں میں کثافت اور مواد متعفنہ ضرور ہوتا ہے اور ان میکروب جراثیم کی پرورش ان ہی [illegible] کی بدولت ہوا کرتی ہے۔

فلسفہ جدید کی تحقیقات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے جو جراثیم انسان کیلیے یا اس سے فایدہ [illegible] جانوروں کے لیے پرورش کیے گئے ہیں اور وہ باعث مرض یا موت خیال کیے جاتے ہیں ان کی ابتدائی تقسیم حسب ذیل دو قسموں پر منقسم ہوئی ہے

قسم اول جو جراثیم اور میکروب جسم میں پیدا ہوتے ہیں وہ باعث عروض امراض وبا ہوتے ہیں اور یہ جراثیم معمولی خوردبین سے دیکھے

جانوروں کا خون کسی حیوان یا انسان کو استعمال کرایا جائے تو وہ بھی متاثر ہو جائینگے۔

ایسا بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بذریعہ مری (غذا کی نالی) کے بھی یہ جراثیم بدن انسان میں داخل ہو سکتے ہیں۔ کنجران کے غدود کا پھولنا اس بات پر زیادہ دلالت کرتا ہے کہ جراثیم طاعونی بیرونی جلد کے ذریعہ سے بدن میں داخل ہوتے ہیں اکثر طاعونی متاثرہ چوہے ایک مقام سے دوسرے مقام میں منتقل ہوتے ہیں جس سے مرض طاعون پھیلتا جاتا ہے انتہی۔

اسمٰعیل رشدی کا یہ بھی بیان ہے کہ جراثیم طاعونی زمین میں زندہ رہتے ہیں اسی وجہ سے لوٹا بدھنا زمین پر نہ رکھا جاوے۔ مبادا یہ جراثیم لوٹے کے اندر نفوذ نہ کر جائیں اور وہ بذریعہ پانی وغیرہ کے بدن انسانی میں نفوذ کرکے اپنا زہریلا اثر نہ بتائیں اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ طاعون زدہ اشخاص کے تھوک۔ براز۔ بول۔ اور مواد قے میں یہ جراثیم کا وجود متحقق ہوا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ مریض کے بستر اور کپڑوں میں بھی یہ جراثیم چپٹے ہوئے پائے گئے۔ اور اس کا یہ بھی بیان ہے کہ جب یہ جراثیم بدن انسانی میں داخل ہو جاتے ہیں تو فطرتی طور پر کنجران۔ بغل اور گردن کے گلٹیوں میں مجتمع ہو کر مقام مذکورہ کو متورم کر دیتے ہیں اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ جبتک خون حالت موجودہ پر رہتا ہے ان کا نشو و نما برابر ہوتا جاتا ہے اور جب اس میں پیپ پڑ جاتی ہے تو وہ مواد فاسد ہو جاتا ہے اور وہ جراثیم مر جاتے ہیں **چنانچہ** میرا بھی تجربہ ہے کہ جس طاعون زدہ کے گلٹیوں میں پیپ پڑ گئی اور پھوٹ کر بہ گئی تو فیصدی (۸۰) سے زیادہ اچھے ہوتے ہوئے نظر آئے۔

طبیب الطاعون نامی ایک عربی زبان کے رسالہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعونی سمی اثر زمین میں پیدا ہوتا ہے اور اسمیں نشو و نما کرتا ہوا پہلے پہل حشرات الارض مثل چوہے وغیرہ جانوروں میں سرایت کرتا ہے اور رفتہ رفتہ انسانی ابدان میں بذریعہ ہوا استنشاق یا بذریعہ مسامات سرایت کرکے اپنے برے اثرات سے متاثر کرتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک تندرست آدمی ننگے پیر کسی ایسی جگہ پر چلتا پھرتا ہو جہاں وہ سمی مادہ زمین میں نشو و نما کر رہا ہو اور اسکے

محسوس ہو سکتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جراثیم نہایت باریک اور نازک نہیں ہوتے۔

قسم دوم یہ جراثیم بہ نسبت قسم اول کے نہایت باریک اور بہت ہی چھوٹے چھوٹے اور نازک ہوتے ہیں مگر ان کی ضرر رسانی بہ نسبت قسم اول کے زیادہ بڑھی ہوئی ہے ان جراثیم و میکروب کی ساخت یا صرف ایک جوہر (سی۔یو۔لر) سے یا دو تین جوہر سے ہوتے ہیں الغرض ان جراثیم آخر الذکر (قسم دوم) کی تحقیقات میں **ڈاکٹر پاسیٹور** نے اپنی عزیز عمر کا آدھا (۳۰ سال) صرف کیا اور بہت سارے امور خفیہ الکنہ اور دقیق مسائل کا استنباط کیا اور اس جدید مخلوق کا نام میکروب رکھا۔

محقق مذکور کا یہ بھی بیان ہے کہ اگر ٹھنڈے یا گرم پانی میں کسی درخت کے پتے یا کسی جانور کا گوشت چند ساعت رکھ چھوڑیں بعدہٗ اس پانی کو صاف کریں بعد بذریعہ خوردبین کے ملاحظہ کرلیں تو اس پانی میں فی الوقت کوئی چیز محسوس نہ ہوگی صرف پانی ہی پانی اور پاک صاف نظر آئیگا۔ مگر جب اس خیسانده کو دو تین روز کسی ایسے مقام پر رکھ چھوڑیں کہ اسکی ہوا تیس یا چالیس درجہ کی گرم ہو پھر اس خیسانده کو دیکھو کہ خراب یا متعفن ہوا ہے یا نہیں ۱۲

ہاتھ پیر میں کوئی زخم بھی ہو یا کسی خاص قسم کی خراش پائی جاتی ہے تو وہ مادّہ سمّی اُس زخم وغیرہ کے ذریعہ سے بدن میں سرایت کر کے معرض ہلاکت میں پہنچا دیتا ہے۔

طاعونی جراثیم اکثر مرطوب اور نشیب زمین میں پیدا ہوتے ہیں اور اُسمیں زندہ بھی رہتے ہیں اور بخصوص جبب وہاں کی ہوا میں غیر طبعی اثرات واقع ہوے ہوں۔ جب زمین صاف پاک اور خشک کر دیجاے اور اُس میں غلاظت اور تری تام کو نہ رہی تو پھر کیڑے زندہ نہیں رہسکتے اسی لیے ایسے مقامات کی نگہداشت اور ضروری انتظام لازمی خیال کیا گیا ہے۔ **اس کے** بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ طاعونی کیڑے لمبنے مگر دونوں سرے گول ہوتے ہیں انمیں کسی قسم کی حرکت پائی نہیں جاتی۔ اور ان کے گرد ایک صاف و شفاف غلاف ہوتا ہے اکثر طاعون زدہ حضرات کے تمام جسم میں کیڑے پائے جاتے ہیں اور خصوص گلٹیوں کے اندر بے انتہا دیکھے جاتے ہیں اور خون کم **مولوی شاہ منعم اللہ صاحب** کے رسالے کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تحقیقات جدیدہ کے لحاظ سے مادۂ طاعونی زمین میں ہی موجود رہتا ہے اور مرطوب زمین اس مواد کی معین ہوتی ہے۔

اور یہ بھی بتایا ہے کہ ان جراثیم کی جسمانی مقدار اس قدر چھوٹی ہے کہ بغیر آلہ کلاں بین کے محسوس نہیں ہوتی۔ مگر ان کے سرے گول اور لمبنے ہوتے ہیں ان کے جسمانی عرض و طول کی مقدار کا اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ $\frac{1}{2500}$ اور طول $\frac{1}{1000}$ انچہ کا ہوتا ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ عرض $\frac{1}{25}$ انچہ کا ہوتا ہے اور طول $\frac{1}{10}$ انچہ کا ہوتا ہے

سنہ ۱۸۷۹ء میں پروفیسر پی پھروڈ فرانساوی نے اپنے وہاں کی شاہی مجلس طبابت کے اجلاس پر اس خاص مرض کے نسبت ایک لکچر دیا مگر چونکہ اندنوں تمام روے زمین پر کہیں اس مرض طاعون کا پتہ نہ تھا اس لیئے اُسکے لکچر کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ پندرہ برس کے بعد کانٹن (بندرگاہ چین) میں وبا کا زور ہوا اور اس قدر زور ہوا کہ

بقیہ حاشیہ صہ ۴۲ **بصورت اولیٰ** اس فاسد شدہ اور متعفن غیا ندہ میں سے ایک قطرہ لیکر ایک ایسے آلۂ خوردبین سے ملاحظہ کریں کہ اشیا اپنے اصل مقدار کی نسبت پانسو گنا زیادہ دکھائی دیں تو اس وقت عجیب منظر دکھائی دیگا کہ اُس ایک قطرہ میں بعض نہایت باریک جراثیم چلتے ہوے اور بعض آہستہ آہستہ حرکت کرنے والے اور بعض بے حس و حرکت محسوس ہونگے مختصر یہ کہ اگر اشیائے مختلفہ کے غیا ندہ پانی میں یہی عمل کرینگے تو اُس میں مختلف وضع قطع۔ اور اشکال کے جراثیم پاینگے اور اس طریقۂ عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کے جراثیم کی حیات کا مدار جداگانہ اصول پر ہے مثلاً بعضے غیا ندوں میں لانبے لانبے باریک رگوں کیطرح دکھائی دینگے کہ اس قسم کے جراثیم جست کرتے ہوے اور پیچ و تاب کھاتے ہوے ایسے نظر آینگے گو یا سانپ کے بچے ہیں ان کا نام ڈاکٹری میں (ویبریون) رکھا جاتا ہے اور بعض غیا ندوں میں ایسی مخلوق نظر آیگی چھوٹے اور عرض میں بہت

چندہی ہفتوں میں سات ہزار جانیں تلف وتاراج ہوگئیں۔

فرانس کی شاہی مجلس طبابت کو اس وقت خیال پیدا ہوا کہ پروفیسر (بے پھورڈ) کے خیال کی آزمائش کیجائے۔

چنانچہ پروفیسر مذکور کا ایک مستعد شاگرد پارسین نامی ڈاکٹر اس کام کی انجام دہی پر مامور کیا گیا اُس نے اپنے ماتحت چند ڈاکٹروں کو لیکر چین پہنچا ادھر گورنمنٹ جاپان نے بھی اپنا ایک محقق کیٹاسیٹو نامی ڈاکٹر اسی غرض سے چین بھیجا۔

چنانچہ ان دونوں محققوں کے جداگانہ تحقیقات سے ثابت ہوگیا کہ طاعونی جراثیم ضرور ہوتے ہیں اور نیز رسالہ طاعون اور اُس کا علاج مولفہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی صاحب صہ ۱۶ مطبوعہ خیرخواہ ریاستہائے ہند لاہور اسی مضمون کا مظہر ہے

محققین ماسلف ڈاکٹروں کی تحقیقات پر آجکل کے معمولی ڈاکٹروں کو ایسا ہی فخر ہے جیسے ہم یونانی موجودہ حکیموں کو اپنے ماسلف محقق اطبا کی تحقیقات پر ناز ہے۔ نہ آجکل کے معمولی ڈاکٹر محقق خیال کیجاتے ہیں نہ معمولی اطبائے یونانی

میرے خیال میں یہ دونوں اپنے ماسلف کے استخواں فروش لکیر کے فقیر ہیں۔

اسمیں شک نہیں کہ ماسلف اطبائے یونانی کے طرزعمل اور مستعملہ ادویہ سے ضرور پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے مرض طاعون کے جراثیم ہی کے خیال۔ کو مدنظر رکھکر ادویہ مستعملہ طاعون میں کافور کی بے انتہا مار کی ہے۔

مگر کھلے اور صاف الفاظ میں ان جراثیم کا ذکر نہیں کیا مگر بقراط نے ضرور کہا ہے ملاحظہ ہو صہ ۹ رسالہ ہذا۔

ان تقاریر بالا سے یہ مسئلہ صاف ہوگیا کہ مرض طاعون کے جراثیم ضرور ہوتے ہیں اور وہی باعث مرض طاعون ہیں

بیان ذیل ہی اصلی میرا خیال

مگر یہ صاف اور کھلے لفظوں میں نہیں بتایا گیا کہ یہ جراثیم کس طرح پیدا ہوتے ہیں اور اُن کے پیدا کرنیوالی علت کیا ہے اور ان کا موثر کون ہے۔

میں اس وقت آزادانہ بلالحاظ فن ڈاکٹری و یونانی اپنے خیال کو ظاہر کیے بغیر رہ نہیں سکتا

بقیہ حاشیہ صہ ۴۳ اور ان کے باہمی اجزا کی جوڑ تک محسوس ہوگی مگر اُن کے قد اُن کے قطر کے دو چند سے زیادہ نہ ہوگی اس قسم کے کرم کو (باکٹیری) سے تعبیر کرتے ہیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ بعضے خیاندوں میں سیدھے سیدھے یوند خرد جوش نظر آئینگی جو متحرک بھی ہونگی اُن کا نام (باسیل دوس) رکھا جاتا ہے اور بعضے پانی میں سپید سپید گول گول الگ الگ چار چار چھے چھے آٹھ آٹھ ایک جگہ جمع ہوکر تسبیح کی دانوں کی طرح ایک دوسرے کو لپٹے ہوئے دکھائی دینگے جن کو (مائیکروکوکس) کہتے ہیں غرض اسیطرح بہت ساری اقسام کی مخلوق اور جراثیم مختلف الاشکال دکھائی دینگے ملاحظہ ہو جزطاعون مولفہ حکیم ڈاکٹر غلام نبی صاحب المخاطب بہ زبدۃ الحکما۔ لاہوری صہ از ۲۶ تا صہ ۲۹ و از صہ ۳۱ تا صہ ۳۳۔

اور مجھی یقین ہے کہ اہل فن اپنی غایر اور انصافانہ نظر سے ملاحظہ فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دینگے کہ فی الواقع میرا خیال کسی حد تک قابل وثوق ہے۔ **میرا دعوی** ہے کہ اطبائے یونانی کی قدیم تحقیقات اور ڈاکٹروں کی جدید تحقیقات باعتبار مآل و نتیجہ ایک دوسرے کے بالکل ہمزبان اور متفق المآل ہیں ملاحظہ ہو مقدمات مسلمۂ فریقین۔

مقدمات مسلمہ

یہ امر فریقین کا مسلم ہے کہ جب ہوا اور زمینی اجزا میں کوئی غیر طبعی حالت پیدا ہوتی ہے تو وہ ضرور مضر صحت اور خلاف اصول تندرستی خیال کی جاتی ہے۔

اور یہ بھی فریقین کا مسلم امر ہے کہ مرطوب زمین باعث خرابی ہوا ہوتی ہے تو ایسی صورتیں یہ کہنا کسی حد تک صحیح ہوگا کہ جب کسی مرطوب زمین میں کسی اندرونی یا بیرونی اسباب خفیۃ الکنہ کیوجہ سے غیر طبعی حالت پیدا ہو جاے اور وہ متعفن اور خرابی کی حد سے بھی بڑھ جاے تو باصول قانون قدرت اسمیں ایک خاص قسم کے حیوانی لباس پہننے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔

چنانچہ عام مشاہدے سے ثابت ہوتا ہے کہ جب مرطوب جگہوں میں کسی خاص اسباب داخلی یا خارجی کیوجہ سے عفونت اور خرابی پیدا ہو جاے تو اس متعفن مواد میں باصول قانون قدرت اسات کی قابلیت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ مبداً فیاض سے اس پر لباس حیوانی پہنا دیا جاتا ہے جس سے جاندار کیڑے محسوس ہوتے ہیں۔

اسیطرح آپنے دیکھا ہوگا کہ جن آدمیوں کو مدتوں نہانے دھونے اور پاک و صاف رہنے لینے کا اتفاق نہیں ہوتا ہے (جیسے مریض۔ مسافرین۔ غربا وغیرہ) تو اُن کے بدن میں غیر معمولی جوئیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسیطرح جب امعا میں غیر معمولی رطوبت متعفنہ پیدا ہو جاتے ہیں تو حیات حب القرع و دیدان وغیرہ کی تولید ہو جاتی ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱ **کٹاسٹو** کی یہ راے ہے کہ اگر ان جراثیم طاعونی کو چار روز تک خشک کر دیں تو اس مدت میں مرجا سکتے ہیں۔

اسیطرح گرمی سیلس تھرمامیٹر جو تیس درجہ کی ہو تو بیس منٹ میں وہ جراثیم مر سکتے ہیں۔ اسیطرح سیلس تھرمامیٹر جی ہو تو پچاس منٹ تک گرم کرنے سے وہ جراثیم مرجاینگے۔ اسیطرح ایک فیصدی کاربالک دیلیڈ میں ایک ساعت میں ان جراثیم طاعون کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اسیطرح یک فی صدی کلی کے چونے میں دو ساعت میں وہ جراثیم نیست و نابود ہو سکتے ہیں۔

میرا ذاتی تجربہ اور میری پلیگ ڈیوٹی کا عملدرآمد یہی تھا کہ بمجرد معاینہ مریض طاعونی فوراً ہی سے پہلے دونوں ہاتھ اور منہ کو مبالغہ کے ساتھ کاربالک سوپ سے دھو دیا کرتا تھا جس سے قوت واہمہ کی پوری پوری تشفی ہو جاتی تھی۔

اسیطرح جب سنڈاسوں میں عفونت غیر معمولی کا وقوع ہوتا ہے تو لانبے لانبے مخروطی شکل کے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔

اسیطرح جب ہوا میں غیر معمولی خرابی پیدا ہوتی ہے تو مکھیوں کی تولید بکثرت ہو جاتی ہے۔

اسیطرح جب پانی میں سڑاوٹ اور خرابی پیدا ہوتی ہے تو اُس میں بھی غیر معمولی کیڑوں کا تکون ہو جاتا ہے۔

اسیطرح جب معابین وغیرہ میں کسی خاص بے اعتدالیوں کی وجہ سے خرابی واقع ہوتی ہے تو اس میں بھی کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔

اسیطرح جب اخلاط میں غیر معمولی عفونت اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے تو پھوڑے پھنسی اور کھجلی کے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں[1] اور ان جانوروں کا پیدا کرنا صرف اس غرض سے ہے کہ قابلیت مواد کی وجہ سے مبدء فیاض نے ان کو حیوانی لباس پہنا دیا بلکہ ان جانوروں میں ایک خاص قسم کا تریاقی مواد ہوتا ہے جس سے وہ متعفن اور سمی اثرات کو جذب کرتے ہیں اور اُس کی عفونت کو زایل کرتے ہیں جس سے مواد متغیرہ میں بہت جلد اصلاح پذیر ہونیکی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔

غرض جسم انسانی اور مواد مرطوب میں اسباب داخلیہ یا خارجیہ کی وجہ سے حیوانی لباس پہننے کی قابلیت مسلم ہو گئی۔ تو اب اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ زمین مرطوب یا جسم انسانی میں اسباب داخلی یا خارجی کی وجہ سے علی حسب مراتب مواد سمیہ کیڑے نہ پیدا ہوں۔ مگر اتنا ضرور ہوتا ہے کہ کیڑوں کی صورتیں۔ اشکال۔ وضع۔ قطع۔ ضرور مختلف ہوتی ہیں

---

[1] کھجلی وغیرہ میں کیڑوں کا ثبوت کئی وجوہ سے ثابت ہوتا ہے مثلاً (۱) ہوز کے مغز پر گڑ کا پانی چھڑک کر کھجلی کے بثورات پر باندھو اور دوسرے روز کھولو تو سب نہایت باریک باریک کیڑے نظر آینگے (۲) ثبوت یہ ہے کہ جب کسی زخموں میں پیپ پڑ جاتی ہے اور زیادہ دن گذر جاتے ہیں تو بڑے بڑے کیڑے نمایاں ہوتے ہیں اگر یہ وقت واحد میں اتنے بڑے بڑے ہونیکا خیال ظاہر کیا جاسے تو باصول قانون تدریجی قدرت محض غلط ہوگا تو ناگزیر چھوٹے چھوٹوں سے بمرور ایام بڑے ہوے اور نمایاں نظر آنے لگے (۳) ثبوت پھوڑے پھنسی کھجلی میں جس قدر بیرونی ادویہ استعمال کرائیجاتی ہیں وہ سب کیڑوں کو قتل کرنیوالی ہوتی ہیں چنانچہ پارہ سنکھیا۔ نیلا توتہ۔ رسکپور۔ کمیلہ۔ مردار سنگھ۔ قطران۔ کافور۔ گندگ۔ ہرتال۔ شحم حنظل ۱۲

چنانچہ آپ کا مشاہدہ ہے کہ معاجین میں جو کیڑے پیدا ہوتے ہیں اُن کی وضع قطع اور ہوتی ہے۔ اور امعاء کے کیڑوں میں بعض لانبے بعض کدو کے دانے کے مشابہ بعض کرم کی طرح ہوتے ہیں۔ پانی کے کیڑوں کی صورت اور ہوتی ہے اور غلہ کے کیڑوں کے اشکال اور ہوتے ہیں۔ پھر بعض ان کیڑوں میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جہاں حس بصری کام دیتی ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ حس بصری کام نہیں دیتی۔ آلہ کلاں بین سے ان کی کما حقہ صورت نوعیہ اور شخصیہ کا امتیاز ہو جاتا ہے۔

چنانچہ جراثیم طاعونی کو کلاں بین سے جب دیکھیں تو وہ لانبے لانبے اور دونوں سرے گول سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور پانی کے کیڑوں کی شکل لانبے لانبے اور سر کا حصہ مدور ہوتا ہے۔ اور معمولی سے معمولی پانی کے ایک قطرے میں اس قدر کیڑے ہوتے ہیں کہ ان کا شمار تو درکنار پانی کے حقیقۃ ظاہری ایسی محسوس ہوتی ہے کہ گویا کل پانی جراثیم آبی کا مجموعہ ہے۔

غرض تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر جسم رطب میں کوئی غیر معمولی حرارت واقع ہو جانے سے عفونت پیدا ہوتی ہے اور اس سے جراثیم اور کیڑے ضرور پیدا ہو جاتے ہیں تو پھر کوئی معنی نہیں کہ جسم انسانی میں جراثیم طاعونی کسی خاص اسباب سماویہ یا ارضیہ کی وجہ پیدا نہ ہوں۔

اگرچہ اگرچہ اطبائے یونانی نے اسکے متعلق صاف اور صریح الفاظ میں یہ نہیں بتایا کہ کھجلی طاعون وغیرہ میں کیڑے واقع ہو جاتے ہیں۔

مگر میں جہانتک غور کرتا ہوں اور ان کے عمل در آمد ادویہ پر غائر نظر ڈالتا ہوں تو صاف اور کھلے لفظوں میں معلوم ہوتا ہے کہ ان محققین ماسلف نے ضرور جراثیم اور کیڑوں کا وجود مان لیا اور انہیں کے قتال ادویہ اندرونی و بیرونی استعمال کرانے کی جرأت دہی ہے ورنہ کوئی معنی نہیں کہ کھجلی وغیرہ میں قتال ادویہ کا استعمال کیا جاتا۔ مگر چونکہ کیڑوں کا اظہار

ان کی بلند حوصلگی سے بعید خیال کیا جاتا تھا اسلئے انہوں نے علمی شہرت رہ پایا۔

بخلاف اطبائے ڈاکٹری کے انہوں نے یہ خیال کرلیا کہ اس قسم کے کیڑوں کا ذکر کبھی یونانی تحقیقات میں نہیں اور نہ ان کا ذکر کسی جگہ کیا گیا ہے۔ بڑے زور سے ثابت کر دیا کہ یہ ہماری تحقیقات کا نتیجہ ہے کہ ہم نے جراثیم اور کیڑوں کی تحقیق کی۔

میرے خیال میں یہ تحقیق نہیں ہے بلکہ تحقیق تو وہ خیال کی جاتی ہے کہ ماسلف یونانی محققوں نے جس بات کو عملاً و تجربتاً ثابت نہیں کیا اور یہ کر دیتے تو تحقیق کا درجہ ضرور حاصل ہوتا۔

میں یہ نہیں کہتا کہ ان محقق ڈاکٹروں نے کوئی تحقیق ہی نہیں کی۔ بلکہ میں ان خاص جراثیم کے متعلق بڑے زور سے کہونگا کہ وجود جراثیم میں یہ ہی لوگ محقق ہیں ہرگز نہیں۔

اب رہی یہ بات کہ طاعونی کیڑوں سے مریض مر بھی جاتا ہے تو مجھے ذرا تامل ہے بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ کل اعضائے رئیسہ اس متعفن اور اس سمی مواد کے مدافعت کرتے کرتے نہ صرف مضمحل ہوگئے بلکہ سمی مواد کے زہریلے اثرات سے متاثر ہوکر اپنے طبعی افعال میں بالکل بیکار اور معطل ثابت ہوجاتے ہیں جس کا نام موت ہے۔

اور میرا آخری فیصلہ یہ بھی ہے کہ یہ محض نزاع لفظی ہے اور مختلف تراجم ڈاکٹری کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان جراثیم کی پرورش اور ان کا نشو و نما کیا جاسکتا ہے

طریقہ یہ بھی ہے کہ پہلے ایک صاف شفاف بوتل میں نہایت صاف اور پتلا شوربا اور تھوڑا سا گھی ڈالدیں پھر اس بوتل میں طاعون زدہ گلٹیوں کی تھوڑی سی رطوبات ملاکر تین دن چھوڑ دیں۔ اس اثنا میں جراثیم لاتعد و لاتحصی پیدا ہوجاتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ پھیلتے اور بڑھتے ہیں۔

بعض ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ ان کیڑوں کے بڑھنے اور ترقی پانے کے لئے سب سے عمدہ مادہ دودھ۔ جلاٹین۔ اور بھیڑ۔ بکری کے گوشت سے تیار رہوتا ہے۔

پروفیسر ہیفکن روسی نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اگر اس سیال عرق میں مکھن۔ یا تھوڑا سا گھی ملا دیں تو طاعونی جراثیم بے انتہا اور بہت جلد ترقی پاتے ہیں۔

چنانچہ وہ لوگ ان چیزوں سے ایک صاف وشفاف عرق تیار کرتے ہیں جسکو (بل لین) کہتے ہیں۔ یہ عرق شفاف بوتلوں میں اگر رکھا جائے تو مدتوں رہ سکتا ہے اور اس میں کوئی خرابی نہیں آسکتی۔ لیکن اگر کسی طاعون کی گلٹی میں سے تھوڑی سی آلائش نکال کر اس میں ملا دیں تو بھی کچھ عرصے تک صاف رہتا ہے مگر دو تین دن کے بعد اس میں ایک چیز روئی کے گالوں کی طرح نمایاں ہوگی۔ اور بوتل کی تہ میں اور کناروں پر دوربین سے دیکھا جائے تو اس میں بے انتہا طاعونی جراثیم تیرتے ہوئے جاندار اور زندہ نظر آئینگے یہ کیڑوں کے جھنڈ ایسے کمزور اور ناتوان ہوتے ہیں کہ بوتل کی معمولی حرکت سے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور عرق مذکور میں مل جاتے ہیں۔

اگر اس سیال عرق کے چند قطرے کسی اور بوتل میں ڈالدیں جس میں ایسا ہی شفاف عرق پڑا ہوا ہے تو اس میں بھی طاعونی جراثیم پیدا ہو جائینگے اور بہت جلد نشوونما پاکر پھیل جائینگے۔

اس طرز عمل سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ جراثیم طاعونی کی تعداد جسقدر چاہیں بڑھا سکتے ہیں مگر یہ نہیں معلوم ہوا کہ (بل لین) یعنی عرق سیال مذکور میں طاعون کے جراثیم پیدا کئے جاتے ہیں تو اس میں طاعون پیدا کرنے کی بھی خاصیت ہے یا نہیں۔

میں اس مسئلہ کی تحقیقات میں اپنا عزیز وقت بے دریغ خرچ کر دیا اور خیال یہ تھا کہ یہ جراثیم طاعونی مرض طاعون کے پیدا کرنے کی خاصیت نہ رکھتے ہوتے تو میرا ذاتی مقصود پورا ہو جاتا۔

مگر افسوس کہ میری ذاتی آرزو پوری نہ ہوی اور خلاف مقصود ایک رسالہ طاعون مرتبۂ ایس۔ ایم حمید مطبوعہ لاہور نظر سے گذرا مطالعہ کرتا ہوا جب صفحۂ (۲۸) پر پہنچا تو یہ مضمون جسکو میں نے بلفظہٖ وبجنسہٖ درج ذیل کیا ہے۔

قولہ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے (بل لین) میں طاعون کے جو جراثیم پیدا کئے جاتے ہیں اُن میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کیڑے بیشک طاعون پیدا کرسکتے ہیں اور بطور ثبوت کے ہم یہاں ایک واقعہ بیان کرتے ہیں **۱۸۹۷ء** کے آغاز میں جب طاعون شہر بمبئی میں پھیل رہا تھا۔ آسٹریا کے گورنمنٹ نے چار ڈاکٹروں کو اس غرض سے ہندوستان میں بھیجا تھا کہ وہ اس بیماری کی تحقیقات کریں اور اگر بدقسمتی سے طاعون کبھی آسٹریا میں پھیل جاوے تو معلوم کریں کہ اس بیماری کے روکنے اور مٹانے کی کیا ترکیب ہے جب یہ ڈاکٹر بمبئی سے اپنے ملک کو واپس گئے تو اپنے ساتھ طاعون کے زندہ کیڑے لے لئے اور اپنے ملک میں پہنچکر انہوں نے ان کیڑوں کے ذریعے سے چوہوں اور خرگوشوں پر تجربہ کیا۔ ایک شخص جوان جانوروں کے کھلانے پلانے اور ان کے پنجرے صاف کرنے پر نوکر تھا ایک طاعون میں مبتلا ہوگیا اسکی وجہ یہ معلوم ہوی کہ اُس نے ایک دفعہ اپنا حقہ غلطی سے پنجروں کے پاس رکھدیا تھا کیڑے پنجرے سے حقے میں اور حقے سے اُس شخص کے منہ میں جا پہنچے۔ ڈاکٹروں نے جب اس شخص کا امتحان کیا تو اس کے تھوک میں کیڑے پائے۔ اور وہ تین دن بیمار رہ کر مرگیا۔ اس سے تین دن کے بعد وہ ڈاکٹر بھی جس نے اُس شخص کا علاج کیا تھا طاعون میں مبتلا ہوکر مرگیا۔ اس کے بعد بہت جلد ان اشخاص کو جن پر چھوت کا اثر ہوا تھا ایک علٰحدہ مکان میں رکھا گیا اور اس باعث سے یہ خوفناک بیماری (**وائنا**) دارالخلافت آسٹریا میں زیادہ پھیلنے نہ پائی پھر اُسوقت سے آجتک طاعون کا کوئی اثر اُس ملک میں نمایاں نہیں ہوا۔

اس واقعہ سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وائنا میں طاعون کے نمودار ہونے کا باعث اُن کیڑوں کے سوا اور کچھ نہ تھا جنکو آسٹریا کے ڈاکٹر بمبئی سے (**بل لین**) میں تیار کرکے لے گئے تھے انتہیٰ۔

اسیطرح طاعون اور اسکا علاج مولفہ ڈاکٹر غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما مطبوعہ

مطبع خیرخواہ ریاستہائے ہند لاہور کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ داگر اب یخنی جراثیم کو چھان کر یخنی خالص الگ کر لی جائے اور پھر اُس کے چند قطرے بذریعۂ پچکاری کسی جانور کے جسم میں ڈالے جائیں تو اُس جانور سے علامات مرض کا ظہور ہوگا اور اس کے خون اور جسم میں بعینہ ویسے ہی اجرام پائے جائیں گے جو پہلے مریض میں (جس کے جسم سے اجرام لیکر یخنی میں ڈالے گئے تھے) موجود تھے۔ انتہیٰ قولہ۔

اور نیز اُسی رسالے کے صفحۂ (۱۷) سطر دوسری میں بیان کرتے ہیں کہ (یہ اجرام کسی تندرست آدمی کے جسم میں داخل کر دیے جائیں تو فوراً اس سے علامات مرض طاعون کا ظہور ہوگا) انتہیٰ۔

سرخی (۱۴) اسباب سماویہ

اسباب سماویہ جن سے ہوا میں تغیر مضاد للطبیعۃ پیدا ہو کر باعث فساد ہوتے ہیں اور مرض عام پیدا کرتے ہیں حسب ذیل ہیں۔

گروہ اطبا نے اسباب سماویہ کے متعلق بحسب قوت اجتہادی و ملکۂ ذاتی مختلف اقوال بیان کئے ہیں۔

(۱) **بعض** کا یہ بیان ہے کہ کواکب کے اختلاف اوضاع اور ان کے شعاعوں کے تاثیرات سے بعض زمینی حصے متاثر ہوتے ہیں اور ہوا کو متغیر کر دیتے ہیں اور مرض عام کا باعث خیال کئے جاتے ہیں۔

(۲) **بعض** گروہ اطبا کا یہ خیال ہے کہ اسباب سماویہ اسرار الٰہیہ ہیں اور اُنکا ادراک حیز بشری سے زیادہ مستبعد ہے اسلئے وہ راز معلوم نہیں ہوتے مگر اتنا ضرور خیال کیا جا سکتا ہے کہ یہ اثرات آسمانی ضرور ہیں۔

(۳) **بعض** اطبا اس بات کے قائل ہیں کہ جب کبھی کوئی زہریلا ستارہ طلوع کرتا ہے تو اُس کے زہریلے اثرات ہوا میں ملکر ہوا کو فاسد اور خراب ناقابل استنشاق کر دیتے ہیں۔ جس سے مرض عام مثل وبا و طاعون و ہیضہ وغیرہ وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں

(۴) **بعض** گروہ اطبا ءانہیں اختلافات اوضاع کواکب کے تاثیرات میں باصول علم نجوم حسب ذیل اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں۔

انوارالحواشی شرح نفیسی کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کواکب سیارہ میں بعض مسعود اور بعض منحوس ہوتے ہیں۔ مسعود سے آثار بھی مسعود ہوتے ہیں۔ اور منحوس کے حکم تامعکوس۔ اگرچہ یہاں باصول قانون نجوم بحث کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ مگر جب صاحب انوارالحواشی نے علامہ قطب الدین شیرازی کا قول اسی معرکہ میں پیش کرنے کو نامناسب نہیں خیال کیا۔ اس لئے میں بھی اُن مسائل کو درج ذیل کرتا ہوں۔

جسوقت قمر تحویل[۹۱] سال میں منحوس پایا جاوے اور خصوص زحل کے ساتھ تو یہ کثرت امراض اور اموات پر دلالت کرتا ہے۔

جسوقت قمر زحل کے ساتھ محاسد[۹۲] ہو۔ یا زحل کی نظر[۹۳] قمر پر خواہ باعتبار تربیع[۹۴] یا مقابلہ[۹۵] پڑتی ہو تو یہ بھی کثرت امراض و اموات پر دلالت کرتا ہے۔

جسوقت شمس نقطہ حمل پر آوے اور مریخ یا زحل یا ذنب قران[۹۶] یا مقابلہ میں واقع ہو تو

سلہ[۹۱] قولہ تحویل سال سے باصول علم نجوم یہ مراد ہے کہ جب آفتاب برج حمل کے پہلے نقطہ پر آتا ہے اسوقت تحویل سنہ تحویل سال کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

سلہ[۹۲] قولہ محاسد اہل نجوم کے پاس محاسدہ اسکو کہتے ہیں کہ جب قمر زحل یا راس و ذنب کے ساتھ متصل ہوتا ہے تو اس وقت محاسدہ کہا جاتا ہے۔

سلہ[۹۳] قولہ نظر اسکو کہتے ہیں کہ جب کوئی سیارہ نصف کرہ یعنی (۱۸۰) درجہ پر واقع ہوتا ہے اور اس کے مقابل پر جو سیارہ موجود ہوتا ہے اسکا نام مقابلہ ہے اور اسکو نظر کامل بھی کہتے ہیں۔

سلہ[۹۴] قولہ تربیع (۹۰) درجہ کرہ کا نام ہے مثلاً قمر اور زحل میں جب (۹۰) درجہ کا فاصلہ واقع ہو جاتا ہے تو اسپر تربیع کا اطلاق کیا جائیگا۔

سلہ[۹۵] قولہ مقابلہ (۱۸۰) درجہ کرہ یعنی نصف کرہ پر ایک سیارہ ہو اور دوسری جانب بخط مستقیم محاذی اسکے دوسرا سیارہ ہو۔ یعنی ایک اس طرف ہو اور دوسرا اُس کے سیدھ میں واقع ہو تو ان دونوں کے محاذات کا نام مقابلہ یا استقبال ہے۔

سلہ[۹۶] قولہ قران۔ دو سیاروں کا ایک جگہ جمع ہو جانے کا نام قران ہے اسکو اجتماع بھی کہتے ہیں اور انکی جمع کا نام مقارنت

یہ صورت بھی منحوس خیال کی جاتی ہے اور امراض وبائی اور حارہ کے پیدا ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

ف جب تحویل شمس کے وقت مریخ۔ اجتماع یا مقابلے میں واقع ہو تو امراض صفراویہ حارہ حادہ اور دمویہ کے پیدا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے تپ محرقہ۔ ۔۔۔ سبب وبائی۔ غب خالصہ وغیرہ۔

ف جب تحویل شمس کے وقت ۔۔۔ یا ۔۔۔ اجتماع یا مقابلے میں واقع ہوں تو امراض باردہ سوداویہ اور بلغمیہ کے پیدا ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے۔ جیسے فالج۔ لقوہ۔ رعشہ۔ جذام۔ تشنج وغیرہ)

ف جس وقت کہ شمس نقطہ حمل پر تحویل کر رہا ہو اور قمر شمس سے اجتماع یا مقابلے سے ہٹ کر نحوسین سے تربیع یا قران یا مقابلہ سے متصل ہو جاوے تو یہ وبا۔ اور امراض مہلکہ کے پیدا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

جسوقت صاحب طالع سال۔ یا صاحب طالع[۵]۔ یا اجتماع۔ یا استقبال تحویل شمس بہ نقطہ حمل کے وقت دونوں منحوس ہوں تو یہ وبا اور فساد عظیم پر دلالت کرتے ہیں

جسوقت ۔۔۔ صاحب طالع۔ اور شمس یہ دونوں متصل ہوں صاحب خانہ ششم زائچہ ۔۔۔ سے تو یہ اموات کی قلت اور امراض کی کثرت پر دلالت کرتے ہیں۔

جسوقت ۔۔۔ ناحس مریخ ہو اور خصوصاً مریخ جب برج حارہ میں ہو اور سریع السیر ہو تو یہ امراض حارہ حادہ ۔۔۔ کے پیدا ہو۔۔۔نے پر دلالت کرینگے۔

جسوقت کہ ناحس زحل صاحب خانہ ششم زائچہ ہو کر خانہ ہشتم میں طالع سال کے واقع ہو اور خاص کر زحل بطی السیر ہو اور برج بارد میں پایا جاوے تو اس صورت میں امراض مزمنہ پر دلالت کریگا۔

---

[۵] قولہ صاحب طالع یا اجتماع یا استقبال سے یہ مراد ہے کہ تحویل شمس نقطہ حمل ہوتے وقت افق مشرق میں جو برج واقع تھا اس برج میں کوئی سیارہ موجود ہو اور اس کے محاذات یا مقابلہ نصف کرہ پر ہو۔

غایۃ الاتقان مولفہ احمد ابوالاسعاد افندی صفحہ ۲۲۳ میں منجملہ اسباب سماویہ کے یہ بھی بتایا ہے کہ جب کواکب کا اجتماع اور انکا مختلف اتصال باہمی خصوصاً مریخ اور زحل ان دونوں کا برج ناریہ میں مجتمع ہونا باعث فساد ہوا اور امراض مہلکہ کا ہے ا... کا اجتماع نادر ہے۔ مگر جب کبھی واقع ہوتا ہے تو بہت زمانہ طویلہ میں ہوتا ہے اور بہت سارے اور ... کو متاثر کرتا ہے۔

الحاصل اسباب ارضیہ یا سماویہ ان ... کی وجہ سے ہوا میں تغیر ہو جاتا ہے اور یہ تغیر ہوا انسانی طبیعتوں کے خلاف و مضر ثابت ہوتا ہے۔

اب اختلاف اطبا کا اس مسئلہ میں ہوا ہے کہ ہوا میں عفونت اور فساد کہ امراض کا باعث ہوتی ہے۔ یا اس میں کوئی سمیت پیدا ہو کر مضر الصحۃ انسانی اور باعث امراض مہلکہ ہوتی ہے۔

ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ جب ہوا میں تعفن اور فساد پیدا ہوتا ہے تو علی حسب مراتب استعداد ابدان انسانی میں امراض مہلکہ کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔

جالینوس کے بیان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تعفن ہوا سے جو امراض پیدا ہوتے ہیں وہ ضرور بحسب استعداد مختلف ہوتے ہیں۔ اور اس قسم کے ہوا کے امراض ایک دوسرے کی طرف متعدی اور متجاوز نہیں ہوسکتے۔

اور ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ جوہر ہوا میں اسباب سماویہ یا ارضیہ یا دونوں کی وجہ سے ایک کیفیت سمیہ پیدا ہوتی ہے جس سے امراض مہلکہ پیدا ہوتے ہیں اور اس قسم کے سمی کیفیت والے مریضوں سے دوسرے صحیح تندرست حضرات بھی باصول تعدیہ متاثر ہوتے ہیں۔

شیخ کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کبھی جوہر ہوا کا استحالہ کیفیت سمیہ کی طرف ہوتا ہے۔ اور کبھی حرارت اور برودت غیر طبیعی کی طرف۔

مگر شیخ کے بیان سے یہ پتا نہیں چلتا کہ بصورتِ کیفیتِ سمیّتِ مرض متعدی ہوگا اور بصورت فسادِ ہوا مرض غیر متعدی۔

ڈاکٹر ہنک کی تحقیقات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل امراض کی اصل یورک ایسڈ ہے جو خون میں ملکر خون کو زہر آلود کر دیتی ہے جس سے امراضِ سمّیہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور صاحبِ موصوف کا یہ بھی بیان ہے کہ یورک ایسڈ کا زہریلا اور سخت مضر اثر انسانی مزاجوں پر زیادہ پڑتا ہے۔ اور یہ بھی بیان ہے کہ اس یورک ایسڈ سے نہ صرف وجع المفاصل ہی پیدا ہوتا ہے بلکہ خون میں غیر طبیعی اور غیر معمولی جوشش۔ دردِ سر۔ صرع۔ اور امراضِ دماغی۔ قلتِ خون۔ ضیق۔ ذیابیطس۔ نقرس وغیرہ وغیرہ امراض اسی یورک ایسڈ کے زہریلے اثر سے پیدا ہوتے ہیں اور ان امراض کی تولید کا عام طریقہ یہ ہے کہ یہ یورک ایسڈ باریک باریک شریانوں میں داخل ہوکر دورانِ خون میں حل جاتا ہے اور امراض کے پیدا کرنے کا باعث ہو جاتا ہے۔

میں یہ کہونگا کہ مرض طاعون کے لئے پہلے ہی پہل ہوا میں فساد اور غیر طبعی حالت پیدا ہوتی ہے اور پھر فسادِ ہوا بدرجۂ سمیّت پہنچکر اعضاے رئیسہ اور اخلاط کو فاسد کر دیتا ہے۔ اور مرضِ طاعون کا باعث ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اوائل ایام طاعون میں جبکہ ہوا میں صرف فساد ہی فسادہوتا ہے اور بدرجۂ سمیّت نہیں پہنچتی ہے تو بیماروں کی تعداد اور اموات بھی قلیل التعداد ہوتی ہیں۔

اور جب بدرجۂ سمیّت پہنچ جاتی ہے تو مریضوں اور اموات کی تعداد بڑھجاتی اور صحت یاب بہت ہی قلیل التعداد ہوتے ہیں۔

اور جب ایامِ طاعونی قریباً ختم ہوتے ہیں تو مریضوں کی تعداد زیادہ اور اموات کی تعداد کم۔ اور صحت یاب زیادہ ہوتے ہیں۔

چنانچہ بلدۂ حیدرآباد میں دیکھا گیا کہ ماہ محرم ۱۳۲۱ھ میں اموات و مریض بکثرت ہوے اور پھر

اموات کی تعداد کم ہونے لگی اور مریضوں کی تعداد بڑھ گئی اور فی صدی ۷۰ - ۸۰ مریض صحت یاب ہونے لگے۔

اب ہمیں یہ اختلاف بتانے کی ضرورت ہے کہ ہوائے سمی کی تاثیر کہاں ہوتی ہے۔

ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ سمی ہوا کا پہلا ہی پہل اثر قلب اور روحِ حیوانی پر ہوتا ہے۔ اور بذریعۂ شرائن جمیع بدن میں سرایت کرجاتا ہے۔ اور جب تک قلب قوی ہوتا ہے تو اس سمی کیفیت کی مدافعت کرتا رہتا ہے اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ موادِ متکیف بکیفیتِ سمیہ بغل کی جانب دفع کر دیا جاتا ہے اور بغلوں میں بحسب قوتِ مدافعت ایک دو تین چار گلٹیاں نکل آتی ہیں اور جتنے زیادہ نکلتی ہیں اتنی ہی باعث اصلاح مزاج سمجھی جاتی ہیں اور جس قدر کم نکلتی ہیں وہ ردی خیال کی جاتی ہیں۔

اور ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ کیفیتِ سمیت کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہے کہ وہ خاص قلب ہی میں اثر کرکے جمیعِ بدن میں سرایت کرے۔ بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے ہی پہل جگر یا مثانہ یا کسی دوسری عضو میں سرایت کرکے بذریعۂ گردہ جمیع بدن میں سرایت کرے اور جب تک جگر قوی ہوتا ہے اس سمی کیفیت کی مدافعت کرتا رہتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ موادِ متکیف بکیفیت سمیہ کنجران کی طرف دفع کر دیا جاتا ہے اور کنجران میں بحسب قوتِ مدافعت ایک دو تین چار گلٹیاں نکل آتی ہیں۔ اور جتنی زیادہ نکلیں اوتنی ہی باعثِ اصلاح مزاج سمجھی جاتی ہیں اور جس قدر کم نمودار ہوں اسیقدر ردی خیال کی جاتی ہیں۔

اور ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ ہوائے سمی کا اثر پہلے ہی پہل دماغ پر ہوتا ہے وجہ یہ کہ ہوائے سمی کا استنشاق پہلے دماغ کو متاثر کرتا ہے پھر قلب کو۔ پھر قلب جمیعِ بدن کو متاثر کرتا ہے جب تک دماغ قوی ہوتا ہے اس سمی کیفیت کی مدافعت کرتا رہتا ہے۔ اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ موادِ متکیف بکیفیت سمیہ خلف اذن کے طرف دفع کیا جاتا ہے اور کان کے پیچھے بحسبِ قوتِ مدافعت ایک دو تین چار گلٹیاں نکل آتی ہیں اور جتنی زیادہ نکل آتی ہیں اتنے ہی باعث

اصلاح مزاج سمجھی جاتی ہیں۔

اور جس قدر کم نکلتے ہیں اتنی ہی ردی خیال کی جاتی ہیں اور نبضِ گروہ اول کیساتھ اتفاق ہے

(۱۳۱) مرض طاعون کا آخر صیف اور اوائل خریف میں کیوں پیدا ہوتا ہے

ہوا ایک جسم لطیف ہے جو جوّ سما میں پھیلا ہوا ہے اور یہ ہوائے حقیقی۔ اجزاء مائیہ بخاریہ اجزائے دخانیہ اجزائے غباریہ اور ناری اجزا سے مرکب اور ممتزج ہے۔ اور انہیں نامناسب اور غیر جنس اجزا کے اختلاط کی وجہ سے ہوائے حقیقی۔ خراب اور متعفن ہوکر ردائت کی طرف مستحیل ہو جاتی ہے۔ اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ جب ہوا میں عفونت اور غیر طبعی برا اثر اور ردی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو مرضِ عام (مثل وبا۔ طاعون۔ ہیضہ۔ وغیرہ وغیرہ) امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اور جہانتک تجربہ اور مشاہدہ کیا گیا ہے اس قسم کے امراض کا آخرِ صیف اور اوائلِ موسم خریف میں پیدا ہونا پایا گیا۔

محمود آملی [۴۸۸] نے شرح قانون میں یہ وجہ بتائی ہے کہ اوائلِ خریف میں ہوا بوجہ شدۃِ تخلخل ذاتی عفونت کو قبول کرنے کی زیادہ قابل ہو جاتی ہے اور جب ریاحِ جنوبی اور بخاراتِ فاسدہ (جو ابدان انسانی۔ مباقل۔ نضج ثمار سے اٹھتے ہیں۔) اور کثرتِ تصاعدِ اجزاء ارضیہ متردہ صیفی آپس میں ملتے ہیں تو ان میں عفونت کے لئے دو سبب حرارتِ غریبہ اور رطوبتِ غریبہ) مجتمع ہوکر باعثِ امراضِ عامۂ مہلکہ ہو جاتے ہیں۔

گیلانی نے اس موسم میں امراضِ عامۂ مہلکہ کے پیدا ہونے کی یہ وجہ بتائی ہے کہ آخرِ صیف اور اوائل خریف میں ہوا نہایت ہی لطیف ہو جاتی ہے اور جب لطیف اجسام پر کوئی عفونت پیدا کرنے والی شے وارد ہو جاتی ہے تو بہت جلد متعفن اور متاثر ہو جاتی ہے اور یہ بھی وجہ ہوتی ہے کہ اس موسم میں یہ امراض عامۂ مہلکہ پیدا ہوتے ہیں

استاد آملی نے یہ وجہ بتائی ہے کہ آخرِ صیف اور اوائلِ خریف میں امراضِ عامۂ مہلکہ کی کثرت بوجہ کثرتِ رطوبات (جو امطار صیفیہ اور بقایائے رطوبات ربیعیہ سے مجتمع ہوئی ہیں)

ہوا کرتی ہے۔

مسیحی نے وبا اور عفونتِ ہوا آخرِ صیف اور اوائلِ خریف میں پیدا ہونے کی یہ وجہ بتائی ہے کہ ان موسموں میں کثرتِ استعمال فواکہ کے وجہ سے ابدانِ انسانی میں ضرورت سے زیادہ رطوبات پیدا ہوتے ہیں اور رطوبات میں فاسد ہونے کی زیادہ قابلیت ہے اس وجہ سے یہ امراض اس موسم میں پیدا ہوتے ہیں۔

مگر یہ دونوں خیال ناقابل وثوق ہیں۔

استاد آملی کا قول اس وجہ سے کہ آخرِ صیف میں موسم ربیع کے کل رطوبات بالکل فنا ہو جاتے ہیں اور ہوا میں ضرورت سے زیادہ خشکی اور جفاف کا غلبہ ہو جاتا ہے تو اس صورت میں رطوباتِ مجتمعہ کی کثرت کیونکر خیال کیجا سکتی ہے۔ اور مسیحی کا قول اس وجہ سے ناقابلِ وثوق ہے کہ کثرتِ رطوباتِ ابدان اخلاط کے متعفن کرنے کا سبب ہو سکتا ہے نہ کہ ہوا کو خراب اور متعفن کرنے کا باعث۔

میری رائے چونکہ شدتِ صیف کے وجہ سے جمیع قوی اور ارواح میں ضرورت سے زیادہ انحلال پیدا ہو جاتا ہے۔ اور طاقتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اس لئے موسمِ خریف میں مرض طاعون سے متاثر ہونے کی اکثر قلوب میں استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔

(سرما میں طاعون) موسم سرما میں بھی زیادہ زور ہوتا

محققین فن ڈاکٹری کا یہ بیان ہے کہ موسم سرما میں یہ مرض طاعون کثرت سے واقع ہو جاتا ہے اور روزانہ تجربہ بھی اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ موسم سرما میں طاعون و وبا بکثرت زہر کے طرح اپنے اثرات بتلاتا ہے مگر یہ نہیں بتایا جاتا ہے کہ اس مرض میں زیادتی ہوتی ہے تو کیوں ہوتی اور اس کے موثر اسباب کیا ہیں۔

یوں تو ماہرین فن ڈاکٹری کچھ نہ کچھ اسباب بھی قائم کئے ہونگے مگر چونکہ ان کی اشاعت کہیں صاف لفظوں میں دیکھی نہیں گئی۔ اور نہ کسی تراجم ڈاکٹری میں میری نظروں سے اس

کے اصلی اسباب کے متعلق کوئی بحث گذری۔

مناسب ہوگا کہ اسکی خاص وجہ اور مخصوص لم۔ عام رعایا کے پیش کردیجاے۔ اور یہ باور کرادیا جاے کہ موسم سرما میں اس وجہ سے مرض طاعون و وبا میں زیادتی ہوتی ہے۔ اس سلئے میں اپنے یونانی قواعد طبیہ اور خصوص طبعیات مشرقیہ کے اصول پر اس کے متعلق کچھ مختصر سی حسب ذیل بحث کرنے کو تیار ہوں۔

یہ امر مسلم اور عام مشاہدہ ہے کہ ہر موسم کو اپنی اپنی اثرات سے متاثر کرنے میں ایک خاص قسم کی فطرتی قدرت مبدء فیاض سے عطا ہوی ہے اور ہر موسم اپنے دوسرے موسموں کے اثرات سے بالکل جدا اور ممتاز ہے۔

چنانچہ موسم گرما اطبا کے پاس ایک موسم کا نام ہے جس میں علی مراتب روزانہ چوبیس گھنٹے گرمی کا اثر نمایاں ہو اس میں ہر در و دیوار سے گرمی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور صفراوی مادے کی زیادہ تولید ہوتی ہے۔

اس موسمی حرارت کی وجہ بدن کے کل مسامات کھل جاتے ہیں۔ پسینہ بیحد جاری ہوتا ہے۔ ارواح اور قوی میں انہیں اثرات اور وجوہ متذکرہ بالا سے انتقاص و انحلال ہوجاتا ہے۔ ضعف و ناتوانی بڑھتی جاتی ہے نہ صرف انسان ہی مضمحل و پریشان ہوکر ٹھنڈی ٹھنڈی جگہ اور تسکین بخش مقامات کی تلاش کرتا ہے۔ بلکہ ہر ذیروح اور عام چرند و پرند سایہ دار مقاموں کو ڈھونڈھتے پھرتے ہیں مسکن تسکین بخش میں آرام پانے کو ایک قدرتی فعل خیال کرتے ہیں۔ اس موسم میں ہضم خراب اور تشنگی کی زیادتی بول کی قلت ہوجاتی ہے۔

اسیطرح موسم خریف اطبا کے پاس ایک ایسے موسم کا نام ہے جس میں راتوں اور صبح کے وقت سردی۔ اور دوپہر میں شام تک گرمی محسوس ہو اور درختوں کو خزاں آے اس میں دن کی گرمی اور راتوں کی سردی عالم کو پریشان کرتی ہے۔ نہ گرمی کے لحاظ سے سرد اشیا کا استعمال کیا جاسکتا ہے نہ سردی کی لحاظ سے کچھ تدابیر حارہ عمل میں آسکتے

ہیں اور اس موسم میں اگر اخلاط کی زیادتی ہوتی ہے تو صرف خلطِ سوداوی ہی سبب میں زیادہ تیار ہوتی ہے اور امراضِ صیف کے بقیہ کا تکفل کرتا ہے۔

اسیطرح موسم سرما۔ موسم سرما اطبا کے پاس ایک ایسے موسم کا نام ہے جس میں علی حسبِ مراتب چوبیس گھنٹے سردی کے اثر کا احساس کیا جاسے۔ اس موسم کی رات و دن کی سردی بلغم کی تولید اور مسامات کا تکاثف اور خارجی حصہ ضرورت سے زیادہ ٹھنڈا اندرونی حصہ حرارتِ بخارات اور دخانی اجزا کی احتقان کی وجہ سے بیحد گرم ہوجاتا ہے

اسیطرح موسم ربیع۔ موسم ربیع اطبا کے پاس ایک ایسے موسم کا نام ہے جس میں درختوں اور جھاڑ جھڑولوں میں نشو ونما ہو۔

اس موسم میں تولید خون کی زیادتی ہضم جید قوائے حیوانیہ اور نفسانیہ چاق وچست ہوتے ہیں۔ اور اپنی لطیف حرارت کی وجہ سے اُن اخلاط کو جو موسمِ شتا کی بدولت ساکن اور منجمد ہوگئے تھے اُن میں ایک خاص قسم کی تحریک پیدا کرتا ہے۔

اس مختصر سی بحث کے لکھنے کے بعد یہ مسئلہ بتانے کے قابل ہے کہ طاعون موسم سرما میں کیوں زیادہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ کیا ہے۔

میرے خیال میں اس مسئلہ خاص میں غلط فہمی ضرور ہوی ہے وجہ یہ کہ موسم سرما ایک ایسا موسم ہے جس میں ۲۴ گھنٹے بحسبِ مراتب سردی ہر بن مو پر اسپنے پر زور اثرات بتاتی ہے اور اس میں خون کا دوران بہت ہی کم اور بلغم کی تولید زیادہ ہوتی ہے۔

اور مرض طاعون صفرا غیر طبعی سے واقع ہوتا ہے یا خون غیر طبعی اس مرض کا باعث ہوتا ہے یا سوداے محترقہ بلغم میں کسی قسم کی قابلیت ہی نہیں ہے کہ وہ مرضِ طاعون کو پیدا کرے اور اگر تھوڑی دیر کے لئے مان بھی لیا جاسے تو جب تک صفرا یا سوداے غیر طبعی کی آمیزش نہو اس مرض کو پیدا نہیں کرسکتا اور چونکہ موسمِ سرما ہمارے ملکوں میں ایک ایسے انداز پر واقع ہوتا ہے کہ بہت ہی کم امتیاز موسم سرما اور ربیع کا کیا جاسکتا ہے ہنوز خریف ختم

ہی ہونے نہیں پاتی ہے کہ سرما اور ربیع کا موسم ایک دوسرے سے غیر ممتاز نمایاں ہو جاتا ہے تو اس صورت میں یہ کہنا کہ سرما کے موسم میں مرض طاعون کی زیادتی ہوتی ہے محض غلط فہمی خیال کی جاسکتی ہے۔

میرے خیال میں اس کی زیادتی کے لئے دوسری کئی وجوہ ہیں۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ موسم ربیع جس میں خون کی زیادہ تولید اور اخلاطِ ساکنہ کا قدرتی ہیجان ہوتا ہے۔

اور نیز جو مواد سرما کی وجہ سے منجمد اور ساکن رہتا ہے اُسکا سیلان اوسکی لطیف حرارت کی وجہ سے ضعیف الخلقت (کنجران۔ بغل۔ خلف اذن) اعضا کی طرف ہوتا ہے۔ یا وہ اعضا مذکورہ اپنی کمزوری اور عدم قوت مدافعت کی وجہ سے اُس مادے کو قبول کر لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے علی العموم موسم ربیع میں عام طور پر۔ پھوڑے پھنسیاں۔ دنبل۔ خناق۔ اور اورام مغابن وحلق وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں اور جب اس موسم میں یا اس کے قبل موسموں میں اسباب ارضیہ یا سماویہ کی وجہ سے ہوا میں کوئی زہریلا اثر یا فسادِ سریع الہلاک پیدا ہو جاوے تو پھر یقینی طور پر یہی موسم اُس ہوائے سمیہ کے ساتھ اور ہمرکاب ہو جاتا ہے۔ اور بآسانی انھیں اعضا ضعیف الخلقت میں زہریلی گلٹیاں پیدا کر دیتا ہے اور یہی وجہ خاص سے ثابت ہوتا ہے کہ مرضِ طاعون کی زیادتی اگر ہو تو یہی موسم میں ہو ورنہ جو عام طور پر ماہرین فن اور عام لوگوں کا خیال ہے کہ سرما میں زیادتی ہوئی ہے محض غلط فہمی ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ خیال کی جاتی ہے کہ موسم ربیع میں بھی سردی[۱] کے آثار نمایاں رہتے ہیں اور سردی ظاہر جلد میں برودتِ خارجی کی وجہ سے تکثیفِ مسامات کر دیتی ہے جسکی وجہ سے معدنی بخاراتِ ردیہ اور اجزاے دخانیۂ فاسدہ جو ہر وقت قابل اخراج خیال کئے جاتے ہیں محتقن ہو جاتے ہیں اور پھر یہی بخاراتِ متعفنہ فاسدہ اور اجزاے دخانیۂ ردیہ خود اندرونی اعضائے

---

[۱] چنانچہ گیلانی نے اپنی شرح صفحہ ۴۳۶ میں وضاحت کر دی ہے کہ اوائل ربیع شتا کی شبیہ ہے ۱۲

رئیہ کے خراب کرنے کے لئے کافی سمجھے جاتے ہیں جب یہ بخارات فاسدہ زہریلی طاعونی ہوا کے ساتھ ہمدم اور ہم اثر ہو جائیں تو پھر کیونکر مرضِ طاعون وبالا نہ ہو اور کیسے اُس سے نجات ملے کے اور کیونکر اپنی ترقی خیز زہریلے اثرات سے متاثر نہ کرے۔

(۳) یوں تو عوام الناس ہر موسم میں حفظانِ صحت کے قواعد سے نابلدِ محض ہوتے ہیں اور نہ ان کی پابندی کرتے ہیں اور جب موسمِ ربیع آتا ہے تو اُس میں بھی وہی خورد نوش وغیرہ میں اپنی ناہموار روش کو نہیں چھوڑتے انہیں سو سے تدابیر اور عدمِ پابندیِ قوانینِ حفظانِ صحت اس بات کا قابل بنا دیتا ہے کہ وہ فوراً معرضِ ہلاکت مرضِ طاعون ہو جائیں اور جب ہر کس و ناکس کی یہی حالت ہو تو کیوں نہیں مرضِ طاعون کی تعداد موسمِ ربیع میں بڑھے۔

شبہ: یہاں اگر ایک شبہ پیدا کیا جائے تو اس کا منشا مل ہو سکتا ہے وہ یہ کہ جب مادہ صفراوی باعثِ مرضِ طاعون بلحاظ اختلاف ہوا ہو سکتا ہے تو پھر کوئی معنی نہیں کہ موسمِ گرما میں مرضِ طاعون شدت کے ساتھ نہ ہو حالانکہ مرضِ طاعون موسمِ گرما میں اتنا نہیں ہوتا جیسا موسمِ ربیع میں ہوتا ہے۔

جواب: اس میں شک نہیں کہ موسمِ گرما میں مرض کا اشتداد ہو مگر بچند وجوہ ذیل اشتداد نہیں ہوتا

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ اس موسم میں جمیع بدن کے کل مسامات بوجہ حرارتِ موسمی کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور بخاراتِ فاسدہ اور اجزاے ردّیہ جن کا اخراج ضروری خیال کیا جاتا ہے وہ ان کھلے ہوئے مسامات سے خارج ہوتے چلے جاتے ہیں اس وجہ سے اندرونی تائید ہوائے فاسد خارجی کو نہیں ہوتی

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ مادّے کی تحلیل بذریعۂ عرق ہوتی جاتی ہے اور ہر وقت انحلال مادّے سے مادّہ فاسد کا اجتماع ہونے نہیں پاتا جو معین فساد خارجی ہو سکے۔

(۳) اس موسم میں اعضاے ضعیف الخلقت مواد اندرونی سے متاثر نہیں ہوتے جو معینِ فساد خارجی ہو سکیں۔

مگر ہم بھی اسبابات کے منکر نہیں ہیں کہ اس موسمِ گرما میں مرض طاعون غیر ممکن الوقوع ہے اسکا وقوع ہوتا بھی ہے مگر شدت کے ساتھ نہیں۔

اسیطرح موسمِ خریف میں بھی مرض طاعون ممکن الوقوع ہے۔

بحث (۱۵) مرض طاعون حار ہے یا بارد

بعض گروہ اطبا نے مرض طاعون کو بارد خیال کیا ہے چنانچہ اُن کے طرزِ عمل اور طریقہ تداوی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی تشخیص میں یہ مرض بالکل بارد ہے۔

اور عام گروہ اطبائے متقدمین و متاخرین نے اس بات پر اتفاق کرلیا ہے کہ یہ مرض نہایت حار ہے۔

مجھے بھی اس مرض طاعون کے حار ہونے پر بالکل اتفاق ہے۔ وجہ یہ کہ اس میں جس قدر علامات دیکھے جاتے ہیں وہ بالکل حار کے ہوتے ہیں۔

چنانچہ قے صفراوی کراہتی۔ تشنگی۔ اضطراب۔ کرب۔ ضربانِ صدغین۔ تلخی یا شیرینیِ ذائقہ۔ خشکیِ لب و دہن۔ غثیان وغیرہ وغیرہ علامات جو اس میں پائی جاتی ہیں وہ خاص خاص علامات سوءِ مزاج حار مادی کے ہیں۔

اور نیز آخر صیف میں اس مرض کا وقوع خاص طور پر اسبابات کو بتاتا ہے کہ مادۂ حار غیر طبیعی باعث مرض ہے۔

میں جہانتک خیال کرتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض حار ادویہ مثل مثرودیطوس تریاق اربعہ ہنگ فلفل سیاہ۔ صبر۔ جدوار۔ وغیرہ وغیرہ۔ ادویہ جو اس مرض حار میں دیے جاتے ہیں اور اُن کے استعمال کرانے سے نفع بھی ہوتا ہے تو عامی بعض گروہ اطبا نے یہ خیال کرلیا ہے کہ یہ مرض بالکل بارد ہے۔ اس لئے یہ ادویۂ حار مفید ثابت ہوئی ہیں۔ حالانکہ یہ خیال محض غلطی پر مبنی ہے ان ادویہ کا استعمال نہ صرف حار ہونے کے لحاظ سے کیا جاتا ہے۔ بلکہ ان ادویہ میں بالخاصہ تریاقیت کا اثر ہے اور یہ منعش حرارت غریزی بھی ہیں اور چونکہ اس مرض خاص میں زہریلے اثرات اور

انضغاط حرارت غریزی زیادہ ہوتا ہے اور تریاقیت اُن زہریلے اثرات کی مانع اور اُن ادویہ کی حرارت ذاتی انتعاش حرارت غریزی کا باعث ہے اس لئے ان ادویۂ حارہ کا استعمال زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔

قطع نظر ان تریاقی حار ادویہ کے متقدمین اور متاخرین نے مرض خاص میں جس قدر ادویہ باردہ مفرحہ اور مقویۂ اعضاے رئیسہ اور مسکن حرارت غیر طبعی جگر استعمال کیا ہے وہ اون کے متطاویہ کتب سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔

چنانچہ حکیم عابد اپنے استاد سے نقل کرتا ہے کہ یک تولہ کافور ریحانی کھلا کر مریض طاعونی کا علاج کیا اور بفضل ایزدی وہ اچھا ہو گیا۔ اسیطرح جن طاعونی مرکب نسخوں پر نظر ڈالوگے جزء اعظم ضرور کافور ریحانی کا پائینگے۔

الحاصل اس مرض کا بار دخیال کرنا اور نیز تیز قوی گرم ادویہ سے علاج کرنا اور گرم مقاموں میں رکھنا۔ اور پانی سے ترسانا۔ ٹھنڈی ہوا سے روکنا۔ پردوں میں رکھنا ضرور خلاف اصول ہے ما علینا الا البلاغ۔

سرخی (۱۶) مرض طاعون اور اسکے متشابہ امراض میں

اعراض مرض طاعون پر غائر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعراض دوسرے امراض میں بھی پائے جاتے ہیں یا دیگر امراض کے بعض اعراض مرض طاعون کے ساتھ متشابہ ہیں۔ اس لئے امتیاز باہمی بعضے اعراض امراض مشکل اور دشوار ہوجاتا ہے اور تشخیص کی غلطی ہلاکت مریض کا باعث ہوتی ہے اسلئے زیادہ مناسب ہوگا کہ ہم امراض متشابہ الاعراض کا ذکر صاف صاف اور وضاحت کے ساتھ کرکے مرض طاعون کے اعراض کو ممتاز کردیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) حماے محرقہ اور طاعونی بخار کے اعراض کا امتیاز۔

(۲) حماے وبائیہ اور طاعونی بخار کا امتیاز۔

(۳) خیارک اور کنجران کی طاعونی گلٹیوں کا امتیاز۔

(۴) خنازیر اور گردن کی طاعونی گلٹیوں کا امتیاز۔

(۵) اورام متشابہ اور طاعونی گلٹیوں کا امتیاز۔

قرشی نے اپنی شرح قانون[۱۰۴] میں یہ بتایا ہے کہ خلط صفراوی کی عفونت اگر خارج عروق میں واقع ہو تو اس کو غب دائرہ کہتے ہیں۔

اور اگر داخل عروق میں ہو اور قلب و اعضائے رئیسہ کے قرب و جوار میں مادہ صفراوی کی عفونت پائی جائے تو اس کا نام حمّٰی محرقہ رکھا جاتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو غب لازم کہتے ہیں۔

ف اگرچہ حمّٰی محرقہ لازمہ ہی ہے مگر چونکہ وہ خاص نام کے ساتھ مخصوص ہو گیا اسلئے یہ اسم عام کے ساتھ مخصوص ہے۔ پھر یہ تینوں قسمیں جو بمادۂ صفراویہ سے ہوتے ہیں تو ان کو غب خالصہ کہتے ہیں اور اگر اس صفراوی مادے میں کسی دوسری خلط کی آمیزش ہو تو اسکو غیر خالصہ کہتے ہیں۔

اس لحاظ سے حمّٰی صفراوی کی سب چھ[۱] قسمیں ہونگی۔ مگر چونکہ ہمیں یہاں صرف حمّٰی محرقہ پر بحث کرنی ہے اسلئے دوسرے اقسام کو بیان کرنا مناسب نہیں خیال کرتے۔

حمّٰی محرقہ جس کا نام یونانی زبان میں قاوسوس اور قوسوس اور قاریقوس اور قاریقیوس اور قاربطوس رکھا جاتا ہے۔

یہ بخار لازم بہت ہی تیز ایک ہی طرز پر اور نہایت قوی الاعراض ہوتا ہے۔

شیخ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حمّٰی محرقہ غب لازمہ کی جنس سے ہے وجہ یہ کہ غب لازمہ جس طرح چوبیس گھنٹے برابر جسم سے کم ہوتا ہی نہیں ہے۔ اسیطرح حمّٰی محرقہ جسم سے علیحدہ نہیں ہوتا مگر حمّٰی محرقہ کا تفاوت اشتداد و کمی غیر محسوس ہوتی ہے اور بوجہ حدت و کثرت مادہ یا اعضائے رئیسہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اشتداد بے انتہا اور اعراض شدید ہوتے ہیں بخلاف غب لازم کے۔

شیخ کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حمّٰی محرقہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) محرقۂ صفراوی۔

(۲) محرقۂ بلغمی۔

محرقۂ صفراوی کا سبب کثرتِ عفونتِ صفرا خیال کی جاتی ہے اور وہ متعفن مادۂ صفراوی جمیع بدن کے داخلِ عروق ہوتا ہے یا قلب کے قرب وجوار کی رگوں میں یا فمِ معدے کے قرب وجوار کی رگوں میں یا جگر کے قرب وجوار کی رگوں میں۔ محرقۂ بلغمی بلغم شور سے واقع ہوتا ہے جو نواحیِ قلب کے متصل عروق میں متعفن ہوتا ہے۔

بقراط نے ابیذیمیا میں بتایا ہے کہ بلغم مالح ۔ مائیتِ بلغم ، صفراء حاد کے ساتھ ملنے سے پیدا ہوتا ہے۔

ملّا سدید کا بیان ہے کہ بلغم شور حکم صفرا میں شمار کیا جاتا ہے۔[۲۲۲]

ابو منصور اور حاوی کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حمّے محرقہ جوان اور بچوں کو عارض ہوتا ہے مگر بچوں میں بوجہ رطوبتِ مزاجی کم زور وجوانوں میں بوجہ ناریتِ مزاج وکثرتِ اَبخرہ نہایت شدت وبڑے زور سے واقع ہوتا ہے اور بوڑھوں کو بہت کم مگر جب اُن کو عارض ہو جاتا ہے تو فوراً ہلاک کر دیتا ہے۔

بقراط کا بیان ہے کہ جس کسی کو حمّے محرقہ عارض ہوتا ہے تو آخر میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے اور بخار جاتا رہتا ہے۔ اگر جاتا نہ رہے اور قوتِ مریض کی قوی ہو تو خطرناک خیال کیا جاتا ہے اور اگر مریض ناتوان ہو تو ہلاک ہو جاتا ہے۔

ابو منصور[۲۲۳] جالینوس کا بیان ہے کہ حمّے محرقہ عورتوں میں زیادہ خطرناک نہیں ہے بخلاف مردوں کے۔

علامات محرقہ

محمود ابن الیاس شیرازی۔ کی حاوی دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حمّے محرقہ میں حسبِ ذیل علامات[۱] پائے جاتے ہیں۔

[۱] یہ کل علامات ایک ہی مریض میں ہونا کوئی ضروری امر نہیں بلکہ بعض علامات۔ بعضوں میں پائے جاتے ہیں اور بعض میں نہیں اور کبھی ایک ہی میں کل علامات مذکورۂ بالا پائے جاتے ہیں۔

(۱) لزوم بخار۔ (۲) ناریت و زردی قارورہ۔
(۳) سرعت و تواتر نبض و صغر۔ (۴) کثرت و شدت عطش۔
(۵) کرب و قلق و اضطراب۔ (۶) سہر یعنی بیداری۔
(۷) خشونت و زردی یا سیاہی زبان۔ (۸) احتباس عروق بیوم بحران۔
(۹) دردِ سر۔ (۱۰) ہذیان۔
(۱۱) اختلاط عقل۔ (۱۲) غور عینین یعنی آنکھیں اندر گھس جانا۔
(۱۳) ضربان الصدغین یعنی کنپٹیوں کا پھڑکنا (۱۴) اسہال صفراء کراثیہ۔
(۱۵) غثیان۔ (۱۶) قے صفراوی۔
(۱۷) رعشہ۔ (۱۸) غشی۔
(۱۹) تواتر وضیق وعظم و تنفس۔ (۲۰) نتنِ تنفس یعنی سانس میں بدبو آنا۔
(۲۱) کبھی عظم طحال کی طرف بھی موری ہو جاتا ہے۔

بقراط کا بیان ہے کہ جب کسی کو رعشہ اور تھرتھری واقع ہو بعد ازاں اختلاط ذہن عارض ہو جاوے تو رعشہ اور تھرتھری زائل ہو جاتی ہے اور جب کبھی اختلاط عقل کے بعد رعشہ واقع ہوتا ہے تو اختلاط عقل زائل ہو جاتا ہے۔

اور اکثر حمائے محرقہ قے یا اسہال بار عاف سے جاتا رہتا ہے۔

کبھی تھوڑی کھانسی عارض ہوتی ہے تو پیاس جاتی رہتی ہے۔

حمائے محرقہ میں حرارت اندرونی حصے میں بہ نسبت بیرونی حصے کے بے انتہا ہوتی ہے۔

حمائے محرقہ میں نکس (مرض کا لوٹ آنا) بہت کم ہوتا ہے اور ہوا بھی تو بہت کم بشرطیکہ سوءِ تدبیر نہ ہو ورنہ تیسرے روز ہلاک ہو جاوے گا۔

رازی کا بیان ہے کہ حمائے محرقہ میں اگر کسی مریض کے خاص عضو میں خفقان کے ساتھ سندھاگی پیدا ہو جاوے تو سمجھ لو کہ وہ اُس ہی روز مر جاوے گا۔

سرخی (۱۲) حمّاے طاعونی اور محرقہ کا مابہ الامتیاز:

اور طاعونی بخار میں بھی یہی اعراض ہوتے ہیں۔ مگر ایک یا زائد گلٹیوں کا وجود بخار میں پایا جاتا ہے اور حمّاے محرقہ میں ان کا وجود متحقق نہیں ہوتا۔

پھر بلحاظ عدم وجود گلٹی۔ حمّاے محرقہ اور وبائیہ میں التباس ہو جاتا ہے جس کی شناخت اور مابہ الامتیاز یہ ہے۔

(۱) حمّاے وبائیہ عالم گیر ہوتا ہے بخلاف حمّاے محرقہ کے جو مخصوص مزاجوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

(۲) حمّاے وبائیہ میں بظاہر بخار نرم اور اندرونی طور پر نہایت کرب ہوتا ہے۔ بخلاف حمّاے محرقہ کے۔

(۳) حمی وبائیہ میں استرخاے بدن ہوتا ہے بخلاف حمی محرقہ کے۔

(۴) اکثر حمّاے وبائیہ کے ساتھ اشقر اور سرخ رنگ کے بثور سریع الظہور و سریع البطون ہوتے ہیں بخلاف حمّاے جدری وحصبہ کے کہ وہ بطی الظہور اور بطی البطون ہوتے ہیں بخلاف حمّاے محرقہ کے۔

(۵) حمّاے وبائیہ کی شدت رات میں بکثرت ہوتی ہے بخلاف محرقہ کے۔

(۶) حمّاے وبائیہ میں براز غیر طبعی اور کبھی سیاہی مائل اور اکثر کف دار اور بدبو والا ہوتا ہے۔ بخلاف محرقہ کے۔

(۷) حمّاے وبائیہ میں پسینہ نہایت بدبودار ہوتا ہے۔ بخلاف محرقہ کے۔

(۸) حمّاے وبائیہ میں بعض ایسے امور لاحق ہو جاتے ہیں جس کو علیل اور حاذق طبیب قرار معلوم نہیں کر سکتے اور حرارت بڑھ جاتی ہے اور نبض و قارورے میں تغیر نہیں ہوتا با وجود اسکے مریض بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے بخلاف محرقہ کے۔

(۹) اور کبھی وبا میں بلا تقدم مرض نبض ساقط ہو جاتی ہے اور اُس شخص کو اپنے نبض ساقط ہونے کا علم نہیں ہوتا بلکہ من کل الوجوہ اُس کے احوال نہایت تندرست اور صحت والوں کی

طرح ہوتے ہیں۔ مگر وہ بوجہ شدت سمیّت قلب متاثر ہوکر دفعتہً مرجاتا ہے بخلاف حمّاے محرقہ کے۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ حمّاے وبائیہ اور طاعونیہ میں یہ جملہ اعراض پائے جاتے ہیں پھر ان کا باہمی امتیاز کیسا کیا جاسکتا ہے۔

ان کا باہمی امتیاز نہیں کیا جاسکتا وجہ یہ کہ ہم نے اس کے قبل وبا اور طاعون میں عام خاص مطلق کی نسبت بتائی ہے۔ اس لئے جہاں کہیں طاعون ہوگا وہاں وبا کا ہونا ضروری سمجھا جائے گا اور جہاں وبا ہوگی وہاں طاعون کا ہونا ضروری نہیں اس لئے ان دونوں میں امتیاز کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

سرخی (۱۹) خیارک اور کنجران کی طاعونی گلٹیوں کا امتیاز

خیارک جس کا نام یہاں عوام الناس میں (ذبہ) کے ساتھ مشہور ہے اس مرض کا وقوع مرض سوزاک اور قرحہ احلیل سے ہوتا ہے۔ وجہ یہ کہ جب کسی عضو میں سوزش یا زخم ہوتا ہے تو فطرۃً اس کی طرف مواد منجذب ہوتا ہے۔ اور جو جو غدود جذاب اس رہگذر میں ہوتے ہیں وہ ضرورت سے زیادہ مادّے کو جذب کرلیتے ہیں جس سے مرکی گلٹیاں متورم ہو جاتی ہیں۔

چنانچہ عام مشاہدہ ہے کہ جب کسی کے ہاتھ پیر میں کوئی زخم یا سوزش پیدا ہوتی ہے تو بغل یا کنجران کے غدود جذب مادّہ کرکے پھول جاتے ہیں جس کو عام طور پر بالگرے کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔

اور چونکہ کنجران کے غدود مثانہ اور احلیل سے بہت ہی قریب واقع ہوئے ہیں وہ بھی بدستور مذکورۂ بالا مواد منجذب الیہا کو جذب کرلیتے ہیں اور پھول جاتے ہیں اور چونکہ یہ مادّہ خبیث ہوتا ہے اور خون صالح بھی اس خبیث مادے کی وجہ سے خراب ہو جاتا ہے اس لئے مرض خیارک بھی پیچیدہ ہو جاتی اور خبیث بن جاتا ہے۔ اس میں بھی بخار اور دوسری ہلکی ہلکی تکلیفیں اور اعراض پیدا ہوتے ہیں مگر جتنی سوزش اور ناقابل برداشت تکلیف طاعونی گلٹی میں ہوتی ہے اس میں نہیں ہوتی۔

(۲) اور نیز خیارک ہر کس و ناکس کو نہیں ہوتا بخلاف طاعونی گلٹی کے کہ وہ ہر فاسق و فاجر محتاط۔ زاہد۔ عابد۔ متقی۔ صلحا۔ علما۔ فضلا۔ اور مشائخین کبار وغیرہ وغیرہ کو ہوتی ہے۔

(۳) خیارک کے لئے قبلِ وقوعِ مرضِ خیارک امراضِ خبیثہ (سوزاک) میں مبتلا ہونا یا ورثۃً پہنچنا ضرور خیال کیا جاتا ہے بخلاف طاعونی کنجران کے گلٹی کے۔

(۴) خیارک مہینوں گلتا نہ پھوٹتا بلکہ علی حالہ رہتا ہے۔ بخلاف طاعونی کنجران کی گلٹی کے کہ وہ بخار کی کمی کے ساتھ ہی اُس کی بھی کمی ہوتی جاتی ہے اور جب بالکل بخار زائل ہو جاتا ہے اور صحت ہو جاتی ہے تو گلٹی بھی ناپید ہو جاتی ہے۔ یا پھوٹ کر بہنے لگتی ہے۔

(۵) خیارک خاص کنجران کے غدود میں ہوتا ہے بخلاف طاعونی گلٹی کے کہ وہ کبھی کنجران کے غدود میں ہوتی ہے اور کبھی ران میں اور کبھی زیر ناف پر کبھی نہایت چھوٹی سی چھوٹی گلٹی ہوتی ہے اور کبھی کریلے کے برابر اور کبھی اُس سے بڑی اور پھر کبھی وہ ایک ایک ہوتی ہے اور کبھی متعدد بخلاف خیارک کے۔

(۶) خیارک کا رنگ اوائل میں رنگ بدن سے دور نہیں خیال کیا جاتا بخلاف طاعونی گلٹی کے کہ وہ جس مادے سے پیدا ہوئی ہے اس کا رنگ اُس گلٹی میں ضرور نمایاں ہوتا ہے

غرض من کل الوجوہ بلحاظ اعراض و شکل و صورت و عدد و تکلیف خیارک طاعونی گلٹی سے ممتاز ہے۔

اسیطرح جب سر میں گنج ہوتا ہے یا کوئی زخم یا سوزش قوی ہوتی ہے تو کچھ ہرج بخار آجاتا ہے اور کان کے پیچھے کے غدود پھول جاتے ہیں۔

اسیطرح جب ہاتھوں میں اُنگل بیڑہ (داخس) یا زخم یا اور کوئی سوزش قوی پیدا ہوتی ہے تو بغل میں باگرہ آجاتا ہے اور وہ طاعونی گلٹیوں سے بہ لحاظ اعراض و تکالیف وغیرہ وغیرہ ضرور ممتاز ہوتا ہے۔

اگر محض خلقت اذن یا کنجران یا بغل میں کوئی غدود بلا وجہ موسم سمی با عراض مخصوصہ

پیدا ہو جاوے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ گلٹی طاعونی ہی ہے

سرخی نمبر (۲۰) اورام مغابن اور طاعونی گلٹیوں میں امتیاز

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اعضائے رئیسہ اپنی طرف سے رزیل اعضا (غدود مغابن) کی طرف مادّے کو دفع کر دیتے ہیں۔ جس سے کان۔ یا بغل۔ یا کنجران کے غدود پھول جاتے ہیں۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نفسِ طبیعتِ انسانی مادّے کو اعضائے رئیسہ کی طرف پہنچنے سے پہلے بطریقِ بحرانِ انتقالی ان غدود کی طرف دفع کر دیتی ہے جس سے یہ غدود پھول جاتے ہیں۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مواد کے رہ گذر میں یہ غدود جب واقع ہو جاتے ہیں جیسا کہ تقریرِ بالا سے واضح ہوا ہے تو پھول کر ورم کر جاتے جس کو فارسی میں باغرہ کہتے ہیں اور اردو میں بُاگرہ۔

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خون یا کسی دوسرے اخلاط سے بدن ممتلی ہو کر ان غدود میں ورم آجاتا ہے

چنانچہ انطاکی۔ کا بیان ہے کہ کبھی موسمِ ربیع اور بلادِ مرطوب میں مادے کا اندفاع ان غدودوں کے طرف ہو کر طاعون کا شبہ پیدا کر دیتا ہے۔ مگر در اصل طاعون نہیں ہوتا وجہ یہ کہ طاعونی گلٹیوں کا اشتدادِ مرض و تکلیف وضعف و انحطاطِ قوت ایک ایسی ناقابل برداشت ہوتی ہے کہ مریض بمقابلہ ان امور کے مرجانے کو زیادہ تر مناسب خیال کرتا ہے بخلاف اورامِ مغابن کے کہ اس میں مریض کو کچھ بھی زیادہ تکلیف نہیں ہوتی اور ہر طرح چاق و توانا رہتا ہے۔

سرخی (۲۱) خنازیر اور گردن کی طاعونی گلٹیوں کا امتیاز

خنازیر جسکو اردو زبان میں کنٹھ۔ گنڈمال بھی کہتے ہیں اور حیدرآبادی مستورات تھونکاروں کے ساتھ تعبیر کرتی ہیں۔

یہ مرض ایک ورم صلب جو غدود کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہے

نرم گوشت گردن کنجران یا زیر بغل پیدا ہوتا ہے۔ اور اکثر یہ مرض بغل اور مقدم گردن میں بہنا ہے یا گردن کی بھی یا بائیں جانب میں پایا جاتا ہے۔ اور یہ کبھی تعداد میں ایک ہی ہوتا ہے اور کبھی دو تین اور کبھی اس سے زیادہ بھی پائے جاتے ہیں اور کبھی پھوٹ کر ریزش بہتی رہتی ہے اور کبھی ایک طرف کا حصہ مجروح ہوتا ہے اور کبھی دونوں طرف کا اور کبھی سینے تک حرارت پیدا ہوتی ہے مگر لطف خاص یہ ہے کہ ہر ایک غدہ کی جدا جدا تھیلی ہوتی ہے مگر گوشت میں چسپیدہ اور ملصق ہوتی ہے اس کی زیادہ کلانیت بہت ہی کم شاذونادر طور پر ہوتی ہے اور اس کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔ بعض خوشۂ انگور کی طرح ہوتی ہیں اور بعض شوں کی طرح پائی جاتی ہیں پھر بعض میں درد ہوتا ہے اور بعض میں درد نہیں ہوتا اور بعض تا دم زیست بحال خود رہتے ہیں۔ اور منفجر۔ اور متقرح ہو جاتے ہیں۔ ان کی وجہ سے بخار درد سر وغیرہ وغیرہ جو اعراض طاعونی گردن یا بغل یا کنجران کی گلٹیوں میں پیدا ہوتے ہیں وہ بالکل اس مرض کے گلٹیوں میں نہیں ہوتے اور ان کی تولید تدریجی ہوتی ہے اور طاعونی گلٹیوں کا وجود آناً فاناً ہوتا ہے وہ بعد ازالۂ مرض مفقود ہو جاتی ہیں اور تا دم زیست یہ بحال خود رہتے ہیں ان کی وجہ سے مریض عاجز و ناتوان نہیں ہوتا اور طاعونی گلٹیوں سے سخت ناتواں اور عاجز ہو جاتا ہے۔

غرض ان مقامات کے غدود (خلف اذن) (بغل۔ کنجران) میں ورم محسوس ہوتے ہی یہ خیال نہ کیا جاوے کہ یہ مرض طاعون ہی ہے۔ ذرا سوچ سمجھکر مرض طاعون کی گلٹیوں کو دوسرے امراض متشابۃ الاعراض والصورت سے ممتاز کر لیا کرنا خاص طبیبوں کا کام ہے۔

بعض طبیبوں کی تشخیص۔ مریضوں کے زبانی معلوم ہوئی ہے کہ ایک گلٹی ان مقاموں سے کسی ایک مقام میں نکل آئی یا نمودار ہوئی اور اس کے ساتھ خفیف سا بخار بھی ہوا تو فوراً حکم لگا دیا کہ یہ مرض طاعون میں مبتلا ہو گیا اور تمام گھر اور کنبے کے

لوگوں کو پریشان کر دیا۔

اس لئے میری گذارش تھی ہے کہ ذرا سوچ سمجھکر اگر حکم لگا دیا کریں تو زیادہ نامناسب نہیں ہے اور نہ دوسروں کے پاس سخت بدنامی کی بات ہے۔

ف حماے طاعون کے ساتھ چیچک کا بخار بھی زیادہ متشابہ الاعراض ہے مگر چیچک نکل آتی ہے تو اس کا شبہ بالکل زائل ہو جاتا ہے اور ایک خاص مرض متشخص ہو جاتا ہے اس لئے اُس کے صراحت میں زیادہ توضیح کی ضرورت نامناسب خیال کی گئی۔

سرخی (۳۲) علامات ظہور وقوع طاعون

یوں تو ہم جس بحث کو بیان کرنا چاہتے ہیں وہ دراصل اسباب سابقہ کے قائم مقام خیال کرنا نامناسب نہو گا مگر چونکہ عوام الناس کے سمجھانے کی آسانی خیال کی گئی ہے اس لئے اس عنوان سے معنون کیا گیا۔ مرض وبائی۔ طاعونی پیدا ہونے کے قبل حسب ذیل آثار نمایاں ہونگے جس سے خاص خاص لوگ اور اہل فن اُن آثار کو دیکھکر یہ حکم یقینی طور پر لگا دیتے ہیں کہ مرضِ وبا و طاعون شائع ہونے والا ہے اور وہ آثار یہ ہیں۔

(۱) ابتداے خریف میں تاروں کا زیادہ ٹوٹنا۔

(۲) زمستان میں شرقی اور جنوبی ہوا کا بہت دن تک بہنا۔

(۳) ہوا میں غلظ محسوس ہونا۔

(۴) ہر وقت ابر کی سی حالت پائی جانی۔

(۵) ہوا کو غبار آلود حس کرنا۔

(۶) دھوپ کالا۔ موسم گرما شدت کے ساتھ نہونا۔

(۷) ہوا نہایت تیرہ ہو کہ درختوں کو غبار آلود محسوس کریں۔

(۸) جس کسی فصل میں ہوا چند روز متغیر ہو جاے اور چند روز صاف چلے۔

(۹) آفتاب کسی دن صاف نظر آئے اور کسی دن مکدر ہو اور کبھی آفتاب پردۂ غبار میں نظر آئے

(۱۰) قلت بارش۔

(۱۱) شروق کواکب ذی شعاع[ف۱] مثل مریخ۔

(۱۲) کثرتِ کشت وخون۔

(۱۳) کثرتِ زلازل۔

(۱۴) فصول اور موسم کا اپنے طبیعی اصول پر نہ ہونا۔

(۱۵) جھاڑو تاروں کا ظہور۔

(۱۶) ہوا میں ایک خاص قسم کی نمناکی۔

(۱۷) روزِ روشن کا غبار آلود محسوس ہونا۔

(۱۸) روزِ روشن میں بلاغبار۔ حشرات الارض کا بکثرت دکھائی دینا۔

(۱۹) دن میں گرمی اور راتوں کو سردی سی حالت محسوس ہونی۔

(۲۰) اوائل خریف میں کثرت سے چیچک کا نکلنا۔

(۲۱) موسمی مردوں کے بدن پر مختلف الوان کے داغ نمایاں ہونا۔

(۲۲) ٹڈیوں کا بکثرت پیدا ہونا۔

(۲۳) زہریلے اور خراب نباتات کی کثرتِ تولید۔

(۲۴) گرمی کے موسم میں جب ہوا خراب ہوتی ہے تو شفق غیر معمولی طور پر زیادہ دیر تک قائم رہتی ہے۔

(۲۵) قلتِ زراعتِ ماکولات ومشروبات۔

ف ابن سیر اشیموں[226] کا بیان ہے کہ جس سال ضفادع (مینڈکیاں) کی کثرت

ف۱ کواکب ذی شعاع کے شروق کے زمانے میں مثلاً مریخ اس کے شعاعوں کا شروق جب وقت ہونے لگیگا تو اجزاء سمیہ آب وہوا میں منفصل ہوکر تعفن پیدا کریگی اور یہ عفونت باعث فسادابدان ہوگی الفاکی ۱۲

ہو گی تو سمجھ لو کہ اس سال امراض بے انتہا پیدا ہوں گے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ وہ سال ارطب خیال کیا جاتا ہے۔

سرخی (۲۶) علاماتِ حدوثِ وقوعِ طاعون

جب آب وہوا اسباب سماویہ یا ارضیہ کی وجہ سے متغیر ہو جاتے ہیں تو اُن سے مختلف قسم کے آثار نمایاں ہوتے ہیں جس سے وقوعِ مرضِ وبا و طاعون پر استدلال کیا جاتا ہے اور یہ یقینی طور پر باور کیا جاتا ہے کہ مرض طاعون یا وبا شہر میں یا خاص محلے میں واقع ہوئی ہے اور وہ آثار یہ ہیں۔

(۱) مینڈکیوں اور حشرات الارض کا بکثرت پیدا ہونا۔

(۲) چوہے اور وہ جانور جو بلوں اور زمین میں رہتے ہیں اپنی بلوں سے باہر نکل آنا۔

(۳) جو پرند ذکی الحس ہوتے ہیں وہ اپنی آشیانوں سے نکل جاتے ہیں بلکہ بسا اوقات بچے انڈے چھوڑ کر کسی صاف ہوادار مقام میں جا بستے ہیں۔ مثلاً- ہدہد- لقلق- پرستوک- کبک- چمگادڑ وغیرہ

(۴) ابر وگھٹا بلا بارش کے بکثرت واقع ہو۔

(۵) لسدار رطوبات کا نباتات پر نمایاں ہونا۔

(۶) چوہے اور وہ جانور جو بلوں اور زمین میں رہتے ہیں۔ مدہوش- متحیر- سراسیما اور پریشان ہو کر میدان میں نکل آنا۔

چنانچہ اقبال نامہ جہانگیری میں لکھا ہے کہ طاعون شایع ہونے کے پہلے جس کسی مکان میں ایک چوہا اپنی سوراخ سے نکل کر دیوانے کی طرح- پریشان وار دوڑتا پھرتا دیواروں اور دروازوں سے ٹکرا کر مر جاتا۔ ساکنین مکان نے اگر فوراً اپنا مکان خالی نہ کر دیا تو خود بھی مبتلائے طاعون ہوتے اور دوسروں پر بھی وہی بلا ٹوٹ پڑتی۔

مصنف کا یہ بھی بیان ہے کہ اگر کوئی شخص طاعون زدہ مردے کو ہاتھ لگاتا یا اس کے کپڑوں کو چھوتا تو اس کے اثرِ فاسد سے بچ نہیں سکتا۔

اور یہ بھی بتایا ہے کہ اس مرض کا زہریلا اثر اکثر ہندوؤں پر ہوا کرتا ہے چنانچہ ۱۸۹۶ء کے واقعات بمبئی پر نظر کرنے سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

چنانچہ ٹیمس آف انڈیا نے لکھا تھا کہ ۱۸۹۶ء میں بمقام بمبئی مسلمانوں میں طاعون اس قدر کم ہوا کہ وہ دیگر اقوام بنظر حیرت دیکھتے تھے۔ اس تحریر سے یہ بات صاف اور صریح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ سنینِ ماضیہ میں چوہوں کا گرنا اور اُن سے مرض طاعون کا شایع ہونا واقع ہو چکا ہے۔ جدید تحقیقات نے اسی قدیم تحقیقات کی تقلید کی ہے کوئی نئی بات نہیں پیدا کی۔

نمبر (۲۲) علامات مریضانِ مرض طاعون

جب ہوائے سمی اسباب سماویہ یا ارضیہ کی وجہ سے عام شایع ہو جاوے اور جن جن میں استعداد اور قابلیت اُس سمی ہوا سے متاثر ہونے کی پائی جاوے تو وہی لوگ مبتلا ہوتے ہیں اور جن میں کسی قسم کی ہوائے سمی سے متاثر ہونے کی قابلیت اور استعداد نہیں ہوتی ہے تو وہ کبھی مبتلائے مرض نہیں ہوتے۔

چنانچہ بارہا اس قسم کا تجربہ ہوا ہے کہ اس قسم کے حضرات جن میں سمی ہوا سے متاثر ہونے کی قابلیت نہیں تھی وہ مریضانِ طاعون کو نہلاتے اور دھلاتے اور دفناتے بھی رہے مگر کچھ بھی اُن پر اثر نہ ہوا اور بعض سمی ہوا سے متاثر ہونے کی قابلیت والے ذراسی تحریک میں مبتلا ہوئے اور مرے۔

غرض علی حسبِ مراتبِ استعداد و قابلیت جو اس سمی ہوا سے متاثر ہوتے ہیں اور مرض طاعون میں مبتلا ہو کر بیمار ہو جاتے ہیں اُن کے علامات حسب ذیل ہیں۔

(۱) پہلے مریض کے بدن میں کسل اور سستی پیدا ہو گی۔ سر اور اعضا میں درد اور بیخوابی ہو گی۔ کرب اور بے چینی اور کمزوری وقتاً فوقتاً بڑھتی جاوے گی۔ اور دن میں کئی بار انگڑائیں اور جمائیں آئینگی اور بدن کوفتہ ہو گا اور زبان و کلام میں لغزش سی ہو گی اور تمام بدن لرزہ کی طرح کانپتا رہے گا۔

(۲) بخار ظاہری حالت میں کمزور اور اندرونی حصے میں شدت حرارت کے آثار۔ کرب اضطراب اور کمزوری ہوتی ہے۔ بعض مریضوں کو دیکھا گیا ہے کہ پہلے ہی دن کے بخار میں وہ فریش ہو گئے۔

(۳) تنفس کی حالت بگڑ جاتی ہے کسی میں ضیق النفس اور کسی میں تواتر النفس اور کسی میں بدبودار سانس ہوتی ہے۔ اور کسی میں سانس پھولی ہوئی دیکھی گئی۔

(۴) نبض صغیر۔ متواتر۔ مختلف۔ غیر منتظم ہوتی ہے۔

(۵) پیشاب اوائل میں اپنی حالت پر ہوتا ہے پھر کبھی زیادہ رنگین ہوتا ہے اور کبھی مائل بسیاہی دیکھا جاتا ہے اور کبھی رک رک کے آتا ہے اور کبھی بالکل بند ہو جاتا ہے اور کبھی پتلا پانی کی طرح دیکھا جاتا ہے۔ اور کبھی غلیظ۔

(۶) براز نرم اور کف آلود گندہ۔ بدرنگ آتا ہے اور اکثر قبض ہو جاتا ہے۔

(۷) متلی۔ قے صفراوی اور کبھی سوداوی واقع ہوتی ہے۔

(۸) اشتہائے طعام بالکل زائل اور رغبت باطل ہو جاتی ہے۔

(۹) پیاس شدت سے ہوتی ہے زبان اور منہ سوکھ جاتا ہے بلکہ بعضوں میں پپڑی کی طرح ہونٹوں کی کھال اکھڑ آتی ہے اور کبھی ہچکی بھی لگ جاتی ہے۔

(۱۰) مریض اکثر غشی کی حالت یا خاص غشی میں پڑا رہتا ہے۔

(۱۱) یہ بخار راتوں میں بے انتہا استنداد پر ہو جاتا ہے۔

(۱۲) کبھی اس بخار میں برد اطراف ہو جاتا ہے اور کبھی ہذیان سرسام۔ اور کبھی کزاز و تشنج۔ رعشہ اور نفخ بھی پایا جاتا ہے۔

(۱۳) اس قسم کے مریض کے چہرے پر خاص قسم کا اوداسا پن ہوتا ہے اور آنکھیں گڑھے میں جا لگتی ہیں اور چہرے کی رنگت اکثر رصاصی ہو جاتی ہے۔

معلم لاکون کا بیان ہے کہ عرق ہیراکسس اور عرق گندک کے سوا ممکن نہیں کہ

تپ سمیّہ وبائیہ جاتی رہے۔

مرض طاعون کے اعراض و آثار ردیہ (۲۵) علامات

ہر کس وناکس اور خصوص طبیب کے روزانہ تجربیات کی امتیازی قوت مریض کی اچھی حالت کو اُس کے آثار حسنہ اور علامات جیدہ سے جس طرح معلوم کر لیتی ہے اسیطرح اُس کے اعراض ردیہ اور لوازم فاسدہ کو اُس کے غیر طبعی حرکات وسکنات اور کرب واضطراب وغیرہ سے معلوم کر لیتی ہے اور چونکہ عام لوگوں کو اُن اعراض و آثار کی احساسی قوت نہیں ہوتی ہے۔ اور نیز یہ مرضِ طاعونی وبخار وبائی اس طرح نمایاں کبھی کسی اہلیانِ بلدۂ حیدرآباد نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اس لئے مناسب ہوگا کہ اُس کے اعراضِ ردیہ اور آثارِ فاسدہ کو میں حسب ذیل قید تحریر میں لاؤں وہ یہ ہیں۔

(۱) اگر کسی مریضِ تپِ وبائی وطاعونی کی نبض ضعیف۔ قصیر۔ ناہموار۔ متفاوت ہو تو سمجھ لو کہ حالت بُری ہوگی۔ وَاِلّا فَلَا۔

(۲) اگر کسی مریض مذکور کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں میں رعشہ (تھرتھری) واقع ہوجائے تو سمجھ لو کہ یہ اعراض سخت ردیہ ہیں۔

(۳) اگر کسی مریض مذکور کے دونوں کان ابتدائے مرض میں بھرے ہوجائیں تو سمجھ لو کہ یہ ردی حالت بتانے والا ہے۔

(۴) اگر کسی مریض مذکور کے دونوں ہاتھ سرد ہوجائیں تو سمجھ لو کہ اس کا بُرا اثر فرط حرارت قلب کی وجہ سے پڑنے والا ہے۔

(۵) اگر مریض مذکور اپنے پہنے ہوئے کپڑے پھاڑ دے یا بچھونے پر اُچھلا کرے اور وقتاً فوقتاً ہچکیاں لے اور دانتوں کو باہمی پیسا کرے تو سمجھ لو کہ یہ سب علامات ردیہ ہیں اور بُرا نتیجہ دکھانے والی ہیں۔

(۶) اگر مریض مذکور کی دونوں آنکھیں اندر کو چلی جائیں اور آنکھوں سے دھندسا نظر آنے لگے تو یہ سمجھ لو کہ انجام کار کچھ ٹھیک نہیں۔

(۷) اگر مریضِ مذکور دائمی طور پر یاوہ گوئی اور ہذیان میں مبتلا ہو تو سمجھ لو کہ دماغی آفتِ جان کاہ ضرور آنے والی ہے۔

(۸) اگر مریض مذکور کا خونِ فصد منجمد نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس مریض کے خون میں بے حد جوش یا عفونتِ سمی سرایت کر گئی ہے کہ وہ مانع انجماد ہو رہی ہے۔

(۹) اگر مریض مذکور کا پیشاب سیاہ یا مثل سرب پایا جائے تو سمجھ لو کہ یہ مریض اس مرض سے جانبر نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) اگر مریضِ مذکور کو بے حد پیشاب آنے لگے اور بعد فراغ مرض میں خفت نہ ہو تو سمجھ لو کہ طبیعت اپنے فرائضِ منصبی سے سبکدوش ہونا چاہتی ہے۔

(۱۱) اگر مریضِ مذکور کو ابتدائے تپِ وبائی میں اسہال ہونے لگیں تو کبھی صحت پا لیتا ہے اور کبھی ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۱۲) اگر مریض مذکور کو ابتدائے مرض میں دست آنے لگیں تو سخت برا سمجھو مگر جب کہ مادہ بہت برا اور سمّی اور متعفن اور بعد ازاں خفت مرض بھی خیال کی جائے تو کچھ اچھا سمجھا جاتا ہے۔

(۱۳) اگر مریضِ مذکور کو سیاہ رنگ کے دست نرم اور رباری باری سے آنے لگیں تو مہلک خیال کرو۔

(۱۴) اگر مریض مذکور کے کسی حصّۂ جسم پر سیاہ یا گھانس کے رنگ کے داغ اور آبلے نظر آئیں تو مہلک سمجھو۔

(۱۵) **دیسکوردیو** کا بیان ہے کہ اگر داغ وغیرہ مع عوارض بروز کریں تو بہتر ہے اور اگر بعد بروز عوارض واقع ہو جائیں تو خطرناک ہے۔

(۱۶) اگر داغ اور آبلے چھوٹے چھوٹے اور تھوڑے سے نکل آئیں اور مریض بے حد مضطر ہو تو سمجھ لو کہ جب طبیعت اتنے مادے کے دفع کرنے پر قادر نہیں ہے تو آئندہ مرض کا

مقابلہ کیا کر سکتی ہے اور یہ نہایت برا اثر دکھائینگے۔

(۱۷) تنفس منتن اور بودار ہلاکت مریض کی دلیل ہے۔

(۱۸) اگر مریض کو شعور نہو اور قوت ساقط ہو گئی ہو اور کھاتا پیتا نہو اور بیہوشی پر بیہوشی طاری ہوتی جاوے تو سمجھ لو کہ قریب میں ہلاک ہونے والا ہے۔

(۱۹) اگر مریض مذکور کی سانس غیر طبعی ہو جاوے اور قارورہ سیاہ اور براز زرد اور سرد پسینہ جسم سے نکلے اور بے انتہا قلق و اضطراب۔ اور کبھی تشنج واقع ہو جاوے تو ممکن نہیں کہ وہ جانبر ہو سکے۔

ف مریض طاعونی کے بچھونے کے گرد و اطراف چند مرغی کے انڈے رکھے جائیں اور چوبیس ۲۴ گھنٹوں کے فاصلے سے بدل دے جائیں اور وہ فاسد اور ہوائے سمی سے متاثر شدہ انڈے زمین میں گہرا گڑھا کر کے دفنا دے جائیں تو اس طرز عمل سے ہوائے سمی ان انڈوں کی طرف منتقل ہو گی اور تیمارداروں کو اس سے یہ امن ملیگا کہ وہ اس سمی ہوا سے متاثر نہونگے۔ ملاحظہ ہو غایۃ الاتقان قلمی مولفہ ابوالاسعاد افندی صفحہ (۲۲۴)

ف مینڈک کی تازہ کھال نکال کر گلٹی طاعون پر باندھنا نہایت مفید بتایا ہے۔

ف مرغی کا تازہ خون طاعونی گلٹیوں پر لگانے سے کل سمیت جذب ہو جاتی ہے مگر تکرار عمل ضرور ہے۔ اور تجربہ یہ ہے کہ گلٹیوں کو ہوائے سرد سے بے انتہا بچائیں اور اس پر گرم روئی رکھ دیں۔

گلٹی کیا ہے

[illegible]

ہم یہاں مختصر سی اصولی بحث اس مسئلے پر کرنا چاہتے ہیں کہ گلٹی کیا چیز ہے اور وہ کیوں پیدا ہوتی ہے اور اس کے کیا اسباب ہیں۔

گلٹی ایک ورم کا نام ہے جو طبعی سطح بدن سے کسی عضو میں ایک خاص قسم کا ابھار اور موٹاپن محسوس ہوتا ہے۔

اس قسم کے اُبھار اور موٹے پن کے پیدا ہونے کا سبب مادۂ فضولی خیال کیا جاتا ہے جو کسی عضو کے تجویف میں بھر کر اُس کو اُبھار دیتا ہے۔

مادۂ فضولی تجاویف اعضا میں جو واقع ہوتا ہے اُس کے حسب ذیل دو سبب ہیں۔

(۱) ایک عضو سے مندفع ہو کر کسی دوسرے عضو کی طرف منصب ہوتا ہے یا وہ بذات خود اُس فضول مادّے کو خارج کی طرف مندفع کر دیتا ہے۔

(۲) یا خود فضول مادہ اُسی عضو میں پیدا ہو کر اُبھر آتا ہے۔

پہلی صورت میں جو مادہ ایک عضو سے کسی دوسرے عضو کی طرف منصب ہوتا ہے اُس کے لئے حسب ذیل چھے شروط کی ضرورت خیال کی جاتی ہے۔

(۱) عضوِ دافع کا قوی ہونا۔

(۲) عضوِ قابل کا ضعیف ہونا۔

(۳) مادّے کی کثرت ہونا۔

(۴) مجاری کا کشادہ ہونا۔

(۵) عضوِ قابل کی قوّتِ غاذیہ کا ناکارہ ہونا۔

(۶) عضوِ قابل کا عضوِ دافع سے نیچے ہونا۔

دوسری صورت میں جو مادہ کہ خاص عضو ہی میں پیدا ہو کر اُسکو متورم کر دیتا ہے، اس کے لئے یہ شرط ہے کہ اُس کی قوّتِ غاذیہ ضعیف ہو جسکی وجہ سے اپنی غذا اور بدل مایتحلل کو پورا پورا ہضم نہیں کر سکتا اور رفتہ رفتہ وہ غیر منہضم مادہ اُس عضو میں ترقی کرتا ہوا چلا جاتا ہے اور آخر کار اُس عضو میں غیر طبعی اُبھار پیدا کر دیتا ہے جسکو ہم سوجن یا ورم کہتے ہیں۔

فرق مادۂ حارہ کے ورم کو مادّۂ باردہ کے ورم سے یوں تمیز کر سکتے ہیں کہ اگر ورم کسی خاص عضو میں دفعتاً واقع ہو جائے تو سمجھ لو کہ مادّۂ فضول حار کسی دوسرے عضو

سے اس عضو پر منصب ہو کر سوجا دیا۔ اور اگر ابتداءً کسی ایک عضو میں ورم پیدا ہوا ہو اور بالتدریج بڑھتا چلا تو یہ سمجھو کہ مادّہ فضول اپنی برودت کی وجہ سے سریع السیر نہیں ہے اور تھوڑا تھوڑا منصب ہو رہا ہے یا اس میں بالتدریج پیدا ہو رہا ہے۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو ورم کے اصول حسب ذیل دو ہیں۔

(۱) ورم حار۔

(۲) ورم بارد۔

ورم۔ حار ہو یا بارد سوء مزاج سادہ کی وجہ سے ہوتا ہے یا مادے کی وجہ سے۔ اگر سوء مزاج حار مع مادہ کسی عضو پر منصب ہو تو یہ دیکھا جائے کہ وہ رطب ہے یا یابس اگر حار رطب ہے تو ورم دموی کہلائیگا۔ اور اگر حار یابس ہے تو اس کو ورم صفراوی کہینگے اگر سوء مزاج بارد مع مادہ کسی عضو سے منصب ہو یا اسی میں پیدا ہوا ہو تو اس پر بھی نظر ڈالی جائے کہ آیا وہ رطوبت کے ساتھ ہے یا یبوست کے ساتھ اگر رطوبت کے ساتھ ہے تو اسکو ورم بلغمی اور اگر یبوست کے ساتھ ہے تو اس کو ورم سوداوی کہتے ہیں۔

بدیں لحاظ اورام کے حسب ذیل چار قسمیں ہوئیں۔

(۱) ورم دموی جس کا دوسرا نام فلغمونی ہے۔

(۲) ورم صفراوی جس کا دوسرا نام نملہ ہے۔

(۳) ورم بلغمی جس کا دوسرا نام اوذیما ہے۔

(۴) ورم سوداوی جس کا دوسرا نام باسقیروس ہے۔

غرض یہ اورام کبھی ایک خلط سے پیدا ہوتے ہیں اور کبھی دو یا زیادہ سے ترکیب پاتے ہیں۔ پھر ترکیب میں دو خلطیں یا زیادہ اُن سے کمیت میں برابر ہوتے ہیں اور کبھی ایک دوسرے سے کمیت میں بڑھ جاتے ہیں اور کبھی ایک دوسرے سے کمیت میں کم ہو جاتے ہیں

اسی وجہ سے اورام مرکبہ کی تعداد بے انتہا سمجھی جاتی ہے۔

ان کا باہمی یہ امتیاز کہ خلاف ورم اخلاط متساویہ فی الکم سے پیدا ہوا ہے وہ سخت مشکل بلکہ قریب بہ محال خیال کیا جاتا ہے۔

لیکن جن اخلاط کی باہمی ترکیب متساوی فی الکم نہیں ہوتی ہے اور اُن سے جو اورام پیدا ہوتے ہیں اُن کا امتیاز کرنا نہایت آسان یہ ہے کہ خلط غالب کے علامات فوراً محسوس ہوسکتے ہیں اور اُس پر یقینی خلط غالب کے احکام مرتب کئے جاسکتے ہیں۔

چونکہ اورام مرکبہ بے انتہا ہیں اور ہر ایک کے نام مخصوص طور پر نہیں بتائے گئے بلکہ بعض بعض کے نام بتائے گئے ہیں۔ اور اکثر بے نام ہیں۔

چنانچہ جو اورام مرۂ صفرا اور دم سے پیدا ہوتے ہیں ان کا نام اصطلاح اطبا میں حمرہ ہے اور اگر اسی ورم میں مادۂ صفراوی بہ نسبت مادۂ دموی کے زیادہ غالب ہو تو اس کا نام حمرۂ فلغمونیہ رکھا جاتا ہے۔

اور اگر اس ورم میں خلط دموی زیادہ سے زیادہ غالب ہو تو اُس کو صرف ورم فلغمونی کہتے ہیں اور ہر ایک اسی اورام کے اسباب میں مختلف الاحوال ہیں۔ بعض اسباب فاعلی کی وجہ سے اور بعض عضو متورم کے لحاظ سے اور بعض مادّہ حاویہ علی العضو کی وجہ سے طاعونی گلٹی اکثر بغل یا اُس کے گردو اطراف کنجران یا اُس کے قرب وجوار اور کان کے پیچھے یا اُس کے قرب وجوار اعضا میں نمایاں ہوتی ہے۔

مقامات مذکورۂ بالا میں علی العموم محسوس ہوتی ہے۔

اور کبھی زبان پستان خصیتین وغیرہ میں بھی نکل آتی ہے۔

جناب حکیم **محمد اجمل خاں صاحب حاذق الملک** دہلوی نے اپنے رسالہ طاعون صفحہ (۳۰) میں یہ بھی بتایا ہے کہ کبھی کبھی پیٹ اور انتڑیوں پر بھی چھوٹے چھوٹے

دانے ظاہر ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ مریض کے تمام جسم پر چھوٹے چھوٹے سرخ دانے نکل آتے ہیں جو موت کی یقینی علامت خیال کی جاتی ہے۔ الخ

محمد یونس صاحب نے اپنی تشخیص صفحہ (۲۲۹) مطبوعہ مصر میں یہ بتایا ہے کہ سطح جلد پر سرخ اور سوزش والے دنبل اور بثور پیدا ہوتے ہیں اور کبھی کسی میں جلد بدن پر سیاہ اور کالے دھبے نمایاں ہوتے ہیں۔

شیخ نے اپنے قانون کی بحث حمیاتِ وبا میں یہ بتایا ہے کہ اس بخار میں کبھی لال اور اکثر زرد رنگ کے بثور نکل آتے ہیں اور بہت جلد نکلتے ہی ہیں اور بہت جلد غائب بھی ہو جاتے ہیں۔

ان طاعونی گلٹیوں کی تولید اس طرح ہوتی ہے کہ جب جسمانی مادّے کا استحالہ اسباب ارضیہ یا سماویہ یا دونوں کی وجہ سے ایک سمّی جوہر کی طرف ہو جاتا ہے اور وہ بذریعہ شرائین اور اوردہ کے تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔

اور اکثر سمّیات کا اثر دل و دماغ جگر پر ہوتا ہے اور وہ جب تک قوی اور مقابلے کے قابل ہوتے ہیں تو اسکو ضعیف اور نرم اعضا کی طرف دفع کر دیتے ہیں۔ مثلاً اگر مادہ ردّی اور فاسد الجوہر دماغ کی طرف جائے اور دماغ اس قابل قوی ہے کہ وہ مادہ کو کسی دوسرے عضو کی طرف دفع کر دے۔

تو یہ مادہ کانوں کے پیچھے کے غدود کی طرف بوجہ نرم اور ضعیف ہونے کے مندفع ہوگا اور یہ غدود یا اس کے قرب وجوار کے نرم اور ضعیف اعضا اس مادّے کو قبول کر لینگے اور اسی کے بدولت سوجھ جائیں گے۔

اسیطرح اگر وہ فاسد الجوہر مادہ دل کی طرف جائیگا اور دل اس قابل قوی ہوگا کہ اس مادّے کو کسی دوسرے عضو غیر شریف کی طرف دفع کر دے تو یہ مادہ ردی الجوہر بغل کے غدود کی طرف مندفع کر دیا جائیگا۔ اور یہ غدود یا اس کے قرب وجوار کے نرم اور ضعیف اعضاء غیر شریف اس مادہ کو فاسد اور ردی الجوہر کو جذب کرلیں گے اور اسکی

بدولت سوج جائیں گے اسیطرح اگر مادۂ فاسدہ اور ردی الجواہر جگر کی طرف جائیگا اور جگر اس قابل قوی اور پرزور ہوگا کہ اُس فاسد مادّے کو کسی دوسرے غیر شریف عضو کی طرف دفع کردے تو یہ مادۂ فاسدہ کنجران اور اُس کے قرب وجوار کے نرم اور ضعیف اعضاء غیر شریف لحم غددی کی طرف مندفع ہوگا اور یہ لحم غددی یا اُس کے قرب وجوار کے ضعیف اور غیر شریف اعضا اُس مادّے کو قبول کر کے متورم ہوجائیں گے اور اسی متورم گلٹیوں کا نام طاعون رکھا جاتا ہے۔

آخر کار دل و دماغ وجگر اسی کشمکش کی وجہ سے ضعیف ہوتے جاتے ہیں اور جمیع قوائے حیوانیہ طبعیہ اور نفسانیہ نکمی اور ارواح ثلاثہ مختل ہوجاتے ہیں اور مریض کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔

اسلئے اس مرض کے علاج میں ان تینوں رئیس اعضا کی ضرورت سے زیادہ پرداخت اور اُن کی بیحد نگہداشت کی جاتی ہے اور وقتاً فوقتاً اُن کی دیکھ بھال ہوتی رہتی ہے اور ہونا بھی چاہیئے ورنہ انجام کار بجز موت کے اور کچھ نہیں خیال کیا جاسکتا۔

چنانچہ شیخ نے اپنے قانون صفحہ (۲۳ ج ۲) مطبوعہ طہران میں یہ بات بھی نقل کی ہے کہ یہ ورم ہلاک اور قاتل محض ہے۔

محمد یونس نے بھی اپنی تشخیص صفحہ (۲۲۹) مطبوعہ مصر میں یہ صراحت کردی ہے کہ یہ ورم قاتلِ محض ہے۔ اسی طرح جمیع اطباء متقدمین و متاخرین مانے ہوے ہیں کہ یہ ورم قاتل اور مہلکِ محض ہے۔

اور نیز سرجن میجر جنرل ڈاکٹر **ہاروی صاحب** قائم مقام ڈاکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروس گرنٹ آف انڈیا میں ایک نوٹ دیتے ہیں جس کی نقل انڈین میڈیکل ریکارڈ میں شایع ہوئی ہے اور اس میں صاحب ممدوح صاف الفاظ میں اقرار کرتے ہیں کہ طاعون کے علاج میں جس قدر ناکامیابی زمانہ سابق میں ہوتی رہی اب اس زمانے میں بھی جبکہ میڈیکل

سائنس گھوڑے کی دوڑ ترقی کر رہا ہے اور جس کی آجکل کی نئی تحقیقات کے زمانے میں معجزہ خیال کئے جانے سے کچھ کم نہیں رہی ۱۸۹۶ء سنہ عیسوی سے لیکر ابتک کیا چین میں اور کیا ہندوستان میں طاعون کی واردات موت (۷۰) سے (۹۰) فی صدی تک رہی ہے انتہی

ڈاکٹر غلام نبی صاحب کا رسالہ طاعون اور اس کا علاج ملاحظہ ہو۔

ہمیں آجکل پلیگ ڈیوٹی کے لحاظ سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ بعض حضرات میں قوت واہمہ بھی کچھ کام کر جاتی ہے اور خواہ مخواہ اپنے کو مریض طاعون خیال کر لیتے ہیں۔

اسلئے زیادہ مناسب ہوگا کہ ان کی رفع توہمات کی کوئی سبیل کر لی جاوے۔

ناظرین یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے کہ جب کبھی ایام طاعون میں ورم کنجران یا بغل بلائی (ورم بغل) یا کانوں کے پچھلے حصے میں ورم یا کوئی گلٹی نکل آئے تو وہ ضروری طور پر طاعونی ہی خیال کی جاوے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔

بسا اوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ پیر یا ہاتھ یا سر میں پھوڑا پھنسی زخم جراحت یا اور کوئی موذی مرض بیچڑیا نکل آئے یا پیر میں جوتا کاٹے یا ناخن کی تراش ناہموار ہو جاوے تو ضرور پیر کے زخم سے کنجران میں اور ہاتھ کے زخم سے بغل میں۔ اور سر کے زخم سے گردن یا کانوں کے پچھلے حصے میں غدود پھول جاتے ہیں اور اس کے ساتھ خفیف سا بخار بھی آجاتا ہے۔ چلنا پھرنا کھانا۔ سونا بھی دشوار اور ناگوار خاطر ہو جاتا ہے۔

وجہ یہ کہ تکلیف مقامی کی وجہ سے مادہ بغرض اصلاح اُس ماؤف عضو کی طرف جاتا ہے اور یہ غدود قدرتی طور پر رہ گذر میں واقع ہوئے ہیں تو وہ اس مادہ مارہ کو جذب کر لیتے ہیں اور پھول جاتے ہیں۔

چنانچہ تم نے بھی دیکھا ہوگا کہ جب کبھی پیر میں جوتا کاٹتا ہے اور اُس میں پانی بھر آتا ہے اور اُس کی تکلیف بڑھ جاتی ہے تو کنجران میں غدود پھول جایا کرتے ہیں۔ اس کی بھی وجہ ہے کہ صالح مادہ اُس ماؤف عضو کی اصلاح کے لئے جاتا ہے اور یہ غدود

اُس کے راستے میں واقع ہوتے ہیں اور اسی مادے سے ضرورت سے زیادہ حصّہ جذب کر لیتے ہیں اور پھول جاتے ہیں جسکو نا آشنا سوجا ہوا خیال کرتے ہیں۔

اسیطرح سیکڑوں ہزاروں کو دیکھا ہو گا کہ جب کبھی سوزاک کا مادّہ کنجران کے غدود کی طرف منجذب ہو جاتا ہے تو وہاں کے غدود بھی بے انتہا پھول جاتے ہیں جسکو عوام الناس بد کہتے ہیں اور اُس میں بھی بعض اوقات بیحد بخار اور تکلیف پیدا ہوتی ہے

غرض نہ صرف ان مقامات میں ورم آ جانے اور بخار کے عارض ہو جانے سے طاعون ہی خیال کرنا بیجا ہے بلکہ اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

طاعونی گلٹیوں میں حسب ذیل اعراض ساتھ ہوتے ہیں۔

(ا) یہ کہ طاعونی گلٹیوں کے پیدا ہونے کے قبل جس مقام میں وہ نکلنے والی ہوتی ہیں وہاں بے انتہا درد کشش اور سوزش پیدا ہوتی ہے بیمار بے چین اور مضطرب اسی مقامی درد کی وجہ سے ہوتا ہے اور سب سے زیادہ شکایت اسی درد کی کرتا ہے جس مقام میں وہ گلٹی نکلنے کو ہوتی ہے وہ نہایت سرخ یا سیاہ یا گندرنگ اور غیر محسوس ابھار دکھائی دیتا ہے اور آگ کی طرح جلن ہوتی ہے کسی کو اُسی روز اور کسی کو دوسرے روز اور کسی کو تیسرے روز اُس مقام ماؤف میں گلٹی نمایاں ہوتی ہے اور وہی اعراض باقی رہتے ہیں اور بسبب قلت وکثرت مواد فاسدہ طاعونی اُن گلٹیوں میں نشو و نما ہوتا رہتا اور زیادتی ہوتی جاتی ہے۔

چنانچہ بعض میں چنے برابر۔ بعض میں چھالیہ برابر۔ بعض چھوارے برابر۔ بعض میں لیموں برابر۔ بعض میں لیموں سے کچھ بڑی ہوتی دیکھی گئیں۔ پھر کسی میں گول۔ اور کسی میں مستطیل۔ کسی میں صورت مستطیل اور بعض میں تکلے کی طرح اطراف باریک اور اوسط حصہ موٹا دیکھا گیا۔

میرا خیال ہے کہ قدرتی غدود کی اصل وضع قطع جس طرح واقع ہوئی ہے اُسی طرح

بوجہ زیادتیِ جذبِ مادہ و تورّم اُن کی اصلی اور قدرتی شکل میں زیادتی ہو کر اس قسم کے مختلف اشکال کی گلٹیاں محسوس ہوتی ہیں۔

میں نے زمانہ طاعون گلبرگے میں اسی پلیگ ڈیوٹی پر تھا اور طاعونی اثرات برق کی طرح اپنا کام کئے جاتے تھے ایک نہیں بلکہ بیماران طاعون کو قبل وقوع و حدوث تپِ طاعونی گلٹیاں نمایاں ہوئیں۔ دو تین گھنٹے ہی میں وہ گلٹیاں معمولی لیموں کے برابر ہوگئیں اور بخار کی اندرونی شدت و کرب و غشی۔ حد سے زیادہ تجاوز کر گئی اکثر مر گئے اور ایک دو علاج سے بچ بھی گئے۔ مگر اکثری اور غالب الامر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بخار کے بعد ان گلٹیوں کا نمود ہوتا ہے۔

اور بعض مریض ایسے بھی نظروں سے گذرے جن میں ہنوز گلٹی یا اس کے پیدا ہونے کے آثار نمایاں ہونے بھی نہیں پائے تھے کہ وہ صرف شدت بخار کی وجہ سے فوت ہو گئے۔

اور بعض مریض ایسے بھی دیکھے گئے کہ بخار و گلٹی دونوں ساتھ تھے۔

اور بعض مریض[1] ایسے بھی دیکھے گئے کہ صرف معمولی گلٹیاں نمایاں ہوئیں و معمولی تکسر اعضا اور معمولی بخار کے آثار نمایاں ہو کے رہ گئے اور یہ مریض اچھے بھی ہو گئے۔

اور بعض مریضوں میں یہ بھی دیکھا گیا کہ اُن گلٹیوں میں سے زرد رنگ کی رطوبت اور کسی میں سے مائل بزردی اور کسی میں سے مائل بسرخی نکلتی رہی اور بعض بیمار و نکی گلٹیاں پھوٹ گئیں اور پیپ لہو بہتا رہا۔

اور بعض نے عمداً ادویۂ موثرہ کا استعمال کر کے پھوڑ دیا۔

اور بعض نے کوششیں بیدریغ کیں مگر پھوٹیں نہیں۔

اور بعض بیماروں میں وہ گلٹیاں خود بخود ہی کم ہوئیں اور بعض میں بالکل جاتی رہیں

مگر میں نے جہانتک ان میں غور کیا یہ ثابت ہوتا گیا کہ جیسے جیسے بخار کی اندرونی

[1] میرے خیال میں اس قسم کے مریضوں کا مادہ سمی یا تو کمزور تھا یا ان کی فطرتی قوت اور انفعالی جسمانی تیز تھی جو نیچری زبردست تھی جس سے اس کی پوری مدافعت اور کامل اصلاح ہوگئی۔

شدت وحدت اور اُس کے ناقابل برداشت شکایت خواہ بطور قوت طبیعت یا اصلاح وتداوی سے کم ہوتی گئی اسیقدر اُن گلٹیوں میں انتقاص اور کمی دیکھی گئی۔

چنانچہ جو مریض اس مرض مہلک سے جانبر ہوئے اُن کے وہ پھولی پھلی گلٹیاں بالکل نابود اور معدوم ہوگئیں۔

اور بعض میں متعدد گلٹیاں دیکھی گئیں اور میں نے جہانتک اس قسم کے بیماروں پر غائر نظر ڈالی اکثر اس مرض مہلک سے جانبر ہوتے پایا۔

اور بعض کو ان مقامات متذکرہ بالا کے علاوہ دوسرے مقامات (مثل پشت وساق وغیرہ) میں نکلتے ہوئے دیکھے وہ بھی بہ نسبت مبتلائے مقامات متذکرہ بالا کے زیادہ صحت پائے۔

ف کبھی گلٹی نکل آتی ہے اور بخار وخفقان اُس کے ساتھ نہیں ہوتا ہے اور نہ عضو ماؤف کے رنگ روپ میں کسی قسم کا تغیر ہوتا ہے۔ تو اس قسم کی طاعونی گلٹیاں سلیم خیال کی جاتی ہیں۔

ف سرخ رنگ کی گلٹیاں بہ نسبت دوسرے الوان کے زیادہ اسلم خیال کیجاتی ہیں

ف زرد رنگ کی گلٹیاں بہ نسبت سیاہ رنگ والی گلٹیوں کے اچھی سمجھی جاتی ہیں۔

ف سبز یا سبزی مائل گلٹی قاتل سریع الہلاک مانی جاتی ہے۔

ف سیاہ یا سیاہی مائل گلٹی سب سے زیادہ ردی اور قاتل محض اور سریع الہلاک ہے۔

سرخی (۲۷) گلٹی بخار کے تابع ہے یا بخار گلٹی کے تابع

میں نے اس مسئلۂ خاص پر جہانتک غور وفکر کیا اور مختلف کتابیں دیکھیں محققین کے آرا۔ اور اُن کی تحریرات پر غائر نظر سے کام لیا۔ عجب الجھاوے اور پیچیدگیوں سے بھرا پایا۔ فی الواقع یہ مسئلہ ہی ایسا ناہموار ہے یا خود میری سمجھ میں اس قسم کی پیچیدگی پڑ گئی۔

چنانچہ بعض جدید اہل تحقیق کا یہ خیال دیکھا گیا کہ بخار بعلامات مخصوصہ اصلی مرض

ہے اور گلٹی اُس کے تابع ہے یا اُس کی خاص علامت خیال کی جاتی ہے۔

اور بعض قدیم اہل تحقیق کا یہ خیال ہے کہ ورم غدودی بعلاماتِ مخصوصہ مرض اصلی ہے اور بخار اُس کے تابع یا خاص علامت ہے۔

میرا خیال تو یہ ہے کہ نہ صرف بخار بعلاماتِ مخصوصہ اصلی مرض ہے۔ نہ وہ متورم گلٹی اسکی کوئی خاص علامت خیال کیجاتی ہے وجہ یہ کہ بعض بیماروں میں گلٹی پہلے نکلتی ہے اور اُس وقت تک بخار کا وجود نہیں ہوتا اور بعض میں بخار پہلے ہوتا ہے اور گلٹی بعد کو نکلتی ہے اور بعض کو نہیں بھی نکلتی ہے۔ بلکہ بخار اور متورم گلٹیاں (بعلامات مخصوصہ) یہ دونوں بخار سمی وبائی کے غیر لازم اور عرض مفارق تابع ہیں۔ وجہ یہ کہ جب ہوائے سمی (علی حسب مراتبِ سمیت باسباب مخصوصہ) عام شائع ہوجاتی ہے اور اُس کے زہریلے اثرات انسانی ابدان پر اپنا اثر ڈالتے ہیں اور بدن انسانی اُس سے متاثر ہوتا ہے تو حسب استعداد و قابلیت اُس سمی ہوا سے ضرر پاتا ہے اور جن میں اس قسم کے سمی ہوا سے متاثر ہونیکی بالکل قابلیت نہیں ہوتی وہ تندرست اور صحیح المزاج رہتے ہیں۔ اور جن میں ذرا بھی قابلیت متاثر ہونے کی ہوتی ہے تو وہ متاثر ہوتے ہیں مرتے نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ہر انسان اپنے اپنے متاثر ہونیکی قابلیت کے اصول پر کم و بیش متضرر و متاثر ہوتا ہے۔

چنانچہ سنہ ۱۳۱۴ف میں گلبرگہ شریف کے معرکہ آرا جانکاہ طاعونی حملے میں اور نیز سنہ جاریہ سنہ ۱۳۲۱ف مطابق ۱۳۲۹ھ کے مقامات متاثرہ حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشر والفتن کے پلیگ ڈیوٹی نے صدہا بیماروں کو آنکھوں کے سامنے پیش کردیا سیکڑوں مختلف رنگ بتائے اور خوب تجربے کا سبق پڑھایا۔ اور ان ذاتی ورا العین تجارب سے میں بڑے زور سے کہہ سکتا ہوں کہ نہ بخار گلٹیوں کے تابع ہے نہ گلٹیاں بخار کے تابع ہیں۔ اور نہ وہ بخار مرض اصلی خیال کیا جاتا ہے نہ گلٹیاں اصلی مرض ہوسکتے ہیں بلکہ یہ دونوں سمی اور زہریلی ہوا رعام کے تابع ہیں اور تابع بھی ایسے کہ کبھی عارض ہوتے ہیں اور کبھی نہیں۔

مگر یہاں اتنا باہمی موازنہ اور مقابلہ کرنے کی زیادہ سے زیادہ ضرورت خیال کی جاتی ہے کہ

سمیت ہوا اور اس کے زہریلی اثرات پر غائر نظر ڈالیں اور نازک خیالی سے کام لیں۔

اور یہ دیکھیں کہ اس ہوائے سمی کا زہریلا اثر بمقابلہ اعضائے رئیسہ اور مروسہ کے تریاقی اور مدافعت کی طبعی قوت کے ساتھ کیسا ہے۔ اگر زہریلی اثر کی قوت بہ نسبت اعضائے رئیسہ وغیرہ کے تریاقی قوت اور مدافعتِ مرض کے طبعی زور سے بڑھی ہوئی ہے تو ایسی صورت میں بخار ہی موت کے لئے کافی ہے اور گلٹیوں کی نوبت بوجہ عدم قوت مدافعت نہیں پہنچیگی۔

اگر زہریلی قوت بہ نسبت اعضائے مذکورہ کے تریاقی قوت کے برابر برابر ہے۔ اور بعد کو چلکر اعضائے رئیسہ کم زور اور مضمحل ہو جائیں تو نہ صرف بخار ہی عارض ہوگا بلکہ گلٹیاں بھی ضرور اس کے ساتھ نکل آئیں گی اور مریض ہلاک بھی ہوگا۔

(۱) گلٹیاں نکلنے کی وجہ یہ ہے کہ جب تک قوت دافعہ ہوائے سمی کے ساتھ مقابلہ کرتی رہی اور مادے کو اعضائے رئیسہ سے ضعیف الخلقة اعضا کی طرف دفع کرتی رہی تو خاص خاص مقام کی گلٹیاں متورم ہونگی۔

(۲) اور جب قوتِ دافعہ کم زور اور مضمحل ہوگئی اور مرض کا پورا غلبہ ہوگیا تو مریض بھی ہلاکت کو پہنچ جائیگا۔ اور اگر اسکے بالعکس ہو تو نہ صرف گلٹیاں ہی دب جائیں گے اور بخار بھی جاتا رہیگا بلکہ مریض خود بخود یا کسی خاص ادویہ مقویہ قلب و دماغ کی بدولت اچھا ہو جائے گا۔ اگر زہریلے اثر کی قوت بہ نسبت اعضائے رئیسہ مذکورہ کے تریاقی اور دفع سم کی طبعی قوت سے بالکل گھٹی ہوئی ہے تو صرف بخار ہی عارض ہوگا اور یہ بخار بھی بحالات مخصوصہ نہایت خفیف اور معمولی ہوگا۔ اور مریض علاج و تدابیر حسنہ اور مناسب تداوی سے اچھا بھی ہوسکیگا۔ اور گلٹیاں بھی پیدا نہونگی

اگر زہریلی قوت بہ نسبت ان اعضائے مذکورہ کے تریاقی اور فطرتی قوتِ مدافعت سے بدرجہا کم زور اور گھٹی ہوئی ہوگی تو صرف گلٹیاں ہی نکل آئینگی اور کچھ تکسر اعضا

اور ایک خاص قسم کی حالت طاری ہوکر رہ جائیگی جسپر بخار کا اطلاق بدقت آسکیگا۔

غرض اسیطرح کمی بیشی قوت تریاقی و مدافعت ابدان انسانی کیساتھ اپنے اثرات سے علی حسب مراتب متاثر کرسکتی ہے۔

چنانچہ آپ حضرات نے ان دنوں ٹیکہ لگائے ہوئے لوگوں کو دیکھا ہوگا اور نیز اپنے عزیز و اقارب و دوست احباب سے اس کے تفصیلی واقعات سنے ہونگے۔ اور اُن کے بیانات سے پورا اطمینان ہوا ہوگا کہ بعض کو تو صرف بخار ہی آیا۔ اور بعض کو بخار اور گلٹیاں دونوں عارض ہوئیں۔ اور بعض بخار اور گلٹیوں کے بعد اچھے بھی ہوئے اور بعض اُسی کی بدولت راہی عدم ہوئے اور بعض کو نہ بخار آیا نہ گلٹی نکلی۔ اور بعض میں صرف گلٹی بھی نکلی اور بخار نہ آیا۔ اور بعض میں صرف بخار آیا مگر نہایت خفیف اور معمولی تکسر اعضا ہوکر رہ گیا۔ اور بعض کو وہ شدت کا بخار آیا کہ نوبت بہ غشی پہنچ گئی اور بعض بخار کی ناقابل برداشت تکلیف و شدت سے جان بحق تسلیم کردے۔

غرض یہ کیوں اختلاف دیکھا جاتا ہے اور یہ کیوں ایک دوسرے کے اعراض مخالف اور مبائن پائے جاتے ہیں۔ میرے خیال میں بجز قابلیت و استعداد موثر و متاثر کے اور کوئی دوسری وجہ نہیں ہوسکتی واللہ اعلم بالصواب۔

سرخی (۲۰۲) طاعونی گلٹیوں کے رنگ اور اس کا استدلال

تمام اہل فن اور حاذق اطباے متقدمین اور کامل حکماے متاخرین نے یہ مان لیا ہے کہ قوت مدبرہ بدن اپنی جسمانی حصار کے اندرونی حصے سے خارج کی طرف مواد فاسدہ اور اخلاط ردیہ کو دفع کردیتی ہے اور یہی مادہ فاسدہ کبھی خلط واحد کے غیر طبعی ہونے سے تیار ہوتا ہے اور کبھی غیر طبعی دو خلطوں کی باہمی امتزاج سے اور کبھی غیر طبعی دو خلطوں سے زیادہ اخلاط کا اجتماع باعث ورم ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض طاعونی گلٹیاں سرخ دیکھی جاتی ہیں۔ اور بعض زرد اور کوئی سبزی مائل ہوتی ہیں تو بعض مٹیالے رنگ کی دیکھی جاتی ہیں۔

بعض گلٹیوں کا رنگ سرخ ہے تو اس کے گرد و اطراف سیاہی پائی جاتی ہے اور بعض کے رنگ زرد ہوتے ہیں تو اس کے گرد و اطراف سبز یا نکہ ہانے کی طرح دکھائی دیتی ہیں۔

غرض اخلاط کے فساد سے پیالوان مختلف الاشکال پائے جاتے ہیں اس لئے یہاں زیادہ مناسب ہوگا کہ ہم ان اخلاط کی علامات و لوازمات کو حسب ذیل بیان کریں تاکہ ہر کس و ناکس اُن معینہ اور مقررہ علامات سے اصل اخلاطِ فاسدہ پر استدلال کر کے اس کے مرض میں سعی بلیغ اور بے انتہا کوشش کرے اور جان عالم کو اس مہلکۂ عظیم سے بچانے کی قطعی امید جناب باری عز اسمہ و جل شانہ سے وابستہ کر دے۔

سرخی (۱۹۱) علامات ورم طاعون دموی

اگر طاعون خلط دموی کے غیر طبعی ہونے کی وجہ سے ہو تو حسب ذیل علامات پائے جائیں گے۔

(۱) عضوِ ماؤف کا پھول جانا یا اُبھرنا۔

(۲) درد بشرط حسِ عضو۔

(۳) ضربان و ٹیس مقام ماؤف۔

(۴) تمدد و کشش عضوِ ماؤف اور اس کے گرد و اطراف کا حصہ۔

(۵) شدتِ حرارت والتہابِ مقامِ ماؤف۔

(۶) سرخی مقامِ ماؤف۔

(۷) مقام ماؤف دبا کے چھوڑنے سے برابر آنا۔

ورم دموی کے نام باعتبار اعضا اور مقامات مخصوصہ کے مختلف ہوتے ہیں۔ چنانچہ اگر ورم دموی سر یا چہرے پر ہو تو ماشرا اگر دماغ کی جھلیوں میں واقع ہو تو سرسام اور اگر طبقہ ملتحمہ میں واقع ہو تو رمد اور اگر پسلیوں کے غشاء مستبطن میں واقع ہو تو ذات الجنب اور اگر شش میں واقع ہو تو ذات الریہ اور اگر حجاب شش میں واقع ہو تو برسام اور اگر ناخن کے قریب واقع ہو تو

واضح ہو اور اگر نرم گوشت زیرِ بغل، کنج ران، گردن اور خلف الاذنین یا زیادہ واقع ہوا ور بسرعت اسکے ساتھ مستحیل بمادہ (ناقص پیپ) ہوجائے تو طاعون کہا جاتا ہے۔

پس اگر ورم دموی مائل بحمرت یا حمرت مائل بہ فلغمونی ہوا ور اسمیں ناقص پیپ پیدا ہوجائے تو اُس کو یونانی زبان میں فوجتلن کہا جاتا ہے اور اُسیکا نام طاعون بھی ہے اگر یہ ورم بغل کے نیچے کی گلٹیوں میں واقع ہوجائے تو طاعون خبیث خیال کیا جاتا ہے وجہ یہ کہ یہ غدود اور گلٹئیں قلب کے فضلات کو قدرتی اصول پر جذب کرنے والی ہیں جب یہ گلٹیاں مادہ فاسدہ اور فاسد الجواہر طاعونی مادے کو جذب کرکے ممتلی ہوجاتی ہیں اور پھر جذب کرنے کی طاقت باقی نہ رہے گی تو قلب ہی کی طرف مادہ منصب ہوگا اور ہلاک کرے گا۔

اسیطرح جب کان کے پیچھے کے غدود اور قدرتی گلٹیوں میں مادۂ طاعونی جو دماغ نے ان کی طرف دفع کردیا تھا وہ گلٹیاں زہریلے مادے کو جذب کرکے بھر جائنگی اور پھر جذب کرنے کی طاقت باقی نہ رہے گی تو دماغ کی طرف وہ مادۂ فاسدہ منصب ہوکر نہ صرف اعراض وامراضِ دماغی مثل سرسام۔ اختلاطِ عقل۔ بطلانِ حس وحواس وغیرہ ہی عارض ہونگے بلکہ باعثِ ہلاکت سمجھا جائیگا۔

(علاماتِ طاعونِ صفراوی)

اگر طاعون خلط صفرا کے غیر طبعی ہونے کی وجہ سے ہو تو حسب ذیل علامات ہونگی

(۱) شدتِ التہابِ عضوِ ماؤف۔ (۷) خشکی لب ودہن۔

(۲) شدتِ دردِ مقامِ ماؤف۔

(۳) سرخ مائل بزردی مقامِ ماؤف۔

(۴) قے صفراوی غیر طبعی۔

(۵) سہر مفرط۔

(۶) شدتِ گرمیِ لمسِ مقام عضوِ ماؤف۔

(۸) کثرتِ اضطراب و تشنگی۔

(۹) تھوع و غثیان۔

(۱۰) ہذیان۔

(۱۱) شدتِ کرب۔

(۱۲) سرعت قرا ینطس۔

(۱۳) اور کبھی یرقان اصفر۔

(۱۴) زردی رنگ چہرہ و زبان وغیرہ۔

(۱۵) اور کبھی اسہالِ صفراوی غیر طبعی یا نفخ معدہ۔

اگر طاعون خلط سوداوی غیر طبعی کی وجہ سے واقع ہو تو حسب ذیل علامات پائے جائیں گے۔

سرخی (۲۱) علامات ورم طاعونی سوداوی

(۱) قلتِ حس در عضوِ ماؤف۔

(۲) سیاہی یا مائل بسیاہی مقام ماؤف۔

(۳) صلابتِ ورمِ طاعونی۔

(۴) ورمِ ملمس کا معمولی برودت پر محسوس ہونا۔

(۵) عدمِ ترشحِ رطوبات ورم طاعونی۔

(۶) ورم صلب تیرہ یا سبزی اطراف۔

اسیطرح جب ایک یا دو خلطیں یا دو سے زائد اخلاط غیر طبعی مذکورۂ بالا باہم ملکہ مرضِ طاعون کو پیدا کرتے ہیں تو ان میں انہیں علاماتِ مذکورۂ بالا میں سے ہر ایک خلط غیر طبعی مذکورہ کے علامات پائے جائیں گے جس سے باریک بین طبیب بنظرِ تعمق معلوم کر لے سکتا ہے کہ یہ طاعونی مادّہ خلط مفرد سے ہے یا مرکب ہے۔

غرض جب تک اخلاط اپنی طبعی حالت پر ہوتے ہیں اور ان میں اسباب سماویہ یا ارضیہ

کی وجہ سے کوئی تغیرِ خاص خلافِ مزاجِ طبعی نہیں پیدا کرتے ہیں جب تک کوئی اعراض بھی نہیں پیدا ہوتے اور جب تغیراتِ مذکورہ بالا سے متغیر ہو جاتے ہیں تو فسادات بھی واقع ہونے لگتے ہیں۔

ف اگر یہ مرض کسی خلط حادہ عفنہ کی وجہ سے ہو تو حکہ (سوکھی کھجلی) اور (تر کھجلی) اور پھنسی اور دنبل پیدا ہونگے۔

ف اگر اس مرض کا وقوع عفونت اور حدت وسخونت اور سمیت سے ہوا ہو تو طاعون قاتل اور سریع الہلاک واقع ہوگا۔

ف اگر اس قسم کا مادّہ قلب پر منصب ہوگا تو فوراً قتل کر دیگا۔

ف بدن کے کسی حصے پر مسور کی طرح کوئی پھنسی یا پھوڑا نمایاں ہو تو اسکو زیتیہ کہتے ہیں اس لئے بقراط نے یہ حکم لگایا ہو کہ جب اس قسم کی علامات ناک اور چہرہ اور بن گوش میں نمایاں ہوں تو سمجھ لو کہ اس قسم کا مریض فوراً ہلاک ہو جائیگا۔

ف کبھی اس قسم کا فساد اپنے جوش وخروش میں کمزور ہوتا ہے اور اس سے ایک قسم کے بثور جن کی صورت گل بنفشہ کے پتوں کی طرح ہوتی ہے جمیع بدن میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں تو ان کو بنفسجی کہتے ہیں۔ اس قسم کے بثور سلیم الحدت خیال کیئے جاتے ہیں بشرطیکہ نکسیر پیدا نہ کرے اور جب اس کے ساتھ نکسیر واقع ہو جاتی ہے اور بخار میں سکون ہو جاتا ہے تو سمجھ لو کہ اس قسم کی حالت خلط ردی قاتل مہلک اقسامِ طاعونِ قتالہ سے ہوگی۔

ف کبھی جمیع بدن پر ایسے آثار اور علامات نمایاں ہوتے ہیں جیسے پسو کے ڈسنے سے ظاہر ہوتے ہیں اور یہ سلیم الاثر غیر قاتل خیال کئے جاتے ہیں۔

ف کبھی بدن کے اکثر حصے پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی جانور نے کاٹا ہے اور اس میں ایک خاص قسم کی سبزی اور اس کے درمیانی حصے میں سفیدی مائل بکبودت

خطوط یا نقطہ نظر آتے ہیں اور اس قسم کے آثار والے مادّے کو **ورشکین** کہتے ہیں اور اس قسم کا مادہ قاتل خیال کیا جاتا ہے خواہ مریض کو نکسیر ہو یا نہ ہو۔

ف اسی اخلاط کے فسادات کی وجہ سے ایک نوع کا نام **موم** بھی ہے اس مادے کے آثار جلد بدن پر برنگ رصاص (شیشہ جست) پیدا ہوتے ہیں اس قسم کا مادہ جمیع اخلاط کے فساد اور احتراق پر دلالت کرتا ہے۔

ف اور ایک دوسری قسم جس کا رنگ **اغبر** برنگ خاک یعنی مٹیالا دیکھا جاتا ہے مثل بہت چاند بدن پر ظاہر ہوتا ہے۔ اس قسم کے آثار والے مریض اپنے بدن میں ثقل اور ضعف پاتے ہیں اور اُن کے سر میں ورم پیدا ہوتا ہے اور آخر کار مر جاتے ہیں۔ یا اسہال شروع ہوتے ہیں اور مر جاتے ہیں۔ اس قسم کے آثار سے یہ بتایا جاتا ہے کہ فساد دماغ کی طرف صعود کر رہا ہے۔ اور خلط نہایت عفونت والی اور فاسد ہے اور اپنی فرط احتراق کی وجہ سے خاکی سی ہو گئی ہے۔

ف سرخ رنگ کی گلٹی بہ نسبت دوسرے الوانِ مختلفہ کے زیادہ سلیم خیال کی جاتی ہے

ف زرد رنگ کی گلٹی یا سیاہ یا تیرہ مائل بسیاہی و سبزی کچھ مسلم ہے۔

ف سیاہ یا سبز مائل بہ سیاہی یا سبزی۔ گلٹیاں سخت ردی اور قاتل محض اور سریع الہلاک خیال کی جاتی ہیں۔

ف کبھی انجمادِ خون اور عدم دورانِ خون سے سیاہ رنگ کے دھبے پشت وغیرہ پر نکل آتے ہیں۔

ف اگر داغ اور آبلہ سیاہ یا منتن ہو تو بد خیال کیا جاتا ہے۔

ف اگر داغ اور آبلہ چوتھے روز وقوع مرض کے بعد نظر آئے تو مبارک سمجھو اور۔

ف اگر دوسرے روز میں نکلیں تو بد خیال کرو۔

ف بقراط کہتا ہے کہ اگر پہلے یا دوسرے ہی روز داغ یا آبلے نمایاں ہوجائیں تو یہ سمجھ لو کہ اُس کے مادّے کی زیادہ خراب حالت ہے یا مادہ بکثرت متعفن ہے ۔

ف اگر داغ وغیرہ بڑے بڑے اور بکثرت نکل آئیں تو بہ نسبت چھوٹے اور کم داغوں کے اچھے ہیں ۔

ف بعضوں کا یہ خیال ہے کہ چھوٹے چھوٹے داغوں کا نکلنا اس بات کو بتاتا ہے کہ مادۂ سمیہ فی الواقع نہایت کم ہے اور طبیعت قوی ہے اس لئے اُس نے اُس مادّے کو بتمامہ خارج کر دیا ۔

میرا یہ خیال ہے کہ اگر مادہ بے حد زہریلا مقدار میں زیادہ ہے اور طبیعت کم زور اور ناتوان ہے ایسی حالت میں اگر داغ و آبلے مختصر سے اور چھوٹے چھوٹے بروز کریں تو یقیناً وہ مہلک اور سخت ردی ہوں گے ۔

اگر مادہ کم زہر اور تیز مقدار میں کم اور طبیعت قوی اور توانا ہے اور اس قسم کے چھوٹے چھوٹے داغ اور آبلوں کا بروز کرنا ایک نہایت قوی صحت کی علامت ہے ۔

ف گلٹیوں کا سخت اور چھوٹے ہونا سخت ردی علامت ہے ۔

ف سرخ گلٹی بہ نسبت سیاہ گلٹی کے زیادہ مضر نہیں ۔

ف ابھری ہوئی گلٹیاں دبی ہوئی گلٹیوں سے اچھی ہیں ۔

ف مینڈکی کی تازہ کھال گلٹیوں پر باندھنے سے بہت بڑا نفع ہوتا ہے ۔

ف مرغی کا تازہ خون گلٹیوں پر لگانا بھی بہت مفید بتایا ہے ۔ مگر کمتر عمل ہوتا رہا ہے ۔

کم از کم ۲۰۰۰ سے زیادہ ہیں
مریضان (۲۲۱) مرض طاعون کے شمار

روزانہ پلیگ ڈیوٹی ۔ ذاتی تجارب ۔ خانگی و سرکاری دواخانوں میں مریض طاعون کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس مرض مہلک سے

جتنے بچے عورتیں۔ اور جوان بکثرت مرتے ہیں ادھیڑ اور بوڑھے بہ نسبت ان لوگوں کے بہت کم شکار طاعون ہوتے ہیں۔

اس مسئلے پر ہیں سے جہاں تک غور کی یہ ثابت ہوا کہ ان حضرات مذکورۂ بالا میں کوئی نہ کوئی ایک خاص قسم کی خصوصیت ہے جو ادھیڑ اور بوڑھوں میں نہیں اس لئے یہ مناسب خیال کیا گیا کہ مختصر سی تمہید اور دل چسپ تقریر مگر مطلب کی اس موقع خاص میں لکھی جائے گو معزز ناظرین کو اس کے دیکھنے سے ملال طبیعت ضرور ہو گا مگر معلومات کے توسیع کرنے کے لئے یہ ناگوار خاطر بھی نہ ہو گا۔

عمر کی (۴) منزلوں کی تحقیق خزاں کی پیداوار سے ربط

انسانی اشخاص اور افراد بشری اپنی عمری امتداد کے ہر موسم میں ایک خاص قسم کی نئی بات اور بالکل نیا رنگ پیدا کرتے ہیں اور ہر رنگ بمقابل آنیوالے رنگ کے ایک نیا ہی لطف بتاتا ہے مثلاً

عہد طفولیت کے کل اعضا اور اُن کی قدرتی ساخت اور باہمی بندش اس قابل نہیں ہوتی جو نقل وحرکت یا قیام وجلوس پر پوری اطاعت کرے اس زمانے کے جملہ اعضا نہایت نرم اور بالکل ملائم ہوتے ہیں۔ عضلات کی بافت اور پٹھے ریشوں کی قوت۔ جسمانی بوجھ کے اٹھانے سہنے رکھنے کے متحمل نہیں ہوتی۔ اور نہ وہ اس قابل سمجھے جاتے ہیں کہ اُن پر کوئی بار ڈالا جاوے اور یہ زمانہ صرف شیر خواری ہی کا کہلاتا ہے اور جب اُس کے بعد کا ایک زمانہ

سن صبا آتا ہے تو اُس میں کچھ دانتوں کی پیدائش اور اعضا کی باہمی بندش اور عضلات میں ایک خاص قسم کی مضبوطی اور ریشہ رگ پٹھوں میں نقل وحرکت کی اطاعت اور بدنی ریاضت کا نرم استعداد اور اپنے معمولی خواہشوں کے پورا کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کچھ جسمانی بوجھ کے اٹھانے کے لائق سمجھے جاتے ہیں اس زمانے میں اُن کے بھولی بھالی باتیں اور اُن کی نقل وحرکت اور وہ

بے ساختہ پن عجب لطیف اور دل چسپ ہوتا ہے یہ زمانہ بھی اپنے گذشتہ زمانے کی نسبت
زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے اور جب یہ زمانہ بھی نکل چکتا ہے اور بعدازاں دوسرا زمانہ
سن ترعرع آتا ہے تو اُس میں پوری دانتوں کی ابتدائی ساخت بالکل بے کار
اور زائل (سقوط اسنان) ہو جاتی ہے اور اعضا میں ایک خاص قسم کی مضبوطی اور
باہمی بندش کی قدرتی وضع ترکیب نہایت درست اور بجا ہو جاتی ہے۔ ہر عضلہ اپنا
قدرتی فعل اور ہر ریشہ رگ پٹھے اپنا اپنا فطرتی کام نہایت عمدگی کے ساتھ ادا کرتے ہیں
اس زمانے کا یہ رنگ بھی گذشتہ رنگوں کی نسبت نہایت پیارا معلوم ہوتا ہے اور جب
یہ بھی زمانہ جا چکتا ہے اور دوسرا زمانہ
سن رہاق آتا ہے تو اس میں ابتدائی جوانی کا بھولا بھالا ڈول جسمانی قوت
کا زور روحانی طاقت کا جوش۔ عضلوں کا بل پٹھوں کی طاقت۔ خون کا سیلان
اشتہا کی کثرت۔ دل کا چہل۔ اعضا میں کس۔ حواس درست اور کچھ نوخیز جوانی کا
ملائم سبزہ۔ اور جسمانی نباو کا خوشنما جوبن۔ پیدا ہوتا ہے۔ اس زمانے میں اپنے آپ
اور غیر کو وضع ترکیب نہایت دل چسپ اور خوشنما۔ دل فریب معلوم ہوتی ہے۔ اور
اسی زمانے میں لڑکے بالغ اور لڑکیاں حائض ہو چکتی ہیں اور جب یہ بھی موسم گذر چکتا
ہے اور اس کے بعد دوسرا زمانہ
سن فتی۔ حداثہ۔ نمو۔ آتا ہے تو اُس میں ہر عضو کے مناسب اور ہر جسم
کے لائق ایک خاص قسم کی ترقی۔ اور پورا نشو و نما ہوتا ہے اور ہر قدرتی کل اپنی
فطرتی فعلوں میں نہایت چست اور بالکل چالاک ثابت ہوتی ہے۔ ابتداے ولادت
سے پچیس (۲۵) تیس (۳۰) سال تک ہر انسان اپنے ابعاد ثلاثہ میں ترقی کرتا ہے اور اس کے
بعد نشو و نما موقوف ہو جاتا ہے تو اُس زمانے کو اصطلاح میں۔
سن وقوف وشباب کہتے ہیں۔ اس میں انسانی اجسام اپنے دو قطروں میں

بڑھتے ہیں اس کے یہ معنی ہیں کہ آدمی موٹا۔ تازہ۔ لحیم۔ شحیم۔ دیدارو۔ پھولتا پھیلتا ہے جب یہ زمانہ بھی گذر جاتا ہے اور وہ زمانے کی آمد ہوتی ہے کہ جس میں اعضا کمزور اور روحانی طاقتیں ضعیف اور ناتوان ہوجاتی ہیں۔ عضلے۔ ریشے۔ رگ پٹھے سست اور نکمے ہوجاتے ہیں جس کو ان کی اصطلاح میں۔

سن کہولت و انحطاط سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر اتنے ضعیف اور ناتواں نہیں ہوتے جو اپنے طبعی اور اختیاری فعل کے پورا کرنے میں عاجز اور بیکار ثابت ہوجائیں۔ ہاں اس کے بعد ایک زمانہ آنے والا ہوتا ہے کہ جس میں ہر حسین عضو بدوضع اور ہر جمیل صورت بدشکل اور ہر صاف چکنا چہرہ۔ کہر دار جھریوں دار۔ رنگ روپ بے رونق۔ چہرے کا رنگ فق۔ آنکھیں بدنما۔ آنسو بہتے ہوے منہ پھوپلا۔ رال جاتی ہوی۔ گردن۔ ہاتھ۔ پیر تھرلتے ہوے۔ عضلے۔ ریشے پٹھے بیکار۔ اعضا کی بندش ڈھیلی۔ جوڑ بند کمزور۔ بصارت کند۔ کان بہرے۔ حواس گم دماغ بیکار۔ حرص زیادہ۔ زندگی کا شوق۔ مرنے سے نفرت جس کو انکی اصطلاح میں

سن شیخوخت۔ شیخ فانی کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ اس زمانے میں ہر عضو۔ ہر جسمانی جزو اپنے اپنے فطرتی افعال کے پورا کرنے میں بالکل عاجز اور بیکار ہوجاتا ہے۔ یہ زمانہ نہایت عبرت انگیز۔ اور زندگی موت نما صورتوں میں ثابت ہوتی ہے۔ حضرت نظامی صاحب علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا ہے جو بالکل قابل قدر ہے

چو عمر از دہ گذشت و یا کہ از بست	نمی شاید دگر چوں غافلاں زیست
نشاط زیست باشد تا بہ سی سال	چو چہل آمد فرو ریزد پر و بال
پس از پنجاہ نباشد تندرستی	بصر کندی پذیرد طبع سستی
چو شصت آمد نشست آمد پدیدار	چو ہفتاد آمد افتاد آلہ از کار
بہ ہشتاد و نود چوں در رسیدی	بسے سختی کہ از گیتی کشیدی

وزانجا گر بصد منزل رسانی	بود مرگے بصورت زندگانی
اگر صد سال مانی ور یکے روز	ببایدرفت زیں کاخ دل افروز
پس آں بہتر کہ خود را شاد داری	وزاں شادی خدا را یاد داری

غرض انسانی اشخاص اپنے عمری استداد کے مخصوص زمانے میں کچھ نہ کچھ رنگ بدلتے ہی جاتے ہیں اور بدلنا ہی چاہیئے اس لئے کہ بدن کی عام پرورش قدرتی رطوبات (رطوبات غریزی) ہی سے ہوا کرتی ہے اور اُس قدرتی رطوبت کی کمی یا زیادتی کا ایک خاص خاص موسم اور زمانہ ہے جس میں وہ بڑھتی گھٹتی جاتی ہے مثلاً ابتداے ولادت سے پچیس ۲۵ تیس ۳۰ سال تک ان اصلی رطوبات کی پیدائش میں اسقدر زیادتی ہوتی ہے کہ وہ جسمانی ضرورتوں کے پورا کرنے کے علاوہ۔ ذخیرے کی قوت بھی پیدا کر سکتے ہیں جس سے ہر جزو۔ اور ہر عضو۔ نہایت رنگ۔ روپ صاف چکنا بارونق۔ دلچسپ خوشنما۔ معلوم ہوتا ہے۔ اور جب طبعی عمر کا کچھ حصہ ان پچیس ۲۵ تیس ۳۰ سے بڑھ جاتا ہے تو۔ آمدنی (بدل ما یتحلل) اور خرچ دونوں آپس میں برابر ہو جاتے ہیں جس میں موجودہ حالت کسی نفرت کی نگاہوں سے دیکھنے کے قابل نہیں سمجھی جاتی اور پھر وہ مرگ رو۔ زندہ نما بے مزہ۔ زندگی کا زمانہ آتا ہے تو اُس میں جملہ اعضا کی قدرتی کلیں بالکل بیکار۔ اور نہایت کمزور ہو جاتی ہیں۔ جس سے اُن اصلی رطوبات کی ضروری پیدائش بھی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ روزانہ تحلیل کا کوئی کافی بدل۔ قابل کفاف میسر ہو سکتا ہے جس سے وہ زندگی موت نما کی بدشکل صورت پیدا ہوتی ہے۔

پس بوجوہ بالا یہ کہنا کہ (لڑکوں کا مزاج بہ نسبت جوانوں کے اور جوانوں کا مزاج بہ نسبت ادھیڑوں کے اور ادھیڑوں کا مزاج بہ نسبت بوڑھوں کے ضرور مختلف ہوتا ہے) بالکل صحیح اور نہایت درست ہوگا۔ چنانچہ تجربہ اور عقلی دلیلوں سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ۔

بچوں کا فطرتی مزاج حار رطب ہے وجہ یہ کہ نشو و نما کے لئے صرف حرارت ہی کافی نہیں بلکہ رطوبات اصلی کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے۔ حرارت ابعاد ثلاثہ میں تمدید کرتی ہے۔ اور رطوبت اس متمدد ہیئت کو قبول کر لیتی ہے۔ اور چونکہ علی العموم بچوں کا روز افزوں نشو و نما نہایت صاف طور پر ثابت ہوتا ہے جس سے اُن کی حرارت و رطوبت کی زیادتی کا کافی ثبوت ہے۔ اس لئے ہم بچوں کے مزاج کو حار رطب کہتے ہیں۔

یا اس مضمون کو اس تقریر میں ادا کیا جاوے کہ صبیان (لڑکوں) میں ہوائی اور مائی اجزا بہ نسبت جوانوں (شبان) اور بوڑھوں کے زیادہ پائے جاتے ہیں اور جب کوئی بات یا کسی اجزا کی کمی یا زیادتی کسی مجموعے کے لئے ثابت ہو جاتی ہے تو وہ مجموعہ جس کے اجزا کم پائے گئے ہوں بہ نسبت اُس مجموعے کے جس کے اجزا زیادہ ثابت ہوئے ہوں وہ دونوں باہمی مساوات پیدا نہیں کر سکتے۔

اور چونکہ صبیان (لڑکوں) میں نشو و نما کے لئے ہوائی اور مائی اجزا زیادہ پائے جاتے ہیں (جس سے ہم عام لڑکوں کو بہت جلد بڑھتے پھیلتے پاتے ہیں) اس لئے بچوں کا مزاج حار رطب کہنا خلاف مدعا نہ ہوگا اور نیز ملائمت اعضا سرعت حرکات بھی اسبات کو ثابت کر دیتے ہیں کہ ان کے جسمانی رطوبات اور اصلی حرارت کے اجزا بہ نسبت اُن لوگوں کے جن میں یہ باتیں نہیں پائی جاتی ہیں۔ زیادہ سمجھے جاتے ہیں جس سے ان کا مزاج حار رطب ہونا نہایت قرین قیاس ثابت ہوتا ہے اور

جوانوں کا مزاج بالکل حار یابس ہوتا ہے وجہ یہ کہ ان میں اب کوئی نشو و نما نہیں ہوتا۔ اور نہ کوئی نشو و نما کا۔ زائد از ضرورت اور فاضل مادہ پایا جاتا ہے اور نیز ان کی حرکات قویہ اور اعضا کی سختی۔ اسبات کو باور کراتی ہے کہ ان کا مزاج حار یابس ہے۔ ورنہ کیا معنی کہ وہ اپنے اعضا میں ملائم۔ اور حرکات میں سریع۔ اور امراض میں

موافق ثابت نہیں ہوتے ۔ ہاں البتہ یہ بات قابل تحقیق ہے کہ بچوں اور جوانوں کی حرارت مساوی ہے یا اُن میں کمی زیادتی کا خیال بھی کیا جاسکتا ہے ۔

فی الواقع یہ مسئلہ بڑے بڑے نامی گرامی حکما متقدمین اور اطباے متاخرین کی رزم آزمائی کا مورد بنا ہے ۔

ایک گروہ ۔ حکما کا یہ خیال ہے کہ نوجوانوں میں حرارت غریزی اور قدرتی گرمی بہ نسبت بچوں کے زیادہ ہوتی ہے اُن کے حسب ذیل ادلہ ہیں ۔

(۱) **پہلی دلیل** یہ ہے کہ نوجوانوں میں بہ نسبت بچوں کے خون زیادہ اور متین ہوتا ہے ۔ اور جن کا خون متین اور بکثرت ہوتا ہے وہ حرارت میں بھی زیادہ خیال کیا جاتا ہے ۔

بدیں لحاظ نوجوان بہ نسبت کم سن بچوں کے حرارت میں زیادہ ہونگے ۔ اور نیز نوجوانوں میں خون کی کثرت اون کی نکسیر (رعاف) سے ثابت ہوتی ہے ۔ نکسیر میں ہوتا یہ ہے کہ جب خون ضرورت سے زیادہ اور مایحتاج الیہ سے فاضل ہوجاتا ہے تو طبیعت مدبر بدن فطرۃً اُسکو بذریعہ رعاف کے خارج کردیتی ہے ۔

شبہ اور اس کا جواب

یہاں یہ شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ جب کثرت دم ہی حرارت غریزی کی زیادتی کا باعث ہے تو عورتوں کو بھی بوجہ کثرت دم حیض حار مزاج کہنا صحیح ہوجائیگا حالانکہ عورتوں کو کسی نے بھی حار مزاج نہیں کہا ۔

اسکا جواب بآسانی یہ دیا جاسکتا ہے کہ عورتوں میں خون کی جو کثرت ثابت ہوتی ہے وہ حرارت مزاجی پر دال نہیں ہوسکتی ۔ بلکہ راحت ۔ دن آرام سے گذارنے کی وجہ ہے یا ان کی جسمانی ساخت ایسی نہیں ہے جیسے مردوں کی ہوتی ہے جس سے مادہ فضلیہ کی تحلیل اور غیر مایحتاج کا اندفاع بلحاظ تدبیر بدن ہوجائے علاوہ بریں اور بھی دوسرے اغراض پیش نظر ہیں مثلاً جنین کی پرورش بحالت حمل اور شیر خواری طفل بعد وضع حمل اسی

خون کی بدولت ہوتی ہے۔

(۲) **دوسری دلیل** یہ ہے کہ نوجوانوں کا مزاج صفری کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے اور بچوں کا مزاج بلغمیت کی طرف اور چونکہ صفرے کا مزاج حار ہے اور بلغم کا مزاج بارد۔ اس لئے نوجوانوں کا مزاج بہ نسبت بچوں کے حار ہونا بالکل یقینی ثابت ہوتا ہے

دوسرا شبہ

یہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ نوجوانوں کا مزاج بوجہ یبوست مزاجی مائل بصفرا ہے اور بچوں کا مزاج بوجہ رطوبت مزاجی مائل بہ بلغمیت ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نوجوانوں کا مزاج بہ نسبت بچوں کے حار مانا جائے۔ اگر غایت مافی الباب لازم آئیگا تو یہی آئیگا کہ نوجوان کی حرارت میں بوجہ یبس مزاجی تیزی بڑھی ہوی ہے اور بچوں کی حرارت بوجہ رطوبت مزاجی کمیت میں بڑھی ہوی ہے۔ تو اس صورت میں نوجوان باعتبار تیزی حرارت اور بچے باعتبار زیادتی مقدار آپس میں مساوی ہوجائیں گے جیساکہ جالینوس کا مسلک ہے۔

(۳) **تیسری دلیل** یہ ہے کہ نوجوان بہ نسبت بچوں کے حرکات سکنات میں بڑھے ہوے ہوتے ہیں۔ اور جس کے حرکات وافعال بڑھے ہوے ہوتے ہیں وہ حرارت میں بھی بڑھے ہوے ہوتے ہیں۔ وجہ یہ کہ حرکات بجز حرارت کے وقوع میں نہیں آسکتے

۳- شبہ اور اس کا جواب

تو معلوم ہوا کہ نوجوان بہ نسبت بچوں کے حرارت میں بڑھے ہوے ہیں۔ اس تقریر پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حرکات۔ حرارت کی وجہ سے نہیں ہوتے بلکہ نوجوانوں کے اعضا بہ نسبت بچوں کے اعضا کے زیادہ یابس ہیں تو ممکن ہے کہ یہ حرکات یبس اعضا کی وجہ سے ہوں اور حرارت کی وجہ سے نہیں۔

اس کا جواب یوں دے سکتے ہیں کہ حرکات قویہ کے لئے یبس اعضا بھی قوی ہونا چاہیئے اور جب یبس اعضا زیادہ قوی ہوجائیگا تو اعضا بوجہ یبس قوی تمدد وغیرہ کو قبول نہیں کرسکتے تو پھر حرکات قویہ کیسے وقوع میں آسکتے ہیں۔

(۴) **چوتھی دلیل** یہ ہے کہ نوجوانوں کا ہضم اچھا اور رچی پچی غذا - بدن کا جزو بنتی ہے اور جس کا ہضم اچھا اور غذا خوش گواریدہ ہوتی ہے اُس کی حرارت بھی بہ نسبت اُن حضرات کے جن کی غذا گواریدہ اور ہضم جید نہیں ہوتا بڑی ہوئی خیال کی جاتی ہے - وجہ یہ کہ ہضم کا پورا فعل حرارت کی پوری ڈگری سے حاصل ہوتا ہے، اور چونکہ بچوں کی حرارت پوری پوری نہیں ہوتی - اسی وجہ سے انہیں متلی - ابکائی - قے - تخمہ - ہچکی - نفخ - قراقر - وغیرہ وغیرہ امراض و اعراض ہوتے ہی رہتے ہیں - اور جب ایسی حالت ہوتی ہے تو وہ بالیقین قلیل الحرارت خیال کئے جاتے ہیں اور چونکہ بچوں میں یہ حالتیں دیکھی جاتی ہیں - اس لئے اون میں حرارت بھی کم خیال کی جاتی ہے -

بہ تقریر بالا یہ مسئلہ صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ نوجوانوں میں حرارت بہ نسبت بچوں کے زیادہ ہے -

دوسری بات یہ بھی ہے کہ نوجوان جن جن اشیا کو ہضم کرتے ہیں اُن کو بچے ہضم نہیں کر سکتے اور اغذیۂ غلیظہ کا ہضم بجز حرارت قویہ کے پورا پورا ہو ہی نہیں سکتا - تو اس تقریر سے بھی ثابت ہوگیا کہ نوجوانوں میں بہ نسبت بچوں کے حرارت بڑھی ہوئی ہے -

بعض گروہ کا یہ خیال ہے کہ بچوں اور نوجوانوں میں حرارت اصلی اور قدرتی گرمی بلا کم و کاست برابر - برابر - اور متساوی ہے - وجہ یہ کہ بچے کثیر حرارت منی - اور خون حیض سے پیدا ہوتے ہیں - اور ان میں کوئی ایسا سبب واقع نہیں ہوا جس سے جزو حرارت غریزی اصلی - اصل تکون سے کم ہوگیا ہو ورنہ نمو موقوف ہو جاتا -

اسیطرح نوجوانوں میں بھی جزو حرارت غریزی کے کم اور گھٹنے کا کوئی سبب ہنوز واقع نہیں ہوا - اور رطوبات اصلیہ بھی جسم میں موجود ہیں اور وہ - اُس حرارت غریزی کی حفاظت بھی کر رہے ہیں - جس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نوجوانوں میں حرارت غریزی کا کوئی جزو کم نہیں ہوا -

چنانچہ شیخ بوعلی سینا نے دونوں فریق کے ادلۂ مذکورہ کو بیان کرنے کے بعد جالینوس کے مذہب کو اختیار کیا۔ اور یہ بتایا کہ بچے اور نوجوانوں میں حرارت غریزی۔ اصل میں مساوی ہوتی ہے۔ مگر فرق اتنا ہے کہ بچوں کی حرارت مقدار میں زیادہ ہوتی ہے اور کیفیت وحدت میں کم۔ بخلاف نوجوانوں کے کہ اُن کی حرارت مقدار میں کم ہوتی ہے اور کیفیت وحدت میں زیادہ بڑھی ہوی ہوتی ہے۔ اس کے سمجھانے کے لئے ایک مثال وی جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ حرارت اصل میں دو چیزوں کے اندر برابر ہے۔ مگر کمیّت کیفیّت میں مختلف مثلاً پانی ایک مقدار کثیر لیا جاے اور ایک کم مقدار پتھر اور اُن دونوں میں نشو دُرجے کی پوری پوری آگ دی جاے۔ تو پانی میں بوجہ رطوبت حرارت زیادہ تو ہوگی مگر نہایت نرم۔ اور ملائم محسوس ہوگی اور اُس کم مقدار پتھر میں بوجہ یبوست حرارت کم اور کیفیت اور حدت زیادہ ہوگی۔ وجہ یہ کہ چونکہ پانی کی مقدار زیادہ ہے اس لئے حرارت بھی اُس میں زیادہ ہے۔ اور چونکہ پتھر کی مقدار چھوٹی ہے اس وجہ سے حرارت بھی اُس میں کم محسوس ہوتی ہے۔ اور اس میں رطوبت مائی کی وجہ سے حرارت ملائم اور بہت ہی نرم محسوس ہوتی ہے۔ اور پتھر میں یبوست کی وجہ سے زیادہ تیز اور بے حد گرم محسوس ہوتی ہے۔

اسیطرح بچوں میں قیاس کرو کہ اُن کی رطوبات زیادہ ہونے کی وجہ سے حرارت مقدار میں زیادہ ہے مگر نہایت ہی نرم اور ملائم محسوس ہوتی ہے اور نوجوانوں میں یبوست زیادہ ہونے کی وجہ سے حرارت مقدار میں کم ہے مگر نہایت تیز اور لذّاع۔

بچوں کی حرارت بحال خود مقدار میں زیادہ اور کیفیت میں کم ہونے کی یہ وجہ بتائی ہے کہ بچے دم حیض۔ روح اور رطوبات منی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان بچوں کو ہنوز ایسا کوئی سبب اور امر درپیش نہیں آیا جس سے وہ حرارت اصلی زائل ہوگئی ہو۔ ورنہ نشو ونما نہ ہوتا۔ بلکہ انحطاط اور ذبول پیدا ہوتا جاتا۔ حالانکہ ہم بچوں کو مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ برابر نمو کرتے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور نیز نوجوانوں میں حرارت بحال خود مقدار میں کم اور کیفیت میں بڑھی ہوی ہونی کی وجہ یہ بتائی

ہے کہ ان میں بھی حرارت غریزی کے منطفی ہونے کے کوئی اسباب درپیش نہیں آتے جس سے وہ زائل ہو جاتی اور شرانحطاط واقع ہوا ہے جس سے کم ہو جاتی۔

غرض اس تقریر شیخ بو علی سینا پر بڑے بڑے حملے کئے گئے اور خوب یورشیں ہوئیں اور ہر ایک شخص نے اپنے معقول ادلہ سے رد کر دیا۔ جس کو ہم یہاں مختصراً بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ

فخر الدین رازی نے شیخ پر ایک بڑا حملہ کیا اور یہ بتایا کہ شیخ نے مذہب جالینوس کی تعبیر میں سہو کیا وجہ یہ کہ مذہب حق جس کو جالینوس نے حاصل کیا ہے وہ یہ ہے کہ حرارت غریزی اور قدرتی گرمی بچے اور نوجوانوں میں باعتبار کمیت اور مقدار کے برابر برابر ہے اگر اختلاف ہے تو کیفیت کے اعتبار سے ہے۔ اور بچے اور جوانوں کا مقدار حرارت میں برابر برابر ہونا اس طریقے پر ثابت کیا ہے کہ اُن دونوں بچے اور جوانوں میں رطوبات اصلیہ موجود ہیں اور جب تک رطوبات اصلیہ علی ماینبغی بدن میں موجود ہوتی ہیں تو حرارت غریزی کم نہیں ہوتی۔

اور وہ حرارت اصلیہ کی حفاظت کرتی ہیں۔ اگر تفاوت ہوتا ہے تو کیفیت میں اس طرح ہوتا ہے کہ بچوں میں رطوبات غریزی کی کثرت کی وجہ سے حرارت کی حدت اور گرمی کی تیزی زیادہ محسوس نہیں ہوتی اور جوانوں میں بوجہ کثرت یبوست اُس حرارت کا اثر زیادہ تیز اور لذاع محسوس ہوتا ہے تو

خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ سن صبی اور شباب میں حرارت کی مقدار برابر ہوتی ہے اور کیفیت میں تفاوت ہوتا ہے۔

اس تقریر کی بنا پر شیخ کا قول کہ (بچوں میں مقدار حرارت زیادہ ہوتی ہے اور جوانوں میں کم) جالینوس کے مذہب کے خلاف ہوا۔

اگر اس خلاف اور منافات باہمی قول شیخ اور مذہب جالینوس کے اٹھانے کے لئے یہ تاویل کی جائے کہ جوانوں کی حرارت باعتبار مقدار کے جو کم کہی جاتی ہے۔ اس کے

یہ معنی نہیں کہ حرارت اصل میں کم ہو گئی۔ بلکہ یہ مراد لی جائے کہ یہ حرارت بچوں کے ابدان کی نسبت جوانوں کے ابدان کے لئے کم اور ناکافی واقع ہوئی ہے تو شیخ کا قول جالینوس کے مذہب کے ساتھ بالکل موافق ہو جاتا ہے۔ مگر زیادہ سے زیادہ غور کی جائے تو میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ یہ تاویل بما لا یرضی قائلہ سے کم نہیں۔

مسیحی نے بھی شیخ کے قول پر حملہ کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ شیخ نے جو جالینوس کی عبارت کی تعبیر کی ہے وہ محض غلط ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ کمیت مقدار پر دلالت کرتی ہے۔ اور جب بچوں کی حرارت بہ نسبت جوانوں کی حرارت کے مقدار میں زیادہ مان لی جائے تو اُن دونوں کا اصل میں باہم متساوی ہونا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ اس مقام میں یہ عبارت صحیح ہو سکتی ہے کہ اصل میں بچے اور جوانوں کی حرارت غریزی متساوی ہے۔ مگر بچوں میں بوجہ رطوبت نرم اور جوانوں میں بوجہ یبوست تیز اور لذاع محسوس ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حرارت غریزی بچوں اور جوانوں میں مقدار کے اعتبار سے برابر۔ برابر۔ واقع ہوئی ہے۔ اور باعتبار کیفیت کے کم و بیش۔ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو یہ بات متساوی فی الاصل ہونے پر زیادہ گواہی دیتی ہے۔

قرشی نے بھی بہت بڑا حملہ کیا اور صاف لفظوں میں یہ ثابت کر دیا کہ شیخ کا کام محض مغالطہ ہے اور اُس کے براہین جس قدر بیان کئے گئے ہیں وہ محض مغالطہ ہی مغالطہ ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ مقام اگر مزلۃ الاقدام نہیں ہے تو دشوار گذار تو ضرور ہے وجہ یہ کہ اس مسئلے میں ہر ایک کی بات دوسرے کی بات سے ضرور کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی وجہ سے مختلف ہی ثابت ہو جاتی ہے اگر مزلۃ الاقدام نہ مانا جائے تو دشوار گذار ضرور ہے ورنہ امر حق ضرور مصرح اور ممتاز ہو جاتا۔ چنانچہ

ابن ابی صادق نے ایک نئی بات بتائی ہے اور یہ بیان کیا کہ جوانوں اور بچوں کی حرارت **قوت** میں مساوی ہوتی ہے اور **کم و کیف** میں مختلف اور مساوی ہونیکی

یہ وجہ بتائی ہے کہ اگر کسی ایک جانب میں کیفیت زائد مانی جاوے اور دوسری جانب میں کمیّت اور کیفیت کی زیادتی۔ کمیت کی زیادتی کے ساتھ معادل ہو جاوے تو گویا اس اعتبار سے اُن دونوں میں حرارت متساوی ہو جاوے گی۔

اس تقریر سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ کلام شیخ کے کلام کے منافی ہے وجہ یہ کہ شیخ نے قوت کا لحاظ نہیں کیا۔ اور نہ اس قسم کا معادلہ ثابت کیا۔ صرف بچوں میں مقدار حرارت زیادہ اور جوانوں میں کم ہوتی ہے کہ گذرا۔

خوخی کی تقریر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ شخص ابن ابی صادق کا ہم خیال ہے اور اس ہی کے مذہب کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔

اگر اسی مضمون کو اس طریقے پر محمول کر دیں کہ قوت اُن دونوں سنوں (سن شباب و سن صبا) میں بحسب اصل متساوی ہوتی ہے تو شیخ کے قول فی الاصل کی اچھی تاویل ہو جاتی ہے اور کوئی منافات ثابت نہیں ہوتی فتذکر و تدبیر۔

آملی نے جامع جالینوس سے یہ مضمون نقل کیا ہے کہ قوت حرارت ان دونوں سنوں میں برابر ہوتی ہے مگر فرق اتنا ہے کہ کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے حرارت میں اختلاف ہوتا ہے بچوں کی حرارت کثیر المقدار ساکن اور نرم ہوتی ہے اور جوانوں کی حرارت بہ نسبت بچوں کے مقدار میں کم اور کیفیت میں تیز۔

اب تردد اس بات میں ہوا ہے کہ مقدار میں زیادہ ہو اور کیفیت اور قوت میں برابر یا قوت اور مقدار میں برابر ہو اور کیفیت میں مختلف تو وہ کیسے ہو سکتی ہے۔ اس کے دو مثالیں حسب ذیل دیں۔ اور ان دونوں کو بڑی وضاحت سے ثابت کر دیا۔ چنانچہ

پہلی مثال اس بات کی کہ حرارت۔ قوت اور کیفیت میں برابر ہو۔ اور مقدار میں مختلف جیسے مثلاً ہم ایک بڑی ظرف میں ایک سو (۱۰۰) درجے کی آگ دیکر پانی کو خوب گرم کر لیتے ہیں۔ بعد ازاں اُس گرم پانی کو دو شیشوں میں بھر دیتے ہیں ایک شیشے میں دس (۱۰) پونڈ اور دوسرے

شیشے میں پانچ پونڈ۔ تو اب غور کرنے سے صاف معلوم ہو جائیگا کہ یہ دونوں مقدار میں کم و زائد ہیں۔ مگر قوت۔ حرارت۔ اور کیفیت حرارت دونوں شیشوں کی باہم برابر اور ایک دوسرے کے متساوی ہے۔

دوسری مثال اس بات کی کہ حرارت۔ قوت اور مقدار میں متساوی ہو اور کیفیت میں مختلف مثلاً ہم جس مقدار کا ایک پتھر لیتے ہیں اسی مقدار کا پانی بھی لیتے ہیں اور ان دونوں میں ایک سَو درجے کی آگ دیتے ہیں اور جب یہ دونوں اس حرارت متساویہ فی القوۃ سے متاثر ہو جاوے گی تو پانی میں اس حرارت متساویہ کی گرمی بہ نسبت پتھر کی گرمی کے زیادہ سے زیادہ نرم اور ملائم محسوس ہو گی۔ اور پتھر میں زیادہ سے زیادہ تیز اور لذاع ہو گی۔

اس مثال پر غور کرنے سے بھی صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ یہاں قوتِ حرارت ان دونوں جسموں میں متساوی ہے اور یہ دونوں جسم بھی برابر۔ برابر مقدار کے مان لئے گئے ہیں۔

با ایں ہمہ پتھر کی حرارت تیز اور پانی کی حرارت نرم محسوس ہوتی ہے۔ اس بات کی وجہ یہ ہے کہ پتھر میں یبوست ہونے کی وجہ سے حرارت کے قبول کرنے کی زیادہ قابلیت ہے اس لئے کیفیت حرارت زیادہ تیز اور لذاع محسوس ہوتی ہے اور پانی میں رطوبت زیادہ ہونے کی وجہ سے حرارت کے قبول کرنے کی زیادہ قابلیت اور استعداد نہیں اس لئے گرم پانی کی حرارت نرم محسوس ہوتی ہے۔

اس پر بچوں اور جوانوں کی حرارت کا قیاس کر لیا جائے تو صاف ثابت ہو جائے گا کہ بچوں میں رطوبت اصلیہ بہ نسبت جوانوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے کیفیت حرارت کا احساس نرم ہوتا ہے اور جوانوں میں یبوست کی زیادتی ہونے کی وجہ سے کیفیت حرارت کا احساس تیز اور بہت لذاع ہوتا ہے۔

حاصل معنی یہ ہوئے کہ قوۃ حرارت غریزی بچوں اور جوانوں میں مساوی ہے
کیفیت میں مختلف۔

میراخیال اس بات پر زیادہ مجبور کرتا ہے کہ میں مذہب مسیحی کو ان تمام مذا
پر ترجیح دوں۔ وجہ یہ کہ اس مذہب مسیحی پر جیسے حرارت غریزی بچے اور جوانوں میں
برابر۔ برابر صادق آتی ہے وہ کسی دوسرے مذہب پر صادق نہیں آتی۔ ...
تاویلات باردہ کرنے کی کوئی وجہ خاص یا ضرورت موجہ خیال میں نہیں آتی۔

بوڑھوں کامزاج بارد یابس ہوتا ہے وجہ یہ کہ اُن کے آلات غذائی اسقدر قابل
نہیں ہوتے جو نہایت عمدگی کے ساتھ خون کی پیدائش کرسکیں اور نہ ان کے
اس قابل ہیں کہ وہ اپنا اپنا ہر قدرتی فعل عمدہ اصول پر ادا کرسکیں۔ جس سے مائی اور ارضی
اجزا کی زیادتی ہو جاتی ہے اور قدرتی ناری اور ہوائی اجزا بعدت زمانی اور کثرت
استفراغات و تکالیف سے تحلیل ہوتے جاتے ہیں جس سے خارجی اور غریبی مائی اور
ارضی اجزا بڑھتے جاتے ہیں اور مزاج کو برودت و یبوست کی طرف مائل کرتے جاتے
ہیں مگر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ۔

ادھیڑوں کامزاج بہ نسبت بوڑھوں کے بارد یابس ہوتا ہے وجہ یہ کہ
ان کے صرف حرارت بوجوہ مذکورۂ بالا تحلیل ہو جاتی ہے اور یبوست اپنی ہی حالت
پر جیسے شباب میں تھی باقی رہتی ہے بخلاف بوڑھوں کے کہ ان کا مزاج بارد رطب
ہوتا ہے وجہ یہ کہ برودت تو بوجہ مذکورہ ثابت ہوتی ہے اور رطوبت بالہ بوجہ ضعف
قوائے غاذیہ۔

اب رہی یہ بات کہ عام لوگ مزاج کی چار قسم بتاتے ہیں جس میں دموی اجزا زیادہ دیکھتے
ہیں اس کو مزاج دموی سے تعبیر کرتے ہیں اور جس میں بلغمی اجزا زیادہ پاتے ہیں اسکو
بلغمی مزاج کے ساتھ اطلاق کرتے ہیں اور جو کوئی صفراوی اجزا کا مصداق ہوتا ہے

تو اُس کو صفراوی مزاج کہتے ہیں اور جس میں سوداوی اجزا کی کثرت پائی جاتی ہو تو اسکو سوداوی مزاج بولتے ہیں یہ محض مشارکت کی وجہ سے کہا کرتے ہیں۔ مشارکت یہ ہے کہ اجزاء ہوائی کی کیفیت بعینہ دموی اجزا کی کیفیت کے ساتھ اور ناری اجزا کی کیفیت بعینہ صفراوی اجزا کی کیفیت کے ساتھ اور مائی اجزا کی کیفیت بعینہ بلغمی اجزا کی کیفیت کیساتھ اور خاکی اجزا کی کیفیت بعینہ سوداوی اجزا کی کیفیت کیساتھ بالکل مشابہ بلکہ اگر عین کہا جاے تو بیجا نہیں وجہ یہ کہ قوم نے اخلاط کو ارکان کی اخت ثابت کیا ہے یا اسی مناسبت کی وجہ سے مجازاً عام طور پر ہوائی مزاج کو دموی مزاج کے ساتھ اور ناری مزاج کو صفراوی مزاج کے اور مائی مزاج کو بلغمی مزاج کیساتھ تعبیر کرنے لگے اور نہ اصل مزاج کے وہی معنی ہیں کہ جسکو ہم نے ابھی صدر میں بیان کئے ہیں۔

مزاج کے عضوی اختلاف کی تمہید اور اُس کا نتیجہ

یہ امر مسلم ہے کہ انسانی ابدان کی ترکیب بامختلف اعضا کے ساتھ ہوی ہے۔ کوئی سخت ہے کوئی نرم۔ کوئی خالی کوئی بھری۔ کوئی متخلخل اور کوئی مصمت۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ ہر عضو اپنی روزانہ حرکات سے تحلیل ہوتا جاتا ہے اور اندرونی قدرتی کلوں سے ان کا بدل ما یتحلل پہنچایا جاتا ہو اور جو بدل آتا ہے۔ وہ ضرور اس متغذی (عضو) کی طبیعت نوعیہ کے موافق ہوتا ہے اس لئے بعض اعضا کی غذا۔ بلغم۔ اور بعض کی صفرا۔ اور بعض سودا کا طالب اور سب کو دموی اجزا کی ضرورت ہے۔ پس جن اعضا کی امتزاجی ترکیب ناری اجزا کے زیادہ حصوں سے ہوی ہو تو اُس عضو کا مزاج حار یابس ہوگا اور جن اعضا کے فطرتی ترکیب میں ہوائی اجزا زیادہ ثابت ہوں تو اُن کا مزاج حار رطب مانا جائیگا اور جن کی اصلی ترکیب میں پانی کے اجزا بہت سارے پاے جائیں تو اُن کا مزاج بارد رطب ہوتا ہے اور جن کی طبعی ترکیب اجزاے ارضیہ کے زیادہ حصوں سے ہوی ہے تو وہ بارد یابس سمجھے جاتے ہیں غرض ہر عضو کے لئے ایک خاص قسم کی طبعی امتزاجی کیفیت

دی گئی ہے جب تک وہ کیفیت باقی اور بحال خود رہتی ہے اُس عضو کا مزاج فطرت پر ہوتا ہے اور جب بدل جاتا ہے تو کوئی نہ کوئی حالت پیدا کرتا ہے۔

نتیجۂ تمہید اس تمہید سے آپ کو بخوبی معلوم ہو چکا ہوگا کہ ابتداء ولادت سے تاختم نموجس کا تخمینہ پچیس ۲۵ تیس ۳۰ سال یا غایت سے غایت پینتیس ۳۵ سال خیال کیا جاتا ہے۔ اس مدت مدیدہ میں جس قدر تولید خون اور رطوبات کی زیادتی اور دوران خون کا جوشش وخروشش ہوتا ہے وہ ادھیڑ۔ اور بوڑھوں میں نہیں ثابت ہوتا۔ اور جب اختلاف اسباب سماویہ یا ارضیہ یا دونوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور ہوا میں خاص قسم کی سمی اثرات پیدا ہوتے ہیں اور شہر کی ہوا متعفن اور سمی ہو جاتی ہے اور یہ عام سمی ہوا۔ اخلاط ابدان انسانی اور خصوص اُن ابدان کو جن میں ضرورت سے زیادہ مواد بھرا ہوا ہے اور سوے تدابیر اور اور قوانین حفظان صحت کی پوری پابندی نہیں کی جاتی ہے تو خراب ردی۔ اور فاسد کر دیتی ہے اور یہ سب امور ابتداے نمو سے آخر نمو تک ہی وقوع میں آتے ہیں اسی وجہ سے بچے۔ جوان۔ خواہ مرد ہوں یا عورتیں۔ طاعون کے شکار بنتے ہیں۔ بخلاف ادھیڑ۔ اور بوڑھوں کے کہ اُن میں نہ اس قدر خون کی زیادتی ہوتی اور نہ دوران خون کا جوشش پایا جاتا ہے۔ نہ سوے تدابیر عمل میں آتی ہیں۔ اور نہ حفظان صحت کے قواعد کی پابندی بوجہ عقول کاملہ چھوڑی جاتی ہے۔ اس لئے بہ نسبت بچوں اور جوانوں کے ادھیڑ اور بوڑھے زیادہ شکار طاعون نہیں ہوتے۔ اس پر بھی اس قسم کی عمر والوں میں کسی خصوصیات کی وجہ سے مبتلا ہو جائیں اور اُن پر سمی ہوا کا اثر واقع ہو جاوے تو شکار طاعون ہونا خلاف قیاس نہیں ہے۔

مسئلہ بھی ضروری ہے - زہر کا اثر سب پر یکساں نہیں	یہ مسئلہ غور طلب ہے کہ جب اسباب ارضیہ یا سماویہ کی وجہ سے آب و ہوا میں غیر طبعی مضر اثرات پیدا ہو جائیں اور اُس ہوا سے ہر کس و ناکس بچے۔ جوان۔ بوڑھے۔ عورت۔ مرد۔ سب کے سب منتفع ہوں اور بچہ

بعض متضرر اور بعض ہلاک ہو جائیں اور بعض تندرست و صحیح رہیں۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ کیوں نہیں سب کے سب اس سمی ہوا سے متاثر ہوتے زیادہ غور کرنے کے بعد یہ مسئلہ بآسانی حل ہو جا سکتا ہے کہ سب کے سب کیوں متاثر نہیں ہوتے وجہ اس کی یہ ہے کہ ابدانِ انسانی مختلف الاحوال ہوتے ہیں اور اسی اختلاف حالات کی وجہ سے احکامات بھی مختلف ہوتے ہیں اور انہیں اختلاف کی وجہ سے بعض متاثر ہوتے ہیں اور ہلاک نہیں ہوتے اور بعض متاثر ہوتے ہیں اور ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔ اور بعض متاثر ہوتے ہیں اور قریب ہلاکت پہنچکر سنبھل جاتے ہیں۔ اور بعض بالکل متاثر نہیں ہوتے۔

جو حضرات کہ متاثر ہوتے ہیں خواہ وہ ہلاک ہو جاتے ہیں یا قریب بہ ہلاکت پہنچ جاتے ہیں وہ باوصاف ذیل ضرور متصف ہوں گے۔

(۱) امتلاء بدن۔ اخلاط ردیہ سے۔

(۲) کثرتِ جماع وغیرہ سے ضعیف القوۃ والے۔

(۳) کثرتِ حمام اصطلاح کے مستعملین۔ مستعملیں

(۴) وسیع المسام۔ کھلے ہوئے مسام والے۔

(۵) ہوائے سمی کے مشابہ اور مشاکل مزاج والے۔

(۶) کثرتِ ریاضت و مشقت جو باعث اضمحلالِ قوا و ارواح ہو۔

(۷) انحلال قوت و ارواح۔ غم و فکر و مصیبت وغیرہ سے۔

(۸) سوء تدابیر سے۔

(۹) ضعف و لطافتِ ابدان و قوا و ارواح فطرتی جیسے بچے وغیرہ۔

وضاحت نمبر (۱) اخلاط ردیہ کا امتلا ابدان میں مختلف اصول پر ہو سکتا ہے کبھی فضول کے لحاظ سے کبھی سوء تدابیر کے لحاظ سے کبھی اپنے ناشائستہ اور

کثرت فحوش منہیہ عنہ کی کرتبوں کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جن جن شہروں میں مرض طاعون نے اپنے منحوس قدم جمائے اور اپنے زہریلی اثرات سے متاثر کیا وہ بلاد کے باشندے فی صدی (اسّی یا نوّے) امراض خبیثہ میں مبتلا ثابت ہوئے اور انہیں امراض خبیثہ کی بدولت نہ صرف اُن باشندگان بلاد کے ابدان اخلاط خبیثہ سے مملو اور ممتلی پائے گئے۔

بلکہ اُن کی اولاد اور اُن کے متعلقین بھی اس خبیث مادے سے متاثر ہوئے اور اسی وجہ خاص سے اکثر ہوائے سمّی کے قبول کرنے کے زیادہ مستحق اور مستعد خیال کئے گئے **شعاع القمر** کا بیان ہے کہ انہیں حضرات کے ابدانِ منتنہ بہت جلد متعفن ہوتے ہیں اور وہی زیادہ متاثر ہوتے ہیں جو زیادہ سوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُن کے رنگ۔ روپ زرد اور سر میں گرانی زیادہ ہو جاتی ہے۔

وضاحت نمبر (۲) اس میں شک نہیں کہ التذاذ جماعی اعلیٰ ترین نعمت الٰہی ہے اس کی حرص نہ صرف نوجوانوں ہی کو ہوتی ہے۔ بلکہ بوڑھوں کو بھی تادم زیست اس کا ذائقہ یاد آتا رہتا ہے۔ مگر آلات مساعد اور معین نہیں ہوتے مجبوراً خیرباد کہنا پڑتا ہے۔ دراصل یہ فطرتی فعل ایسا ہے کہ اس میں بلا لحاظ حفظان صحت آدمی بے اختیار اور فطرتی اصول پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور بلا تکلف اس فعل طبعی کے ارتکاب میں بے دریغ سعی کر جاتا ہے جس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام قوابیکار اور ارواح ثلاثہ تحلیل اور نکمی ہو جاتی ہیں۔ قوت طاق ہو جاتی ہے۔ دل کمزور۔ دماغ ضعیف جگر اپنا طبعی فعل پورا نہیں کر سکتا۔

اور جب ہوائے سمی کسی موسم خاص میں اسباب ارضیہ یا سماویہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے تو اس قسم کے حضرات پر اپنا بُرا اثر ڈالتی ہے۔ اور چونکہ ان حضرات کے دل و دماغ اور جگر میں اتنی قوت نہیں ہے کہ اُس سمی مادے کی مدافعت کریں اور اسکو

اسے اپنے حدود سے نکال دیں۔ چار ناچار وہ مادّہ اُن میں مستحکم ہو جاتا ہے اور انہیں بجز قبول کرنے کے گریز نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ اسباب کے زیادہ مستحق اور قابل ہیں کہ مرض طاعون یا عام امراض سمی و وبائی میں مبتلا ہوں۔

وضاحت نمبر (۳) حمام اصطلاحی میں آدمی نہانے جاتا ہے تو پہلے ہی بہل ہا بہکے گرم ہوا سے متاثر ہوتا ہے اور قلب میں ایک خاص قسم کا ہیجان اور بدکیفیتی ہوتی ہے جس کی پوری پوری وضاحت ہمنے اپنے رسالہ الحمام غیر مطبوع میں کر دی ہے اس بدکیفیتی کے نتائج سے ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ آخر کار غشی وغیرہ لاحق ہو جاتی ہے حمام حاریں نہانے سے مادّہ ساکنہ اور منجمد مواد حرکت میں آتا ہے اخلاط ردّیہ میں رقت پیدا ہوتی ہے اور مسامات کھل جاتے ہیں اور پسینہ بے حد جاری ہو جاتا ہے جس سے ارواح ثلاثہ اور تینوں قوّتیں مضمحل اور پست ہو جاتی ہیں اور اعضا میں ڈھیلا پن ہو کر ہضم خراب ہو جاتا ہے اور تولید خون کم ہو جاتی ہے۔ ناتوانی بڑھجاتی ہے اسیطرح بمرّات وکرّات حمام کے استعمال سے روز بروز قوا اور ارواحِ ثلاثہ میں کمزوری بڑھتی جاتی ہے اور قوت گھٹتی جاتی ہے۔

اور جب کسی شخص کی حالت اس قسم کی ہو گئی ہو اور ہوا سے سمی پیدا ہو کر اسپنے اثرات سے متاثر کرنا چاہے گی تو پہلے اس قسم کے لوگ اپنی ضعف و ناتوانی کی بدولت اس بات کے زیادہ مستحق و مستعد ہونگے جو اُس سمی ہوا کو بہت جلد قبول فرمائیں گے۔

وضاحت نمبر (۴) جن حضرات کے مسامات قدرتی اصول پر کھلے ہوئے ہوتے ہیں اُن سے پسینہ بکثرت جاری رہتا ہے۔ ارواح وغیرہ کی تحلیل معمولی ریاضت سے بآسانی ہو جاتی ہے اور روزانہ تحلیل مواد صالحہ اعصاب ولاح کا منحل ہو جانا انسان کو وقتاً فوقتاً کمزور اور ضعیف بنا دیتا ہے اور جب سمی ہوا کسی اسباب

کی وجہ سے پیدا ہو جاے - وہ انہیں کھلے ہوے مسامات[1] کے باریک باریک راستوں سے دل و دماغ اور جگر میں بہت جلد نفوذ کر جاتی ہے - پہلے سے تحلیل مواد و ارواح نے ضعیف بنا دیا تھا مزید براں یہ سمّی ہوا نے فوری نفوذ کر کے اپنا زہریلا اثر ایسیں پہنچا دیا - اس لئے اس قسم کے حضرات اس بات کے زیادہ مستحق اور مستعد ہیں کہ اُن میں ہوائے سمّی بہت جلد اثر کرے اور ہلاک یا قریب بہ ہلاکت پہنچا دے -

وضاحت نمبر (۵) جب کسی شخص کا مزاج پہلے ہی سے کسی اسباب داخلیہ یا خارجیہ کی وجہ سے ہوائے سمّی کے ہم مزاج اور مشاکل ہو تو بفحواے (الجنس یمیل الی الجنس) سب کے پہلے وہ اس بات کا مستحق و مستعد ہے کہ وہ ہوائے سمّی سے متاثر ہو - اسی وجہ سے بعض لوگ ٹیکے کو غیر مفید بتاتے ہیں -

وضاحت نمبر (۶) اس میں شک نہیں کہ ریاضت معتدلہ ابدان انسانی کی صحت کا باعث ہے ریاضت معتدلہ سے ردی اور فاسد اخلاط کا تنقیہ ہو جاتا ہے بھوک صاف رطبیعت چاق ہو جاتی ہے - بول و براز اپنے اپنے اعتدال پر رہتا ہے نیند بروقت آتی ہے حواس و قواے طبعیہ اپنا اپنا پورا فعل کرتے ہیں - اور جب حد اعتدال سے بڑھجاتی ہے تو اخلاط صالحہ اور ارواح ثلاثہ اور قواے طبعیہ میں اضمحلال پیدا کر دیتی ہے - اور پسینہ بکثرت جاری ہو جاتا ہے اور روز بروز کمزوری اور ناتوانی پیدا ہوتی جاتی ہے - اور جب اسباب ارضیہ اور سماویہ کی وجہ سے ہوا میں سمّی کیفیت پیدا ہو جاے تو سب کے پہلے اس قسم کے ناتوان اور کم زور حضرات بوجہ کمزوری اور ناتوانی و عدم مدافعت سمیت کے بدولت اس بات کے مستحق اور مستعد خیال کیجاتے ہیں کہ وہ سمّی ہوا سے زیادہ متاثر ہوں -

---

[1] **قولہ - مسامات** اسی لئے اس موسم وبائی میں موٹے موٹے لباس از سرتا پا پہننا چاہیے جس کی وجہ سے سمّی ہوا - علاوہ استنشاق کے مسامات کے ذریعہ بھی اندرونی حصے میں نفوذ نہ کرسکے ۱۲

وضاحت نمبر (۷) یہ بات بھی ہر کس وناکس بخوبی جانتا ہے کہ جب آدمی کو کسی خاص قسم کی فکر یا غم یا ہیبت یا وہ انفعالات نفسانی جس سے ارواح و قوائین اروزبہ وزا انحلال واقع ہو کس قسم کی ناتوان اور ضعف دل و دماغ کی ناگفتہ بہ حالت کا احساس کرتا ہے وہ لائق اظہار نہیں۔ اور جب اسباب ارضیہ یا سماویہ کی وجہ سے ہوائے سمی پیدا ہو جاسے تو اس قسم کے ہیبت زدہ مغموم ناتوان دل و دماغ والے اپنے ضعف و ناتوانی دل و دماغ و عدم مدافعت سمیت کی بدولت سبھوں سے زیادہ مستحق ہیں کہ وہ مرض سمی میں مبتلا ہوں اور خصوصاً وہ حضرات جنہیں وہم ضرورت سے زیادہ ہو۔

چنانچہ عام اطبائے ماسلف ومتاخرین نے یہ بتایا ہے (انّ الصّحیح قد یمرض اذا استحکم توھمہ للمرض) کہ جن صحیح المزاج حضرات میں کسی خاص مرض کے وہم کا اثر مستحکم ہو جاسے تو وہ اسی مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔

چنانچہ جن حضرات کے مکانوں میں ایک دو اموات کی تعداد ہو جاتی ہے اور یکے بعد دیگرے تمام گھر کا صفایا ہونے لگتا ہے تو وہ نہ صرف سمی ہوا سے مبتلائے مرض ہوتے ہیں بلکہ اپنے مرنے کی ہیبت و دہشت کر وہم سے کمزوری قوائے ثلثہ ہو کر متاثر ہونے کی قابلیت پیدا کرتے ہیں اور پھر وہم کا غلبہ سمّی ہوا کو موثر بناتا ہے اور جاں بحق ہوتے ہیں۔

چنانچہ عدم سرایت مرض اور متعدی نہ ماننے والوں کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ **ماسبق ذکر ہوا**۔ اور جو اس قسم کے خیالات واہمہ سے متاثر نہیں ہوتے وہ بہت کم مرتے ہیں۔

چنانچہ جس مریض نے اپنے اچھے ہونے کا خیال کر لیا اور اپنے اس خیال میں کامل نکلا تو وہ اپنے خیال کے لحاظ سے اچھا بھی ہو گیا ہے۔

چنانچہ آملی نے صفحہ مذکورۂ بالا میں یہ بتا دیا ہے کہ (والمریض قد یصح اذا استحکم توھمہ للصحۃ) کبھی مریض اپنے صحت کے خیال پکانے

سے اچھا بھی ہو جاتا ہے۔

وضاحت نمبر (۸) اس میں شک نہیں کہ جو حضرات۔ کھانے۔ پینے سونے۔ جاگنے۔ سونگھنے۔ سوتنے۔ اور ریاضتوں میں افراط وتفریط کرجاتے ہیں۔ اور یہ اندیشہ نہیں رکھتے کہ بھوک صاف ہوی یا نہیں۔ لطیف غذا پہلے کھائی جائے یا بعد تداخل کیا جاوے یا نہیں۔ صاف پاک پانی پیا جاوے۔ یا گندلہ سندلا۔ قبل غذا پیا جاوے یا بعد غذا یا غذا کے درمیان اور میوے وغیرہ کا استعمال ہو تو قبل غذا یا بعد غذا۔ شربت وغیرہ قبل غذا پینا یا بعد غذا۔ کھانے کے بعد کتنی ریاضت کرنا اور کتنی نہ کرنا امتلاء پر جماع کرنا یا نکرنا۔ اور جگنا تو کتنا جگنا۔ اور سونا تو کتنا سونا حاجت بشری (بول وبراز) کو روکنا یا نہ روکنا اور ریاضت کرے تو کتنی کرے۔

غرض حفظان صحت اور تدابیر ماکولات و مشروبات وغیرہ کی پابندی کماحقہٗ نہیں کرتے اور نہ یہ خیال کرتے کہ موسم سمّی میں تیل۔ یا تیل کے بنے ہوے اغذیہ وغیرہ کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔ شراب کا استعمال کرنا یا نہ کرنا۔ یا کرنا تو کس طرح اور کس اصول پر کرنا کچھ بھی نہیں۔ اناپ شناپ جس طرح بن پڑے اور جس طرح ہو سکے سب کچھ کر لیتے ہیں جس سے اخلاط میں صرف حرارت یا عفونت اور حرارت یا فساد اخلاط وغیرہ پیدا ہو جاتا ہے اور سمّی ہوا کے قبول کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور یہی وجہ بھی ہوتی ہے کہ اس قسم کے حضرات اس بات کے زیادہ مستحق اور مستعد خیال کئے جاتے ہیں کہ وہ مورد مرض سمّی وبائی یا طاعونی ہو جائیں۔

وضاحت نمبر (۹) چونکہ بچے علی العموم ان کی خورد ونوش وغیرہ وغیرہ جیسے اصول پرورشی اطفال کے متعلق مسلم ہیں وہ کماحقہٗ نہیں کئے جاتے۔ علاوہ اس کے اُن کے ابدان فطرتی طور پر نہایت کمزور اور بہت ہی لطیف ہوتے ہیں۔ اور ذرا سی بے اعتدالی ان کے امراض کا باعث ہو جاتی ہے ان کی لطافت وزراکت

فطرتی اور کمزوری اعضا قوا۔ ارواح اور ساخت جسمانی اس بات کے قابل ہے کہ ہواے سمی سے بہت جلد متاثر ہو جائیں۔ اور یہی وجہ خاص ہے کہ بچے بہت جلد اس سمی ہواسے متاثر ہوتے رہتے ہیں کما مر ذکرہٗ۔

اور جب ان اوصاف تسعہ مذکورۂ بالا سے کوی متصف نہیں ہوتا تو وہ ہرگز ہرگز مرض سمی سے متاثر ہی نہیں ہوتا۔

اور بڑی بات تو یہ ہے کہ جب کسی کی قضا اور موت آجاتی ہے اور اُس کی عمر ختم ہو جاتی تو صحیح و سالم شخص میں انہیں اوصاف سے باذن خالق کوی نہ کوی وصف پیدا ہو جاتا ہے اور مبتلاے مرض ہو کر اپنے خالق عز و جل کے حکم کی تعمیل کر دیتا ہے یہ اوصاف ہماری روزانہ تجارب کے نتائج ہیں۔ اور حکم ایزد متعال ان امور کا بھی محتاج نہیں وہ جسکو چاہتا ہے مارتا ہے اور جس کو چاہتا ہے جلاتا ہے۔ ہر ذرہ ذرہ اور ہر ریزہ ریزہ اُسی کے تابع حکم ہے۔

ف تنگ مکان جس میں دھوپ اور ہوا کی گذر گاہیں نہوں اُس میں متعدد آدمیوں کی معیشت اس بات کے قابل ہے کہ وہ ہواے سمی سے بہت جلد متاثر ہوں۔

چنانچہ بزمانہ پلیگ ڈیوٹی مجھے بھی اس امر کا تجربہ ہوا ہے کہ جس کسی تنگ مکان میں متعدد آدمیوں کا بسیرا تھا وہاں بہ نسبت اور کھلے مکانوں کے زیادہ کیس ہوے۔

ف تھکاوٹ بھی انفعال ہواے سمی کا باعث ہوتی ہے۔

ف میلے کچیلے رہنا بھی باعث انفعال ہواے سمی خیال کیا جاتا ہے۔

ف مفلسی اور فقیری بھی مرض طاعون کے قابل بناتی ہے۔

ف راتوں کا جگنا بھی مرض طاعون میں مبتلا ہونے کے قابل بناتا ہے۔

ف زیادہ بھوک پیاس سے اوام سمیہ میں رہنا باعث استعداد مرض ہے۔

سرخی ۳۵ | حفظ ما تقدم اور حفظان صحت

انسانی اجسام پر جب ہم گہری نظر ڈالتے ہیں تو اسکو مختلف حوادث اور عوارضات کا مورد اور محل پاتے ہیں یہ کبھی اندرونی اسباب خاطی سے متاثر ہوتا ہے اور کبھی بیرونی یا اُن دونوں سے۔ اور یہ دونوں اسباب کوی کھلے اور روز روشن کی طرح نہیں ہوتے جن کو ہر کس وناکس احساس کرسکے۔ وجہ یہ ہے کہ بہت سارے اسباب اور مبادی کا منشا خارج میں نہیں پایا جاتا اور بہت سارے اسباب اور مبادی کا منشا خارج میں محسوس ہوتا ہے قطع نظر اس کے بعض اسباب داخلی یا خارجی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ بواسطہ کسی شے کو پیدا کرتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ بلا واسطہ شے کو پیدا کرسکتے ہیں اور پھر یہ اسباب داخلی یا خارجی قریب ہوں یا بعید کبھی بالذات عمل کرتے ہیں اور کبھی بالعرض پھر کوی ضروری ہوتے ہیں اور کوئی غیر ضروری اور جو غیر ضروری ہوتے ہیں اُن میں بعض طبیعت کے منافی نہیں ہوتے اور بعض ایسے بھی ہیں کہ بالکل حفظان صحت کے مضر ثابت ہوتے ہیں۔

غرض مختلف وجوہات سے یہ ممکن نہیں کہ ہر کس وناکس ان تمام اقسام اسباب پر غائر نظر ڈالے اور اپنی حفظان صحت یا حفظ ما تقدم کی کوشش کرے اور نہ یہ ممکن ہے کہ میں اس مختصر سے رسالے میں اُن تمام اقسام اسباب کو بالتفصیل لکھوں۔

اس لئے مناسب ہوگا کہ یہاں بقدر ضرورت حفظانِ صحت کے اصول بتادوں کہ ہر ایک شخص اپنی حالت پر نظر ڈالے اور حفظان صحت اور حفظ ما تقدم کی کوشش کرے۔ انسانی امزجہ کی حسب ذیل اٹھ قسمیں ہیں

(۱) محض حرارت بڑھی ہوی ہو یعنی مزاج حار ہو۔

(۲) محض برودت غالب ہو یعنی مزاج بارد ہو۔

(۳) محض غلبۂ یبوست یعنی مزاج یابس ہو۔

(۴) غلبۂ رطوبت یعنی مزاج رطب ہو۔

(۵) مزاج حار رطب ہو۔

(۶) مزاج حار یابس۔

(۷) مزاج بارد رطب۔

(۸) مزاج بارد یابس۔

اب ان امزجہ کے سوا اور کوئی خاص قسم کا مزاج لائق اصلاح نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان امزجہ کے مختصر سے علامات اور اس کے حفظان صحت کے طریقے حسب ذیل بیان کر دیں۔ تاکہ ہر ایک شخص اپنی مزاج کے اعراض کو ان علامات امزجہ کے ساتھ ملا لے اور اپنے مزاج کو پہچان کر حفظ ماتقدم یا حفظان صحت کی کوشش کرے۔

(۱) علاماتِ مزاج حار یابس

(۱) عطشِ شدید۔ (۲) التہاب۔

(۳) سرعتِ نبض و تواتُر۔ (۴) قلتِ اشتہائے طعام۔

(۵) زردیِ پیشاب و رنگینیِ قارورہ۔ (۶) خشونتِ زبان۔

(۷) نحافتِ بدن (۸) حرارتِ لمس۔

(۹) سنِ شباب۔ (۱۰) پیشہ گرمی پیدا کرنے والا۔

(۱۱) تدبیرِ مسخن۔ (۱۲) اشیائے حارہ کے استعمال سے نقصان پانا۔

ف حرارت مزاج کا اندازہ کر کے اشیائے مبردات کا استعمال کیا جائے مثلاً ٹھنڈی ہوا میں رہنا ہے۔ ٹھنڈا پانی استعمال کرے۔ دھوپ میں چلنے پھرنے سے بچے۔ راتوں کو جگنے سے احتراز کرے اور ریاضت چھوڑ دے۔ راحت و آرام کو اختیار کرے۔ گوشت انڈا۔ مچھلی۔ تیل اور دوسری گرم غذاؤں سے پرہیز کرے۔ شراب چھوڑ دے۔ گرم پانی کے عوض ٹھنڈا یا مار فاتر سے نہائے اصطلاحی حمام میں کبھی غسل نہ کرے۔ خرفہ۔ پالک چوکا۔ خرفہ لیوڑی۔ ترائی۔ آش جو۔ انار۔ کنولا۔ سنترا۔ انگور۔ آلو بخارا۔ جامن۔ بیر ککڑی۔ ناسپاتی۔ بتائی۔ نارنگی۔ انار دانہ۔ املی۔ انجور۔ زرشک۔ سماق۔ انار ترش چاول۔ لیموں۔ مسور کی دال۔ سرکہ کے ساتھ۔ کھیرا۔ تربز۔ ترنج۔ گلے کی چھاچھ

کدو۔ شربت انار ترش۔ شربت لیموں۔ چقندر ببرکہ۔ توت۔ شاہی۔ شربت آلو بخارا کاسنی۔ ان میں سے جو میسر آئے اور وقت پر ملے استعمال کر سکتے ہیں۔ اور نیز ترکِ جماع اپنے ذمہ لازم کرے۔

سرخی ۳۸ علامات مزاج بارد

قلتِ عطش۔ بدرونقیِ چہرہ۔ کثرتِ بلغم۔ قلتِ دم۔ سفیدیِ لب وزبان۔ غلظت وسفیدیِ بول۔ فسادِ رگوں بہ براز خشک بے بو۔ سن شیخوخیت۔ تدابیر بمبردات فتورِ نبض۔ بلادت وتکاسل۔ اشیائے حارہ سے منتفع ہونا۔

ف برودتِ مزاج کا اندازہ کرکے اشیاء حارہ کا استعمال کیا جائے اور سرد ہوا سرد پانی سے بچیں۔ ریاضت معتدل کریں اور گرم پانی سے نہائیں۔ ٹھنڈی ترکاریوں سے بچیں۔ گرم عطر لگائیں اور جماع سے سخت پرہیز کریں۔

ف برودت مزاج کا اندازہ کرکے اشیاء حارہ اغذیہ اور اشربہ حارہ مثل گوشت مرغ۔ گوشت تیتر۔ گوشت کبوتر وغیرہ۔ چائے۔ قہوہ اہل عرب۔ کریلا بے ترشی سویا۔ ماش کی بھاجی۔

سرخی (۳۹) علامات مزاج رطب

(۱) قلتِ عطش

(۲) رنگ چہرہ اداس وسفیدی مائل۔

(۳) ترہّل بدن وشراسیف۔

(۴) رطوبتِ زبان ودہن۔

(۵) تہبّج۔

(۶) کثرتِ عرق یا کثرتِ بول۔

(۷) اشیائے رطبہ سے متاثر ہونا۔

(۸) لینتِ نبض۔

(۹) کثرتِ نوم۔

(۱۰) تدھینی روغنیات کو جذب نکرنا۔

(۱۱) اشیاء یابس سے منتفع ہونا۔

(۱۲) براز نرم۔

(۱۳) حلم وسکون و بلادت اور ملائمت۔

(۱۴) بطی الادراک سریع الزوال۔

(۲) علاماتِ مزاجِ یابس

(۱) خشکی لب وزبان ودہن۔

(۲) شدتِ عطش۔

(۳) صلابت نبض۔

(۴) رقت بول۔

(۵) قلت نوم وعرق۔

(۶) اشیاء یابسہ سے متاثر ہونا۔

(۷) لاغری بدن

(۸) رصاصی یا سبزی مائل یا مکدر رنگ چہرہ۔

(۹) تدہینی روغنیات کو بہت جلد جذب کرنا۔

(۱۰) ظاہر جلد بدن پر جسم غیر طبعی بھوسی کی طرح نمایاں ہونا یا ناخن سے کھرچنے کے بعد بھوسی کیطرح کسی شے کا نکلنا۔

(۱۱) اشیاء مرطبہ کے استعمال سے منتفع ہونا۔

(۱۲) قبض وخشکی براز۔

(۱۳) غضب وغصہ حقد وکینہ اور ترش روی بطی الفہم عسیر الزوال۔

اب رہے بقیہ چار یعنی

(۱) حار رطب۔

(۲) حار یابس۔

(۳) بارد رطب۔

(۴) بارد یابس۔

سو انکا دریافت کرنا ادنی تامل پر موقوف ہے مثلاً علامات حارہ میں سے حار علامتیں اور رطبہ میں سے رطب علامات کو باہم ملالیں اور ایک مرکب مزاج حار رطب نکالیں

اسیطرح حار یابس میں معمولی غور وفکر کی ضرورت ہے۔

اسیطرح بارد رطب اور بارد یابس کو بھی ذرا سے تامل و فکر سے معلوم کر لے سکتے ہیں۔

ف اس کے ساتھ یہ بھی ضرور نہیں ہے کہ یہ کل علامات مذکورہ بالا ہر فرد بشر میں پائی جائیں۔ بلکہ ان میں سے معدودے چند بھی معلوم ہو جائیں تو سمجھ لو کہ فلاں قسم کا مزاج واقع ہوا ہے پھر اُس کی اصلاح۔ حفظ ماتقدم اور حفظان صحت کی کوشش کر لو۔

اور متذکرہ بالا کے بیان کرنے کے بعد اب ہم وہ امور بیان کریں گے جن پر ہر فرد بشر کی صحت کا دارومدار ہے اور اُن کی صحت کے موقوف علیہ ہیں۔ وہ امور حسب ذیل ہیں۔

اسباب ضروریہ حفظان صحت

(۱) ہوا۔

(۲) ماکول و مشروب۔

(۳) حرکت و سکون بدنی۔

(۴) خواب و بیداری۔

(۵) استفراغ و احتباس۔

(۶) صفائی مکان۔

(۷) صفائی لباس۔

(۸) صفائی بدن۔

وضاحت نمبر (۱) ہوا ایک سیال لطیف جسم کا نام ہے جو۔ جوّ سما میں پھیلا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اس کا نہ صرف امیر۔ فقیر۔ چھوٹا۔ بڑا۔ بوڑھا۔ جوان۔ محتاج ہے۔ بلکہ علی العموم۔ چرند پرند۔ اور جتنے جاندار زمین پر چلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ سب ہوا کے محتاج اور سخت ضرورتمند ہیں۔ ہوا ہر جاندار کی جان ہے۔ اور ہر زندہ چرند۔ پرند کی روح تازہ کرنے والی شے ہے اور ہر جاندار اور حیوانات ارضی کے اندرونی کثیفت اور ردی بخارات اور فاسد تبخیر کو دور کرنیوالی اور ہر اقسام کے مختلف گیاسوں کو منتشر کرنے والی خدا کی دی ہوی نعمت ہے۔ اسی کی بدولت وقتاً فوقتاً دل و دماغ کو تفریح ہوتی ہے اور خون کی ردی کثافتوں اور فاسد بخارات کی اصلاح کرتی ہے۔ اور اُس کو جزو بدن اور نیز غذا سے جید بنانے کا شرف آلات غذا کو بخشتی ہے

بقول جالینوس یہی انسان کی جان۔ اور حیوان کی روح ہے۔

انسان اپنی ذاتی ضرورتوں میں اس سے بڑے بڑے اور بہت سارے کام لیتا ہے۔ حیوانات اور نباتات اس سے جداگانہ نفع اُٹھاتے ہیں جبکہ یہ پاک صاف ستھری ہے اور اپنی صرافت مخصہ اور ذاتی جوہر پر ہوتی ہے۔ اور دوسری غیر جنس مشارکات [۱] سے ممتاز ہوتی ہے اور

[۱] قولہ مشارکات الخ چونکہ ہوا کے طبقات مختلف ہیں۔ چنانچہ جمہور حکماء سے ماسلف کا اتفاق اس امر پر ہوا ہے کہ (۱) پہلا طبقہ ہوا سے حارہ کا ہے جو کرۂ ناری سے ملا ہوا ہے۔ جس میں کواکب ذوات الاذناب والنیازک وغیرہ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ (۲) طبقہ ہوا کا جس میں شہب پیدا ہوتے ہیں۔ (۳) طبقہ ہوا سے بارد کا (طبقہ زمہریری) جس میں بخارات ملکہ۔ ابر۔ صاعقہ۔ رعد۔ اور بجلی پیدا ہوتی ہے (۴) طبقہ ہوا کے کثیف کا جو پانی اور زمین سے قریب واقع ہوا ہے اور اکثر اطبا کا خیال حسب ذیل ہے۔

پہلا طبقہ ہوا کا جو زمین سے ملا ہوا ہے وہ اعتدال کے قریب ہے **دوسرا طبقہ** ہوا کا بے حد سرد ہے جس کا نام طبقہ زمہریری ہے اس میں سردی زمین سے شروع ہوتی ہے۔ جہاں بخارات کا صعود منتہی ہوتا ہے وہاں ختم ہو جاتی ہے۔ **تیسرا طبقہ** خالص ہوا کا ہے **چوتھا طبقہ** رقیق ہوا کا ہے جس میں پوری کرویت کی قابلیت نہیں ہے اور اسی طبقے کا نام کرۂ دخانی ہے۔ غرض ان اجزا سے جب ہوا پاک و صاف ہوتی ہے تو وہ انسان کے ارواح اور قوا کی عمدہ اصول پر پرورش کرتی ہے۔ اور جب ان کی آمیزش ہو جاتی ہے تو وہ ہوا کی خالص خالص۔ نہیں رہتی۔ بلکہ غیر طبعی اثرات سے متاثر ہو جاتی ہے۔

جب اس میں اجزائے مائیہ بخاریہ۔ ارضیہ رویہ۔ بخارات معادن۔ فاسد الجوہر۔ یا ناری۔ یا دخانی اجزا۔ یا آدمیوں کی چھوڑی ہوئی سانس۔ یا کشتگان بے گور و کفن۔ یا مردگان نیم سوختہ۔ یا جانوران مردار۔ یا مزبلہ۔ کمیلہ۔ مبا قل رویہ۔ یا سڑی ہوئی کیچڑ۔ یا سنڈاس۔ یا چمڑوں کے کارخانوں کے سڑے ہوئی بخارات۔ یا اور کوئی (اشیا جن کے ملنے سے فسادِ ہوا واقع ہوتا ہے) مل جاتے ہیں تو ضرور کچھ نہ کچھ جوہر ہوا یا اس کی کیفیت میں فساد پیدا کر دیتے ہیں کبھی معمولی امراض کا وقوع ہوتا ہے اور کبھی طبیعتیں خراب ہو جاتی ہیں۔ کبھی ہیضہ یا وبا پھیل جاتی ہے اور کبھی مرض طاعون اور امراض مہلکہ کا شیوع شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ

طبری کا قول ہے کہ جب عالم میں مرض عام فسادِ ہوا کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور خون میں بھی اُس کی وجہ سے خرابی پیدا ہوتی ہے تو مثل (طواعین[1]۔ ورشکین بنفسجی اور موم) نامی بثورات بدن میں پیدا ہوتے ہیں۔ لماتر ذکرہ

ہوا کا فساد دو حال سے خالی نہیں ہے۔

(۱) فساد کلی۔

(۲) فساد جزئی۔

---

[1] قولہ طواعین الخ اُس سے یہ مراد ہے کہ یہ خون فاسد سمی۔ عفن۔ متغیر۔ منفسخ۔ کسی عضو خاص یا اعضا کی طرف منصب ہو اور اُس میں فسخ۔ بدبو اور احراق پیدا کرے اور اُن سے جلدی جلدی ہلاکت واقع ہو اور کبھی یہ اخلاط فاسدہ قلب کی طرف منصب ہوتے ہیں تو فوراً قتل کر دیتے ہیں۔ یا جب دماغ۔ صدر۔ یا بدن کے کسی حصے پر منصب ہوتے ہیں تو مسُور کی طرح بثورات پیدا ہوتے ہیں جن کا نام زیتیہ کہا جاتا ہے۔ اسیجہ سے بقراط نے حکم لگا دیا ہے کہ جب یہ بثورات ناک۔ یا چہرے۔ یا کان کی جڑ میں پیدا ہوتے دیکھے جائیں تو یہ سمجھ لو کہ موت سریع واقع ہونے والی ہے۔ اور کبھی یہ فساد و حدت کم ہوتی ہے تو اُس سے بثور بنفسجی پیدا ہوتے ہیں اور کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیسوؤں نے کاٹا ہے۔ تو یہ بھی زیادہ ردی نہیں ہوتے۔ اور کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی جانور نے کاٹا ہے۔ اُس مقام میں تیزی ہوتی ہے اور اُس کے وسط میں سفید رنگ کے خطوط مائل بہ مکودت ہوتے ہیں اس نوع کا نام ورشکین رکھا جاتا ہے۔ یہ نوع نہایت قاتل اور سخت ردی اور مہلک خیال کی جاتی ہے۔ اطبا ہی نہیں بثور کے بعض حامی ہوتے ہیں جس کو موم کیساتھ تعبیر کرتے ہیں یہ ریح جمیع بدن کے کل اخلاط کے فاسد اور احتراق پر دلالت کرتی ہے

بصورت ثانیہ اُس شہر کے امراض وبائیہ غیر قتالہ ہوتے ہیں اور بصورت اولی قتالہ مہلکہ۔ اور فساد ہوا سے مراد یہ ہے کہ ہوا پر تغیر مفسد جوہر دار د ہو۔ اور کیفیت فاسدہ پیدا کر دے۔

خون بھی اُس کیفیت فاسدہ کی وجہ سے ناقابل غذا و فاسد ہو جاتا ہے اور بسبب فساد امراض پیدا ہونے لگتے ہیں۔

اگر فساد خون حدت وغلیان کے ساتھ ہو تو اُس سے بخارات حادّہ لذّاعہ فاسدہ پیدا ہوں گے اور اُس سے خارش بغیر بثورات اور بھینسوں کے جسم پر نمودار ہوں گی اور

اگر فساد خون مع حدت وعفونت کسی خلط کی مشارکت کی وجہ سے ہو تو اُس سے سوکھی کھجلی۔ اور تر کھجلی۔ اور پھنسیں اور دنبل وغیرہ پیدا ہوں گے۔ اور

اگر اُس کا فساد عفونت۔ حدت اور گرمی کے ساتھ ہوگا۔ اور اُس میں سمیت بھی پیدا ہو جائیگی تو اُس سے طواعین قتالہ اور امراض مہلکہ واقع ہوں گے۔

یہاں کچھ تحقیقات جدیدہ کا انتخاب بھی غیر محل نہ ہوگا اس لئے ہم درج ذیل کرتے ہیں۔

ہوا کی تحقیق

اگر غور کیجئے تو دنیا میں کوئی شے ہوا سے زیادہ توجہ کے قابل نہیں ہے وہ ہماری جان ہے وہ بقائے حیات کا سبب ہے کسی چیز کی ہر دم ایسی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسی اس کی ہے۔ کھانے پینے بغیر تو کچھ وقت کٹ بھی سکتا ہے مگر بغیر ہوا کے تو ایک لمحہ کاٹنا مشکل ہے ایک لحظہ اگر وہ جدا ہو جائے تو جان بے چین ہو جاتی ہے۔ دم ہوا۔ ہو جاتا ہے۔ گو وہ اپنا دیدار نہیں دکھاتی۔ مگر کبھی نسیم سحری بن کر دماغ کو تازہ کرتی ہے کبھی باد صرصر کی صورت میں آن کر برسوں کے بوئے ہوئے درختوں کو پتوں کی طرح اڑا لے جاتی ہے پشتینوں کے بنائے ہوئے مکانات وعمارات کو تنکوں کی طرح کہیں سے کہیں لے جاتی ہے سمندر کی لہروں میں وہ تلاطم مچاتی ہے۔ کہ جہازوں کو خشکی کی ہوا کھلاتی ہے۔ غرض جو کوئی سامنے آئے۔ اُس کو برباد کرتی ہے (برباد کے معنی ہی سے ظاہر ہے۔ کہ وہ کیا کیا کرتی ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ ہوا بھی کوئی شے ہے۔ اور شے بھی بڑی زبردست ہے۔ جس وقت اپنے

زور میں آتی ہے۔ تو جو سامنے آئے۔ اُسے صفا صفا کرتی ہے۔ تو اسطرح دکھاتی ہے جس سے اُسکی مادی ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ ذرا ہاتھ کو اوپر تلے زور زور سے ہلائیے۔ تو اُسکی مزاحمت خود ہاتھ کو معلوم ہوگی۔ غرض قوت باصرہ گو اُس کے ادراک سے محروم ہو۔ مگر قوت لامسہ اُس کے ادراک کے لئے موجود ہے۔ وہ کونسا دم ہے۔ کہ قوت لامسہ کو اُس سے کام نہیں پڑتا۔ ہم ہر دم اُسی کا دم بھرتے ہیں۔ ہم اُس سے پیچھا چھڑا کر باہر قدم نہیں رکھ سکتے کہیں جائیں۔ وہ ہمارے دم کے ساتھ موجود ہے۔ ساری زمین ایسی گھیری ہوی ہے۔ کہ زمین پر اُس کا خول چڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اُسی کا غلاف اوڑھے ہوے زمین بیٹھی ہے۔ اور اُسی کے لحاف میں دبکی ہوی ہے۔ اس خول ہی کا نام کرۂ ہوا یا چلد زمین ہے۔ ہوائے محیط زمین اور ہوائے گردی بھی اُس کو کہتے ہیں۔

ہوا کے عنصر ہونے کا یعنی جوہر فرد ہونے کا خیال سترھویں صدی کے آخر زمانے تک حکما کے دلوں میں جما رہا۔ لیکن اس صدی کے آٹھویں فرانس کے ایک حکیم نے (جو اس زمانے کے علم کیمیا کا بانی ہے) یہ ثابت کر دیا۔ کہ ہوا دو گاسوں سے یعنی (آکسیجن اور نائٹروجن) کے ایک خاص نسبت کے ساتھ ملائے جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ نیٹروجن گاس کی یہ صفت ہے کہ رنگ و بو و ذائقہ کچھ نہیں رکھتی۔ شمع یا چراغ اُس میں رکھنے سے بجھ جاتا ہے۔ جس جاندار کی جان کا مدار دم لینے پر منحصر ہو۔ وہ بھی اس میں بے دم ہو جاتا ہے۔ گو یہ جانستانی کی صفت اسی گاس سے مخصوص نہیں ہے۔ مگر نام اُسی کا بدنام ہے۔ انگریزی میں اس کا نام ایسا ہے جس کا ترجمہ (قاطع حیات ہے) یہ اثر اس میں کسی سمیت کے سبب سے نہیں پیدا ہوا ہے بلکہ آکسیجن کے نہ ہونے کے سبب سے پایا جاتا ہے۔ ہوا کا دوسرا جزآکسیجن ہے۔ اس میں بھی عجیب عجیب وصف پائے جاتے ہیں۔ نائٹروجن کی طرح اس گاس میں بھی رنگ و بو اور ذائقہ نہیں ہے۔ اس میں مشتعل ہونے اور تنفس کے کام آنے کے دو وصف بہت بڑے ہیں گو وہ خود مشتعل نہیں ہوتی۔ لیکن اوروں کے مشتعل رکھنے میں شعلے کی استعانت کرتی ہے

یہ دو چیزیں ہوا کے اصلی ہیں۔ باقی اور چیزیں بھی ہوا میں مخلوط رہتی ہیں۔ مگر وہ اجزاے اصلی میں داخل نہیں ہیں۔ کچھ ضرور نہیں ہے کہ۔ اگر ایک چیز کسی کے ساتھ مخلوط ہو۔ تو وہ اس کا جزو بھی بنجائے کیچڑ۔ پانی میں مخلوط ہوتی ہے۔ مگر وہ آب خالص کا جزو نہیں ہوتی۔ اب یہ اور چیزیں جو مخلوط ہوتی ہیں۔ دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ جو دکھائی دیتی ہے۔ مثلاً ذرات ہیں۔ کہ اگر ایک مکان کا دروازہ بند کر دیا جاے۔ اور کواڑ کی جھری یا کسی سوراخ میں سے روشنی آنے دیں۔ تو ہزاروں ذرے اُٹھتے ہوے ہوا میں دکھائی دینگے۔ جب کواڑ کے پٹوں کو کھول دیں تو پھر وہ ذرے نظروں سے غائب ہو جائیں گے۔ دوسری قسم کی وہ چیزیں جو آنکھ کو دکھائی نہیں دیتی ہیں۔ مثلاً کاربانک ایسڈ۔ اور پانی کے بخارات۔ مگر یہ خوب یاد رکھو۔ کہ یہ اجزا وہ نہیں ہیں جن سے کہ ہوا مرکب ہوکر بنتی ہو (ایسڈ کا ترجمہ حامض کیا گیا ہے) اور تم یہ کہو گے۔ کہ اُن دو چیزوں کا حال بتاؤ۔ کہ جو ہوا میں مخلوط رہتی ہیں۔ مگر آنکھ کو دکھائی نہیں دیتیں۔ تو میں یہ کہوں گا کہ ایک تو اُن میں سے پانی کے بخارات ہیں اور تم بہت آسانی سے اُن کو یوں سمجھ سکتے ہو کہ وہ کیا ہیں۔ کہ ایک لوٹا پانی سے بھر کر آگ پر رکھدو اور دیکھو کہ کیا ہوتا ہے۔ جب لوٹا رکھو گے۔ تھوڑی دیر کے بعد ٹونٹی میں سے بھانپ نکلنی شروع ہو گی۔ اور اُس کے اوپر کی اجزا ہوا میں غائب ہونے شروع ہوں گے۔ اور نیچے کا پانی اور اجزا اُنکی جگہ۔ قائم کرتا جائیگا۔ اور یہ حال تھوڑی دیر تک نظر آئیگا۔ اور لوٹے کا پانی برابر گھٹتا جائیگا۔ اگر اسکو پھر لبریز نہ کرو۔ تو آخر کو پانی جوش کھاکر سب ٹونٹی کی راہ سے اُڑ جائیگا۔ اور تمہارا لوٹا خشک رہجائیگا۔ اب پانی کیا ہوا۔ بخارات بن گیا۔ ونیست ونابود نہیں ہوا۔ کہیں کھویا نہیں گیا۔ بلکہ اُس نے اپنی صورت آپ کو صورت ہوائی سے بدل دیا۔ اور یوں اپنی صورت کو بدل کر ہوا میں گھُل۔ مل گیا۔ بخارات جب تک وہ اپنی صورت میں رہیں گے ہم کو دکھائی نہیں دیں گے۔ مگر بہت ضرور ہے کہ وہ تھوڑے یا بہت ہوا میں ملے رہیں۔ انھیں سے بادل۔ کہر۔ مینہ۔ برف بنتی ہے۔ اگر ہوا بخارات سے خالی ہو جاے۔ تو پھر دنیا سے

شادابی۔ تیر و تازگی بھی ہوا ہو جائے۔ ساری دنیا کی چیزیں خشک ہو جائیں۔ اور پھر کوئی جاندار جیتا نہ بچے۔ حوادثات اور انقلابات کے پیدا کرنے میں بخارات کو بڑا دخل ہے۔ اب تم یہ کہو گے کہ بخارات کو سمجھ گئے۔ اب کاربانک ایسڈ کو سمجھا ئیے۔ انہیں دو چیزوں کا اوپر نام لیا تھا کہ ہوا میں ملی ہوئی رہتی ہیں۔ مگر دکھائی نہیں دیتی ہیں۔ کاربانک ایسڈ کی مقدار ہوا میں بہت کم ہوتی ہے۔ دس ہزار (۱۰۰۰۰) حصوں میں چار حصے اس کے ہوتے ہیں۔ گو مقدار کے لحاظ سے وہ بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ مگر تاثیر کے اعتبار سے بہت زیادہ تم کو اس کی عظمت اور وقعت جب معلوم ہوگی۔ کہ تم یہ جانو گے کہ اسی کی بدولت نباتات کو نشو و نما ہوتا ہے۔ ان کے سارے برگ و بہار و شاخ و بن اس سے بنتے ہیں۔ جب یہ نباتات مردہ اور پژمردہ ہو جاتے ہیں۔ تو کاربانک ایسڈ اُن سے زندہ ہو کر پھر نکلتا ہے اور ہوا سے محیط زمین پر خوب پیر پھیلاتا ہے۔ جب کاربانک ایسڈ نے نباتات کی پرورش کی تو وہ حیوانات کا خود مائی باپ ہوا۔ اس لیے کہ حیوانات اکثر نباتات ہی سے پلتے پھلتے پھولتے ہیں یہ حیوانات جبتک زندہ رہتے ہیں تو اپنے دم کیساتھ کاربانک ایسڈ کو نکالتے رہتے ہیں اور جب انکا دم نکلجاتا ہے تو انکے جسم مردہ کی سڑاند۔ لیانڈ۔ پھپھوند۔ سے اسکو نکالکر ہوا میں پھیلاتے ہیں غرض یوں اس کی اداگون نباتات اور حیوانات میں رہتی ہی ملاحظہ ہو چار عنصر رسالہ کیمیا انتہی۔

ہمارے شہروں اور دیہات میں ہوا کے کثیف اور خراب ہونے کے اسباب

ہمارے ہر شہر اور گاؤں میں وہ باتیں پائی جاتی ہیں مگر ہاں کسی میں کم کسی میں زیادہ۔ اور ان میں دو قسم کے مکانات ہوتے ہیں۔ ایک تو صحن دار۔ دوسرے جھونپڑے۔ صحن دار مکانوں کے صحن چار دیواری سے گھرے ہوتے ہیں جن میں روشنی اور ہوا کی آمد و رفت کے لئے نہ دروازہ ہوتا ہے نہ کھڑکیاں ہوتی ہیں۔ جھونپڑوں کا حال یہ ہے کہ اگر ان کا دروازہ بند کر دیجئے۔ تو اُن میں ہوا اور روشنی کسی طرح آ ہی نہیں سکتی۔ رہنے والوں کا یہ حال ہے کہ بہت سے آدمی ملکر ایسی تنگ کوٹھڑیوں میں سوتے ہیں۔ کہ نہ تو اُن میں سے سانس کے کام آئی ہوئی ہوا اچھی طرح باہر نکل سکتی ہے۔ نہ اُن میں باہر کی لطیف ہوا آسانی سے

رہ سکتی ہے۔ تاکہ اس لطیف ہوا کا مبادلہ ہو سکے۔ پس جو ہوا دم لینے سے کثیف ہو چکی ہے اُسی کے کچھ حصہ سے بار بار سانس لیتے ہیں اور فقط یہی خرابی نہیں ہے۔ بلکہ اس سے بدتر ایک اور خرابی یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کا یہ عام قاعدہ ہے کہ اپنے منہ سر کو کمبل میں خوب لپیٹ کر سوتے ہیں۔ علاوہ ازیں جو آگ کھانا پکانے میں جلتی ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے تیل کے چراغ جو رات کو روشن ہوتے ہیں۔ وہ ہوا سے صرف آکسیجن۔ ہی کو نہیں کھینچتے۔ بلکہ اُس میں زہریلی ہوائیں اور اور اجزا بھی ملا دیتے ہیں۔ اُن سے کثیف ہو جاتی ہے۔

گھروں کے پاس اکثر مردے بھی دفن کرتے ہیں۔ یا تھوڑے ہی فاصلے پر ادھورا جلا دیتے ہیں۔ جانور جہاں مرے وہیں پڑے رہے۔ جب تک اُنکو پرندے۔ یا درندے کھا نہ جائیں اور ناکارہ نباتات دروازوں کے بالکل سامنے اُگتی ہے۔ وہیں گرتی ہے۔ وہیں سڑتی ہے اُٹھا کر پھینک بھی نہیں دیتے۔ جسم کی صفائی پر جیسا چاہیئے خیال نہیں کرتے۔ نہاتے ہیں اور میلے ہی کپڑے پہن لیتے ہیں۔ جن لحافوں کو اوڑھ کر سوتے ہیں۔ وہ پسینے اور جسم کے اور فضلوں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ کھات کے پھینکنے کا بندوبست اچھا نہیں کرتے راستے کے آس پاس۔ بلکہ شارع عام میں بھی نجاست پڑی رہتی ہے یہ لوگ اکثر ایسا بھی کرتے ہیں۔ کہ بہت سویرے اُٹھ کر اُن کھیتوں میں رفع حاجت کے لئے جاتے ہیں۔ جہاں اونچے کھیت کھڑے ہوتے ہیں یا جہاں پردے کی جگہ پاس مل جاتی ہے۔ وہیں بیٹھ جاتے ہیں اور بعض دفع گھروں کی چھتوں پر ہی پاخانہ پھرتے ہیں وہ وہیں پڑا رہتا ہے۔ سوکھ کر خاک ہو جاتا ہے۔ اور گرد کے ساتھ ہوا میں اُڑتا پھرتا ہے۔ یا مینہ میں بہکر نیچے پھیلتا ہے جہاں جا ضرور ہیں۔ وہ اکثر گندگی سے بھرے رہتے ہیں۔ اُن کی نجاست تھوڑی ہی بہت پاس کی زمین میں بہتی ہے۔ یا بازار میں یا گھر کے صحن میں۔ یا جدھر کو راستہ پاتی ہے۔ بہ جاتی ہے۔ اگر کسی طرف نکاس نہیں ہوتا۔ تو نیچے کسی گوشے میں۔ یا گڑھے۔ غار یا سنڈاس میں جا گرتی ہے۔ اور پیشاب تو جس گوشے میں چاہیں۔ کر دیتے ہیں۔ گوبر کا یہ حال

ہے - کہ یا تو بے غوری سے روندن میں رُل جاتا ہے - یا کثافت میں ڈالا ہوتا ہے - تو گھر کے پاس ڈھیر لگا دیتے ہیں - تاکہ گل جاوے - اس سے ہوا کثیف ہو جاتی ہے - کیونکہ وہاں بدبو پیدا ہوتی ہے - یا جب وہ سڑنے لگتا ہے - تو پہلے زمین - پھر اُس کے نیچے کی ہوا کثیف ہو جاتی ہے - اور ان دونوں سے یکساں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں - بلکہ دوسری صورت میں سیل کے سبب زمین جلد تر گندی ہو جاتی ہے -

نہانے کا یہ حال ہے - کہ جہاں موقع پاتے ہیں - وہیں کھڑے ہو جاتے ہیں - اور وہاں زمین پر جو گلنے کے قابل چیزیں پڑی ہوتی ہیں پانی انہیں لیکر زمین میں جذب ہو جاتا ہے - پانی کے نکاس کا بھی اچھا انتظام نہیں - مینہ کا پانی یا تو گڑھوں میں بہت سا جمع ہو جاتا ہے - یا گھر کے پاس کھڑا رہتا ہے اور یہ اُس سے بھی برا ہے - کیونکہ گھر کا فرش بہ نسبت باہر کی زمین کے اکثر نیچا ہوتا ہے - پھر جب اُس نواح میں ایسی دلدل بھی ہوتی ہے - جس کے پانی کا نکاس نہ ہو - تو وہاں کی گلی سڑی ہوئی نباتات اور سیل کی کثافت سے ہوا بگڑ جاتی ہے اور اس کثافت کو گرد و نواح میں پھیلاتی ہے - اور وہ بیماریاں پیدا کرتی ہے - جو دلدل کے آس پاس کے مقامات میں عام ہوتی ہیں -

باورچیخانے کا آخور اور بعض دفعہ میلے کپڑوں کا دھوون بھی جہاں تہاں پڑا رہتا ہے - جو دیکھنے میں آتی ہیں - لیکن کپڑے اکثر کنوؤں اور تالابوں پر دھوئے جاتے ہیں -

قصائیوں کا جہاں بس چلتا ہے - وہیں جانوروں کو ذبح کر ڈالتے ہیں - اور اُن کے اندر کی آلائش بھی وہیں پھینک دیتے ہیں - چمڑا رنگنے والے - رنگ ریز اور اور پیشہ ور سر بازار اپنا اپنا کام کرتے ہیں جس سے اردگرد کے لوگوں کو ایذا پہنچتی ہے -

ہوا کی صفائی کے قدرتی ذرائع

تم نے دیکھ لیا - کہ ہوا کو کثیف کر دینے کے بہت سے سبب ہیں جو ہمیشہ جاری رہتے ہیں - پس اگر قدرتی ترکیبوں سے ان کا دفعیہ نہ رہتا تو زندگی محال ہو جاتی - مگر بعض ایسے قدرتی قانون ہیں - جو بہت کچھ اس خرابی کو دفع کر دیتے ہیں -

اوّل مختلف قسم کی گاسوں کا منتشر ہوتے رہنا جس سے خود بخود فاسد ہوائیں پراگندہ ہو کر عام ہوا میں مل جاتی ہیں
دوسرے ہوا کا تیز چلنا جس سے مختلف ہواؤں کا آپس میں مبادلہ ہو جاتا ہے
تیسرے جو کاربانک ایسڈ زندہ حیوانات و نباتات سے بکثرت پیدا ہوتی ہے اس کے اجزا کو ہرے پودوں کا جدا کر دینا اسی طرح آکسیجن کو خالص کر کے ہوا میں ملا دینا۔ پس یہ تین ترکیبیں ہوا کی صفائی کی ہیں جو کہ ہمیشہ اُن کثافتوں کے بہت سے حصے کو صاف کرتی رہتی ہیں جو اوپر کی صورتوں سے پیدا ہوا کرتی ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ لوگ اکثر اُن صفائی کی ترکیبوں کو کارگر ہونے نہیں دیتے۔ وہ ہوا کثافتیں پیدا کرنے کے علاوہ اپنی جان کو ایسے گھٹے ہوئے گھروں میں بند کر دیتے ہیں جہاں کثافتوں کے صاف کرنے میں اُن قدرتی ترکیبوں کی بہت تھوڑی بلکہ کچھ بھی پیش نہیں جاتی۔ اور شہروں میں مکانات ایسے گنجان بناتے ہیں۔ کہ اکثر لوگ نہایت تنگ جگہ میں رہتے ہیں اور اسلئے کثیف ہوا میں دم لینے سے جو ضرر ہوتا ہے ظاہر ہے۔

پیدا شدہ کثافتوں کا دفعیہ اور ہوا کی اصلاح کی تدبیر

اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ جو کثافتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اُن کی روک یا دفعیہ کسی طرح ہو بھی سکتا ہے یا نہیں۔ ان میں سے بعض تو ایسی ہیں۔ کہ ان کا دفعیہ ہو ہی نہیں سکتا۔ مثلاً سانس کا چلنا اور آگ کا جلنا کیونکر بند ہو۔ اور جہاں یہ ہونگی۔ وہاں ہوا کا اصل جزو آکسیجن ضرور خرچ ہو گا پھر اُس کی جگہ وہ ہوا بھی ضرور ہی پیدا ہوگی۔ جو زندگی کیلئے زہر ہے۔ لیکن جب تک قدرتی قاعدوں میں کچھ خلل نہ پڑیگا۔ اُس وقت تک اس سانس لینے اور جلنے کے عمل سے کچھ خرابی عائد نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس ہوا کی اصلاح کیلئے گھر میں ایسا بندوبست ہونا چاہیئے کہ باہر کی ہوا آنے جانے سے یہ کچھ ضروری نہیں ہے کہ گھر میں سناٹے کی ہوا چلتی رہے۔ کیونکہ اگرچہ کسی گھر یا کمرے میں ہوا کا چلنا معلوم نہیں ہوتا مگر ہمیشہ ادلتی بدلتی رہتی ہے۔ ہاں اس لئے کہ لطیف ہوا پہنچ سکے۔ مگر تیز نہ ہو۔ چاہیئے کہ ایک ہی کمرے میں ایک ہی وقت میں بہت آدمی نہ رہیں ورنہ وہ لوگ اُس مکان کی ہوا کو اتنا کثیف کر دیں گے کہ اُس عرصے میں باہر کی لطیف ہوا اُتنی وہاں نہیں پہنچ سکتی۔ یعنی اُس مکان میں

آدمیوں کا ہجوم نہ ہونا چاہیئے۔

سرکاری مکانات مثلاً بارکوں اور جیلخانوں میں ہر ایک آدمی کے رہنے کے لئے جتنی جگہ درکار ہے وہ خوب سوچ سمجھکر مقرر کی گئی ہے اس جگہ کی مقدار مکعب پیمائش سے دریافت ہوسکتی ہے مثلاً اگر کوی کمرہ دس فٹ چوڑا۔ اور دس فٹ لانبا۔ دس ہی فٹ اونچا ہو تو اس میں ہزار مکعب فٹ ہوا ہو گی۔ ہر ایک قیدی کو (۶۴۸) مکعب فٹ دیا جاتا ہے۔ اور یہ بات مکان کی سطح زمین کی پیمائش سے بھی دریافت ہوسکتی ہے۔ مثلاً جو مکان دس فٹ لانبا اور دس فٹ چوڑا ہو۔ اس میں سو مربعہ فٹ جگہ ہو گی۔

دیسی سپاہیوں کو (۶۲) مربع فٹ زمین دی جاتی ہے اور قیدیوں کو (۳۶) فٹ۔

وجہ یہ ہے کہ قیدیوں کے بارکوں کی چھتیں عام دیسی مکانوں سے بہت اونچی ہوتی ہیں اور ان میں کھڑکے بھی ہوتے ہیں جن سے ہوا کی آمد و رفت بہت اچھی طرح ہوتی رہتی ہے۔ معمولی کارروائیوں کے واسطے سطحی مربع فٹ کی پیمایش کافی ہے۔ اگر ممکن ہو تو ایک آدمی کے واسطے (۴۸) مربع فٹ چاہیئے۔ اس قدر زمین جو آٹھ فٹ لانبی (۶) فٹ چوڑی ہو اور کمرہ کی دیواریں اوپر کی طرف کھڑکیاں ہونی چاہیئیں تاکہ سانس کی کثیف ہوا اُن میں سے نکل جایا کرے کیونکہ اکثر موسموں میں سانس میں سے نکلی ہوی ہوا بہ نسبت گرد و اطراف کی ہوا کے گرم ہوتی ہے اسواسطے اکثر اوپر کو جاتی ہے۔ رہنے بسنے والوں کی تعداد کے موافق ہر کمرے کی کھڑکیوں کو کشادہ رکھنا چاہیئے

یاد رکھو جب باہر سے کسی ایسے مکان میں داخل ہوں جس میں ایک یا کئی آدمی رہتے بستے ہوں اور اُس میں بدبو معلوم ہو تو جان لینا کہ اس کمرے میں ہوا کی آمد و رفت کا بندوبست کافی نہیں ہے جب فی آدمی کے حساب سے جگہ کی مقدار مقرر کرنی ہو تو خیال رکھنا چاہیئے کہ بیماروں کو بہ نسبت تندرست آدمیوں کے زیادہ مقدار کی ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔

کیونکہ جب آدمی بیمار ہوتا ہے تو حالت صحت کی نسبت اُن کی جلد۔ اور پھیپھڑے سے زیادہ

کثافتیں نکلتی ہیں۔ اور اُن سے جلد ہی عفونت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ بیماروں کے گرد و اطراف کی ہوا تنفس کے قابل ہو۔ یہ چاہیئے کہ ہوا معمولی مقدار سے زیادہ۔ بلکہ جو تندرست بیمار کی خدمت کرتے ہیں اُن کے لئے بھی یہ بات لازم ہے۔

بچوں کو لطیف ہوا کی ویسی ہی ضرورت ہوتی ہے جیسی جوانوں کو۔ یہ بات رسم میں داخل ہو گئی ہے کہ زچہ کو ایسے کمروں میں بند رکھتے ہیں جن میں ہوا کو بالکل دخل نہ ہو۔ اُس پر طرہ یہ کہ ہمسائیوں اور رشتہ داروں کا ہجوم ہوتا ہے اور یہ بات صرف زچہ کے لئے مضر نہیں ہے بلکہ خاص بچے کے واسطے بھی نہایت پر خطر ہے بہت سے بچے پیدا ہو کر چند ہی روز میں مر جاتے ہیں بسبب یہ کہ دم لینے کو خالص ہوا کی کافی مقدار نہیں ملتی۔ جس کمرے میں لوگ رہتے بستے ہیں اگر وہاں دود کش یا کوئی اور رستہ کثیف ہوا اور دھواں نکلنے کا نہ ہو تو اُس میں آگ نہ جلانا چاہیئے۔

روشنی کے لئے مٹی کے بھدے چراغ جلاتے ہیں اور اُن سے دھواں اور کثیف ہوائیں پیدا ہوتی ہیں۔ مگر اُن کے نکلنے کا بھی کوئی ویسا ہی آسان بندوبست ہو سکتا ہے۔ جیسا آگ کے دھوئیں وغیرہ کا ہو سکتا ہے۔

سڑاوٹ کی وجہ سے جو برائیاں پیدا ہوتی ہیں اُن کے دفعیہ کے لئے اس عام اصول کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ کل مرے ہوئے حیوانات اور مرجھائے ہوئے نباتات کو جہاں تک ممکن ہو احتیاط کے ساتھ کسی جگہ پھکوا دیا کریں اور مردوں کو آبادی سے دور اچھی طرح سے دفن کر دیا کریں یا ان کو آگ میں جلا دیا کریں۔ دفن کرنا ہو تو قبر بشرط امکان کم سے کم چار فٹ گہری ہو۔ اور مٹی سے خوب دبا دبا کر اچھی طرح بند کر دیں۔ اور جلانا ہو تو خوب اچھی طرح جلائیں۔ مردار جانوروں کو فوراً اٹھوا کر دور گڑوا دیں اور اُن پر خوب دبا دبا کر مٹی جما دیں۔ گلے سڑے۔ گھانس پھوس۔ کوڑا۔ کرکٹ۔ گوبر۔ لید اور انسانی میلہ جو کھات میں کار آمد ہیں جمع کر کے کم از کم ایک ہزار گز کے فاصلے پر آبادی سے ڈھیر یا کھڈوں میں رکھ دینا چاہیئے اگر اُن فضلات وغیرہ

پر کبھی کبھی تھوڑی۔ تھوڑی مٹی ڈالدیا کریں تو اس سے نہ تو بدبو پیدا ہو گی اور نہ زراعت کیلئے غیر مفید ثابت ہونگے۔ انتہی۔

یہاں اصول طبیۂ یونانیہ اور ڈاکٹری اصول حفظان صحت بالکل متفق اللفظ والمعنی ثابت ہوتے ہیں اور دونوں فریق کا خیال ایک ہی اصول پر سمجھا جاتا ہے۔

یہاں اور بھی چند ضروری اور کارآمد باتیں اور ہدایات کا بیان کر دینا بے محل نہ ہوگا

(۱) سرا کی موسمی بدہوائی کے زمانے میں طلوع آفتاب سے پہلے گھر سے باہر مت نکلو۔

(۲) عام لوگوں یا خاص حضرات کا مجمع کسی خاص جگہ ہو تو وہاں زیادہ دیر تک نہ ٹھیرو۔

(۳) اگر عام ہوا میں سمیت پھیل جاوے تو گھر کی ہوا بہ نسبت جنگل کے ہوا کے زیادہ اچھی سمجھو اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ اشتداد مرض سمی کے زمانے میں جو لوگ باہر نکل جاتے ہیں اُن میں اموات کی تعداد بہ نسبت گھروں میں رہنے والوں کے زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔

اب رہی یہ وجہ کہ گھر کی ہوا نسبتہً کیوں اچھی ہوئی اُس کی وجہ یہ ہے کہ مکان کے رقبے کی سمی ہوا بہ نسبت کل جنگل کے رقبے کے سمی ہوا کے نہایت کم ہے اور جو چیز مقدار میں کم ہوتی ہے اُس کے تاثیرات بھی کم زور ہوتے ہیں اور جس کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اُس کے اثرات بھی قوی اور زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے عام جنگل کی سمی ہوا بہ نسبت شہر کے زیادہ قوی الاثر اور پرزور سمجھے گئے۔

(۴) اگر صرف شہر کی ہوا میں سمیت کا اثر زیادہ پیدا ہوا ہے تو بہ نسبت شہر کے جنگل کی ہوا زیادہ مناسب ہے۔ اور ایسی صورتمیں کیمپ۔ ڈیرے۔ اور پالین شہر کے آبادی سے زیادہ دور قائم کرنے کی ضرورت ہوگی۔

(۵) اگر سمی ہوا موسم بارش میں حادث ہو جاوے تو نہ صرف مکانوں ہی میں آگ جلائی جاوے بلکہ کوچوں، بازاروں وغیرہ وغیرہ مقامات میں بھی جلانے کے قابل ہے۔ جو بہترین اصلاح ہوا ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر غلام نبی صاحب نے اپنے (رسالۂ طاعون اور اس کا علاج) میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔
شہر میں آگ لگی اور ایسی آگ لگی جس کی نظیر لندن کی کسی تاریخ میں پائی نہیں جاتی ½ حصے
شہر بالکل جلکر خاک ہوگیا۔ ہزاروں جانوں اور کروڑہا روپے کے مال و متاع پر پانی پھر گیا
تین روز تک عام شہر اور اس سے بھی زیادہ عرصے تک خاص خاص حصے برابر جلتے رہے۔
لوگوں کی سراسیمگی اور انکے اضطراب کا کیا ٹھکانا ہے۔ چند ہی گھنٹے میں ایسا انقلاب ہوا کہ
لکھ پتی روٹیوں کو محتاج ہو گئے خدا کی پناہ۔

اکثر آدمیوں کا خیال ہے کہ اس سے وبا بالکل ہی زائل ہو گئی اور پھر اس کا نام ونشان تک باقی نہ رہا انتہی

بقراط کا قول بھی یہی ہے کہ جب طاعون شہر میں واقع ہو جاوے تو لوگ آبادی کو چھوڑ کر جنگل کی طرف نکل جائیں اور آبادی کو آگ لگا کر بالکل خاکستر کر دیں۔

(۶) اسیطرح تند ہوا[1]۔ اور آندھی چلنے سے بھی ہوا سے سمّی کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

(۷) اور نیز گرمی بھی کثافت ہوا کی اصلاح کر دیتی ہے۔

اطبائے یونانی نے چند قواعد وضوابط ایسے بتائے ہیں جن سے ہر کس و ناکس بآسانی یہ معلوم کر سکتا ہے کہ ہوا کہاں کی اچھی ہے اور کہاں کی خراب۔ شہر کے اندر کی ہوا خراب ہوئی یا جنگل و میدان کی یا آبادی اور جنگل دونوں مقاموں کی ہوا میں فساد واقع ہوا ہے

قاعدہ۔ جس جگہ کی ہوا سے طبیعت پر انشراح اور فرحت خیز اثرات واقع ہوں اور طبیعت میں ایک خاص قسم کی چستی اور چہل سا پیدا ہو جاوے اور بھوک صاف لگنے لگے دل و دماغ میں غیر معمولی قوت کا احساس ہو اور اس کے بین آثار دکھائی دیں تو سمجھ لو کہ اس مقام کی ہوا نہایت عمدہ اور بہت ہی پاک و صاف قابل بود و باش ہے۔

اگر ایسا اندرون بلدہ میں محسوس نہ ہو تو بیرون بلدہ چلدیں۔ اور اگر بیرون بلدہ میں اس قسم کی

---

[1] تند اور تیز ہوا ایک گھنٹے میں ۳۵ میل تک جاتی ہے۔ اور آندھی ایک سو میل تک۔

تر و تازگی وغیرہ مذکورۂ بالا نہ پائیں تو اندرون بلدہ سے چلے آئیں اور اگر دونوں جگہ یہی حالت اور اسی قسم کا احساس نہو تو شہر چھوڑ دیا جاوے اور کسی دوسری بستی میں جہاں یہ لطف حاصل ہو چلے جائیں۔

اور نیز یہ فرق بتایا ہے کہ ہر شخص اپنے سونے اور آرام کرنے کے مکان یا کمرے میں اور نیز اپنے بچھونے کے قرب وجوار میں مرغی کے انڈے متعدد رکھ دے اور ۲۴ گھنٹوں کے بعد اگر وہ انڈے گندے اور فاسد ہو جائیں تو سمجھ لو کہ اس مکان یا کمرے کی ہوا ضرور فاسد ہو گئی ہے قبل از وقت وقوع مرض اس قسم کا مکان چھوڑ دیا جاوے۔ ملاحظہ ہو غایۃ الاتقان صفحہ (۲۴۴) قلمی عربی مولفہ احمد ابوالاسعاد افندی۔

اور نیز یہ فرق بتایا گیا ہے کہ اس قسم کے موسموں میں تازہ گوشت کہیں اونچا لٹکا دیا جاوے اور وہ خلاف عادت بہت جلد متعفن اور فاسد ہو جاوے تو سمجھ لو کہ ہوا بالکل فاسد اور خراب ہو گئی ہے۔

اور نیز ایلاقی کا بیان ہے کہ جب ہوا میں فساد واقع ہوتا ہے تو اس طرح دریافت کر سکتے ہیں کہ کسی برتن میں پانی صاف یا آب مقطر ڈالدیں اور بہت دیر کے بعد اس پانی کو دیکھیں کہ آیا وہ متعفن ہوا یا نہیں اگر متعفن ہوا ہے تو سمجھ لیا جاوے کہ ہوا میں فساد واقع ہو چکا ہے

اور نیز حکیم سکندر بن اسمعیل یونانی تلمیذ حکیم کیاقرب سریانی نے اپنی کتاب اسکندری صفحہ (۴۰۰) میں حسب ذیل وجوہ ہوا کے عمدگی پر قائم کئے ہیں۔

(۱) زمین یا مٹی پر پانی ڈالا جاوے اگر اس سے خوشبو آوے تو ہوا نہایت درست خیال کرو

(۲) ہر ملک کا سونے والا شخص نیند سے بیدار ہونے کے بعد غور کرے کہ ہوش و حواس اور مزاج کیسا ہے اگر پریشان ہوش اور حواس میں تکدر اور طبیعت میں بدمزگی ثابت ہو جاوے تو سمجھ لو کہ اس شہر کی ہوا ناقابل سکونت ہے۔

(۳) اگر نیند اچھی۔ ہو۔ اور بدخوابی نہو۔ بدن میں اٹھنے کے بعد سبکی اور چستی پائی جاوے

تو سمجھ لو کہ اس شہر کی ہوا ۔ نہایت درست ہے۔

(۴) جس شہر میں امور مذکورۂ بالا کے علاوہ جھاڑ جھرڈولے ۔ گھانس ۔ پتی اور میوہ جات و فواکہات نہایت بالیدہ ۔ تروتازہ ۔ شاداب ۔ لذیذ ۔ اور بکثرت پیدا ہوتے ہیں تو سمجھ لو کہ وہاں کی نہ صرف زمین ہی اچھی ہے بلکہ ہوا بھی نہایت قابل تحسین ہے۔

(۵) اصلاح ہوا کے لئے کافور ۔ پیاز ۔ اجوائن ۔ ہینگ ۔ کرنا ۔ ترنج ۔ مکانوں اور اپنے ساتھ رکھنا زیادہ مفید بتائے گئے ہیں۔

(۶) اصلاح ہوا کے لئے ایام وبائی اور طاعونی میں حسب ذیل ادویہ سونگھا کرو ۔ جس سے ہوا صاف ہوتی ہے اور سمی اثرات سے آدمی محفوظ رہتا ہے۔

گولی

نسخہ لادن دو درہم (جو مساوی ساڑھے سات ماشے کے ہوتا ہے) ابرسا ساڑھے تین ماشہ ۔ لونگ جائفل ہر ایک پونے دو ماشہ ۔ کافور ریحانی چھے ماشے ۔ روغن سداب روغن لونگ ۔ روغن جائفل ۔ ہر ایک پانچ پانچ قطرے ۔ مشک عنبر ۔ زباد[۵۱] ہر ایک تین تین گھونچی ۔ عرق گلاب سہ آتشہ میں خوب حل کر کے ۔ کتیرا گوند لعاب میں بڑے بڑے قرص یا گولیاں بنالیں اور اپنے پاس اور اپنے مکان کے ہر گوشے اور محراب میں رکھدیں۔

نسخہ گل سرخ ساڑھے تین ماشے ۔ گل بنفشہ ۔ صندل ۔ اصطرک[۵۲] ہر ایک پونے دو ماشے ۔ پوست ترنج ۔ جوتری ہر ایک ساڑھے دس ماشے ۔ کافور ریحانی چھے ماشے ۔ زباد مشک عنبر ہر ایک چھ سرخ ۔ ان سب کو کوٹ پیسکر چھان لو ۔ اور کتیرا گوند کے لعاب میں بڑی بڑی گولیاں یا قرص بنالو ۔ اور اپنے مکانوں اور کمروں ۔ محرابوں میں رکھ دو ۔

نسخہ سرکہ تقدمن ابر مردہ بھگو کر ۔ سونگھا کرو۔

---

۵۱ زباد یعنی مشک بلائی ۱۲

۵۲ اصطراک یعنی زیتون کا تیل ۱۲

نسخہ خزاما[۵۱] ایک مٹھی سقوردیون[۵۲]۔ سداب گل سرخ ہر یک ایک ایک مٹھی۔ انجلیقا[۵۳]۔ حب العرعر[۵۴] ہر یک سات سات ماشے زرنباد۔ پوست ترنج۔ مُر۔ ہر ایک ایک درہم (۳۱/۲ ماشہ) کافور ریاحی (۱۱ ماشے کم) گلاب کلی۔ ہر یک ایک سیر پختہ (۸۰ تولہ) یا اُس سے بھی زیادہ بقدر وسعت مکان لیسکتے ہیں۔ ان سب اجزا کو جوکوب کرکے سرکہ مذکور میں ملاکر معتدل آگ پر پکائیں اور مکان کے ہر گوشے اور کمروں میں رکھدیں اور ایام فسادِ ہوائی ختم ہوے تک دوسرے تیسرے بدل دیا کریں۔

استاد یحییٰ قرب کا بیان ہے کہ مشک عنبر لوبان خواہ وہ ہاتھ میں رکھے جائیں یا سونگھے جائیں ہر حال میں مفید ہیں۔ مگر عورتوں کے لئے مضر ہیں۔ اس لئے عورتوں کو یہ اشیاء سونگھنا یا اپنے پاس رکھنا مفید ہے۔ برگ سداب۔ پوست ترنج۔ دارچینی

استاد مذکور کا یہ بھی بیان ہے کہ دارچینی کا ٹکڑا منہ میں رکھنا ہوا سے صاف کو دل ودماغ میں پہنچاتا ہے اور نارنگی۔ پیاز۔ پودینہ اور سیب سونگھا کرو۔ اور مکان میں لٹکادو۔

شیخ بوعلی کا بیان ہے کہ ایام طاعونی میں گلاب کا پھول کافور صندل وغیرہ مقویات دل ودماغ کا سونگھنا بھی زیادہ فائدہ بخش ہے۔

ابومنصور کا بیان بھی یہی ہے کہ جمیع مقویات قلب اور مسکن حرارت غریبی کا استعمال کیا جائے۔

ازروئے خاصیت ان ذیلی اجزا میں باذن خالق ایک خاص قسم کی خصوصیت رکھی گئی ہے کہ اُن کو اپنے پاس رکھنے سے بالخاصہ ہوا سے سمی کی روک اور اُس کا بچاؤ ہوجاتا ہے۔

نسخہ سم الفار۔ بقدر ضرورت لیکر کوٹ پیسکر چھان لو۔ اور مرغی کے انڈوں کی سفیدی میں

---

۵۱ خزاما یعنی گل مشبو ۱۲ منہ ۵۲ سقوردیون یعنی بکلی بسن ۱۲ منہ ۵۳ انجلیقا یعنی ہرن مگری یا ہنڈل
۵۴ حب العرعر یعنی تخم سرو کوہی ۱۲ منہ

ملالو اور کتیری کے لعاب میں بڑے بڑے قرص یا گولیاں بنالو۔ اور خشک ہونے کے بعد ریشم کے کپڑے میں باندہ کر قلب کی طرف لٹکا دو۔

نسخہ بزرالبنج سفید۔ دو اُوقیہ (۱۵ مثقال) زربنا و سات ماشہ کافور ریحانی پونے دو ماشہ زعفران سوا ماشہ ان سب کو کوٹ پیسکر چھان لو اور کتریکا لعاب عرق گلاب سے نکالکر بڑے بڑے قرص یا گولیاں بنالو اور خشک ہونے کے بعد اپنے مکانوں اور کمروں اور اپنے ساتھ رکھ لو۔

نسخہ زندہ پارہ ریٹھ کے چھلکے میں رکھ کر اپنے پاس رکھا کرو۔

نسخہ زمرد اخضر۔ کا اپنے پاس رکھنا یا اُس کی انگوٹھی پہنی یا اپنے سامنے رکھنا مفید ہے۔

نسخہ لُبُنْد۔ یاقوت کبود۔ یعنی نیلم۔ کا اپنے پاس رکھنا بھی مفید بتایا ہے۔

نسخہ درونج عقربی کا گلے میں لٹکانا بھی بالخاصہ مفید بتایا ہے۔

نسخہ نزہت میں لکھا ہے کہ جتنے مرکبات جس ہیں۔ صبر۔ زعفران۔ گِل مختوم۔ بنفشہ۔ سنبل الطب۔ درونج عقربی ہوتی ہے۔ وہ ایّام طاعونی یا وبائی میں ضرور استعمال کریں۔ اور جدخراطین کی انگوٹھی بھی مفید ہے۔

نزہت میں یہ بھی لکھا ہے کہ زمرد و یاقوت کا اندرونی اور بیرونی استعمال نہایت مفید ہے۔

کنز المعارف مطبوعہ بیروت بحث طاعونی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روغن زیتون کا جسم پر ملنا بھی زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔

چنانچہ اسی میں لکھا ہے کہ ایام طاعون میں صدہا کیس ہوئے اور سیکڑوں اموات کی تعداد پہنچی۔ مگر جتنے زیتون کے تیل کے کام کرتے تھے اُن میں ایک بھی کیس ہوتا ہوا نظر نہ آیا۔

ف ایامِ طاعونی میں ہر روز جدوار (۳ م) دانگ گائی کی چھاچھ میں ملا کر صبح کے وقت پی لیا کریں اور غذائے ترش جس میں تریاقی اثر ہو۔ کھایا کریں اور سرکہ اور پیاز کے سونگھنے کی زیادہ مداومت کریں۔

نسخہ ابتدائے زمانۂ طاعون میں فادزہر حیوانی بری اور جدوار ہر ایک چار حبہ گائی کی چھاچھ میں ملا کر پیا کریں۔ اور دونوں وقت چاول اور گائی کی چھاچھ اور بالائی کا زیادہ استعمال رکھیں۔

اور نیز کروندے کا مربا۔ اور تمر ہندی کا مربا۔ اس موسم خاص میں کھایا کریں۔ اور بجائے پانی کے عرقِ گلاب۔ عرقِ کاسنی۔ ہر دو ہم وزن۔ عرقِ صندل چوتھائی بقدر ملا کر شورہ میں پرورش کر کے پیا کریں۔

سویدی کا بیان ہے کہ یاقوت یا اس کی کوئی سی قسم ہی کیوں نہ ہو گلے میں لٹکانا یا ہاتھ میں انگوٹھی پہننا صاحب طاعون کے لئے بے انتہا مفید اور میرا ذاتی تجربہ ہے۔

اور اس کا یہ بھی بیان ہے کہ روغن زرد گاؤ دوا اس موسم میں جس قدر ہو سکے استعمال میں لایا کریں۔ وہ بھی بہت مفید ہے۔

ہندی حکما کا بیان ہے کہ روغن کنجد (تل کا تیل) اس مرض کے لئے سم قاتل اور بے انتہا مضر ہے اس سے اس زمانے میں سخت پرہیز کرنا چاہیئے کہ چراغ بھی گھر میں اس کا لگایا نہ جائے۔

وضاحت نمبر (۲) ماکول و مشروب یعنی کھانے پینے کی چیزیں۔

منجملہ ضروری امور کے کھانا پینا بھی انسان کی زندگی کا دار و مدار ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جتنی سخت ضرورت انسانی زندگی کے لئے صاف ہوا کے ساتھ وابستہ ہے اتنی خورد و نوش کے ساتھ نہیں مگر جس قدر ہے وہ بھی نہایت ضروری ہے۔ خورد و نوش کا اصلی مقصود اور غائت یہ ہے کہ روزانہ جس قدر جسمانی قوائے وغیرہ کی تحلیل ہوتی ہے اس کا بدل باندازۂ خاص

تیار کیا جاسے۔اگر خور و نوش کے اشیا لطیف اور عمدہ ہونگے تو بدَلِ مایتحلل بھی لطیف و عمدہ پیدا ہوگا اور اگر غذا ئے ردی فاسد اور مفسد ہوگی تو بدَلِ مایتحلل بھی ردی فاسد اور خراب پیدا ہوکر اغراض صحت کے مضر ثابت ہوگا و بخصوص جب اس قسم کی سمی ہوا عالمگیر ہوجاسے تو فاسد غذا کا بدل مایتحلل بھی فاسد پیدا ہوکر فساد ہوا کے ساتھ ہم مزاج ہوتا ہے اور سمی اثرات کے طرف بہت جلد مائل ہوکر مبتلائے مرض سمی کر دیتا ہے۔

یہی وجہ خاص ہے کہ جز معاش بے روزگار حضرات اپنی اصلاح غذا میں ناکامیاب ہوکر بہتا ایسے مرض سمی ہوتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کم سن بچے اپنے سو ر تدابیر غذا کی وجہ سے معرض ہلاکت میں پڑتے ہیں۔

پانی قابل استعمال وہ ہے جو صاف شفاف خوش ذائقہ۔خوشگوار۔اور ہلکا ہو اور صابون جلد گھل سکے۔

جس پانی میں گھانس پتی بڑتی ہے۔یا گندہ۔میلا پانی اُس میں شریک ہوتا ہے یا کسی قسم کی غلاظت یا سڑی گلی نباتی حیوانی اجزا اس میں مل جاتے ہیں یا صاف و شفاف پانی میں ادنیٰ درجے کے لوگ (چمار وغیرہ) نہاتے دھوتے ہیں اور سخت بے احتیاطی کرتے ہیں تو ایسی صورتوں میں پانی ناقابل استعمال اور مضر صحت خیال کیا جاتا ہے۔

ف گڑھے ہے کھنڈوں میں کا جمع ہوا پانی ہرگز مت استعمال میں لاؤ۔

ف جس پانی میں بُری بو آئے یا بُرا مزا ہو۔یا رنگ میلا ہو۔یا قوام غلیظ ہو۔ یا اُس پانی پر پھین آتا ہو۔یا اُس میں جونکیں پیدا ہوتی ہوں۔یا کسی قسم کے کیڑے یا اُس میں کیچڑ ہو یا اُس میں بڑے جھاڑ پیدا ہوں۔یا کھن جھاڑی سے ڈھپا ہوا ہو۔تو ان تمام صورتوں میں پانی بالکل خراب اور ناقابل استعمال اندرونی و بیرونی خیال کیا جاتا ہے۔

خراب پانی حسب ذیل طریقوں سے صاف ہوسکتا ہے۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ ہر قسم کے ردی اور ناقابل استعمال پانی کی اصلاح پکا کر مقطر کرنے سے ہو جاتی ہے۔

دوسرا طریقہ پانی کی صاف کرنے کا یہ ہے کہ تین کورے مٹکے ایک سہ منزلہ گھڑونچی پر رکھدو۔ اوپر کے گھڑے میں پانی اور کچھ پاک ریتی بھردو۔ اور اس کے تحتانی حصے میں باریک سا سوراخ کر کے پاک صاف ستھری چندی یا ریشمی کپڑے کی بتی بنا کر سوراخ میں پرو دو اور اس مٹکے کے نیچے دوسرا گھڑا ایسا رکھو کہ اوپر کے مٹکے کا تقاطر ہوتا رہے اور اس دوسرے گھڑے میں جس میں پانی متقاطر ہو رہا ہے نیم کا جلا ہوا کوئلہ پاک صاف دھو کر رکھو پھر اُس میں بھی اُسی طرح ایک سوراخ کر کے بتی لگا دو پھر آخری تیسرا مٹکا جو سب کے نیچے اور زمین سے دو فٹ اونچے پر واقع ہے۔ اُس میں دوسرے گھڑے کا مقطر پانی جمع کر کے استعمال میں لاؤ۔ اِس قسم کا پانی قابل حفظان صحت ہوگا۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ گندلے پانی میں نرملی یا تھوڑی سی پھٹکڑی پیسکر پانی میں ملا دو تو وہ گندلا پانی تہ نشین ہو کر صاف وشفاف پانی قابل استعمال ہو جائیگا۔

چوتھا طریقہ یہ ہے کہ خراب پانی میں عمدہ مقام کی مٹی یا اپنے وطن کی پاکیزہ مٹی ملا کر گھلا لو اور کچھ دیر کے لئے پکالو اور بطریقہ سوم تہ نشین کر کے استعمال میں لاؤ۔

پانچواں طریقہ یہ ہے کہ ناقابلِ استعمال پانی میں عمدہ اور پاکیزہ روی کا گالا بھگو کر نچوڑ لیا کرو تو وہ پانی بھی قابلِ استعمال ہو جائیگا۔

چھٹا طریقہ یہ ہے کہ ناقابلِ استعمال پانی کو قرع انبیق کے ذریعہ سے عرق کشید کر کے استعمال میں لاؤ۔

ساتھواں طریقہ یہ ہے کہ ایک ظرف گلی کشادہ دہن میں خراب پانی بھردو اور دوسرا ظرف گلی کشادہ دہن اُس سے کچھ نیچے حصے میں خالی رکھدو اور پھر اُس لبریز ظرف گلی مذکور میں ایک روی یا پاک صاف کپڑے کی موٹی بتی بنا کر ایک سرا اُس لبریز ظرف میں اور ایک سرا اُس خالی ظرف گلی مذکور میں چھوڑ دو تو لطیف اور شفاف پانی اُس بتی کے ذریعہ سے اس خالی ظرف میں متقطر ہو جائیگا اور وہ استعمال کے لائق ہوگا۔

آٹھواں طریقہ یہ ہے کہ جب یہ کل تدابیر اصلاح آب بروقت امکان سے باہر ہوں تو پیاز خام یا سرکہ میں مدبر کی ہوی کا استعمال کرنا تریاقیت کا کام دیتی ہے۔

ف اکثر مریض طاعون کو تشنگی اور بے حد پیاس ہوا کرتی ہے اور بار بار پانی مانگتا اور پیتا ہے مگر تشنگی نہیں جاتی اس لئے زیادہ مناسب ہوگا کہ پانی میں کچھ تھوڑا سا انگوری سرکہ ملا کر پلادیں تو تشنگی بالکل زائل ہوجائے گی اور اسکو پوری تسکین حاصل ہوگی۔ ملاحظہ ہو ذخیرۂ خوارزم شاہی فارسی قلمی صفحہ (۲۰۷) جزو اول از کتاب دوم بحث آب باب پنجم۔

اچھے پانی کی شناخت یہ ہے کہ سونگنے سے بدبو نہ آئے بلکہ اُس میں کسی قسم کی بو ہی نہو اور ذلئقے میں بدمزہ نہو بلکہ میٹھا ہو اور دیکھنے میں بے رنگ بلکہ پاک صاف شفاف ہو اور وزن میں ہلکا ہو اور قوام میں پتلا ہو اور لطافت میں گرم کرنے سے فوراً گرم ہوجائے اور سرد کرنے سے فی الفور سرد ہوجائے اور استعمال میں سریع الانحدار ہو اور معدے میں گرانی پیمانہ کرے اور نہ اُس میں بہت دیر تک ٹھیرا رہے اور نہ نفخ و تمدد پیدا کرے بلکہ ہر طرح پیٹ میں خفیف ہو سکے اور ثقل غذا کو فوراً اُتار دے اور یہ پانی ہو تو بڑی نہر۔ سریع السیر نہر کا ہو۔ کیونکہ جب یہ پانی بڑی نہر کا ہوگا تو بوجہ سریع السیر ہونے کے اُن ارضی تاثیرات سے کہ جن پر جلدی جلدی گذر رہا ہے متاثر نہ ہوگا۔ اگرچہ وہاں کے زمینی اجزا ردی الکیفیت کیوں نہ ہوں۔ ملاحظہ ہو مائۃ مسیحی قلمی۔ کتاب ۲ اباب المیاہ۔

اِس موقع پر اختصاراً کچھ تھوڑے سے ہدایات بلحاظ موسم لکھنے کو ضروری خیال کرتا ہوں

(۱) میٹھے کھانے پینے کی اشیاء سے پرہیز کرو۔

(۲) تیل یا اُس کی بنائی ہوی کل اشیاء کے استعمال سے سخت احتراز کرو۔

حکمائے ہند کا بیان ہے کہ روغن کنجد اس مرض میں بے انتہا مضر ہے حتیٰ کہ چراغ بھی نہ جلایا جائے۔

(۳) کھانے پینے کی کل چیزوں میں جو گرم مفسد اخلاط ہیج مواد ہوں مطلقاً چھوڑ دو۔

(۴) غذا بطی الہضم اور ثقیل کا استعمال نہ کرو۔

(۵) اشتہا صاف اور صادق کے قبل نہ کھاؤ۔

(۶) تاختم ایام سمی غذا عادت سے بہت ہی کم کھائی جائے تاکہ مراد کی زیادتی نہو۔

(۷) انڈے۔ مچھلی۔ بیگن۔ اور عام کچے ترکاریاں اور دیر ہضم اشیا جن سے اسہال ہوں پرہیز کرو۔

(۸) موسم سمی میں جب تک ترشی والی غذا کا استعمال نہ کیا جائے باہر نہ نکلیں۔

(۹) وقت واحد میں مختلف اقسام کے اغذیہ اور اشربہ کا استعمال نہ کرو۔

(۱۰) غذا کے استعمال کے ساتھ ہی سو نہ جاؤ بلکہ کچھ چل پھر کر آرام کرو۔

(۱۱) ایام وبا میں بلحاظ سمیت ہوا نباتات اور اشجار میں بھی فساد ہو جاتا ہے اور وہ نباتات و اشجار جانوروں کی غذا ہوتے ہیں اور ان جانوروں کا گوشت ہمارے کھانے میں آتا ہے میوجات اور عام ترکاریاں بھی ہماری غذا ہوتی ہیں۔ اور ان سب میں ہوائے سمی کا پورا پورا اثر ہو چکتا ہے اور وہ متاثر بھی ہو جاتی ہیں۔ اس لئے دودھ دہی گوشت میوے اور عام ترکاریاں اس مخصوص پلیگ زدہ شہر کی نکھاؤ۔

چنانچہ میجر بروس صاحب کا بیان ہے کہ شہر مالٹا کے بخار عام کا اصلی سبب بعد تحقیق یہ ثابت ہوا کہ وہاں کی بکریوں اور ان کے دودھ میں بخار کے کیڑے پیدا ہو گئے تھے اور وہ گوشت اور وہ دودھ پبلک اور عام رعایا کے کھانے میں آنے لگا اس لئے یہ مرض عام بمقام مالٹا میں پیدا ہو گیا۔ جب گوشت اور دودھ کا استعمال بالکلیہ اور قطعاً چھوڑ دیا گیا تو وہ مرض عام بھی جاتا رہا اور صحت ہونے لگی۔

کفایت مجاہدیہ مصنفہ منصور بن محمد بن احمد بن یوسف بن الیاس قلمی صفحہ (۹) جو ۹۲۶ھ میں تالیف کی گئی ہے اس کے دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایام وبا میں دودھ۔ دہی۔ گوشت ترکاری۔ اور عام میوؤں کا استعمال باعث تغیر مزاج اور ہلاکت ہے۔

چنانچہ مصنف کا بیان ہے کہ (زیراکہ چوں فساد ہوا در نباتات و حیوانات اثر کند۔ ہر آئنہ انسان و دیگر حیوانات ازاں ہا غذا بسازند و ہر غذا کہ ازاں مادّہ حاصل شود۔ سبب فساد و تغیر مزاج گردد۔ چون دریں صورت متمادی شود موجب ہلاک گردد) کیونکہ جب ہوا کا فساد نباتات اور حیوانات میں اثر کرجاتا ہے اور انسان اور دوسرے حیوانات اُن سے ضرور اپنی غذا بنالیتے ہیں۔ اور جس غذائے فاسد سے جو مادہ حاصل ہوتا ہے وہ فساد اور تغیر مزاج کا سبب ہوتا ہے اور جب یہی غذا ایک مدت معتدبہ تک استعمال کی جائے تو ضرور ہلاکت کا باعث ہوگی۔

(۱۲) لیموں۔ کرنا۔ انار ترش۔ آلو بخارا۔ آبجوش۔ گائے کی چھاچھ۔ اور املی کی ترشی عادت سے زیادہ استعمال کرو۔

(۱۳) ترش میووں کا استعمال اس موسم میں زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔ بشرطیکہ طاعون نزدہ شہر الگ ہو

(۱۴) کھانے کے ساتھ سرکہ یا سرکے کی چٹنی ضرور استعمال کرو۔

(۱۵) عرق ہیراکسیس اور عرق گندک کے چھ قطرے کھانے کے ہمراہ استعمال کرنا زیادہ مفید بتایا ہے۔

(۱۶) روغن زرد جس قدر زیادہ استعمال کرینگے اتنا ہی مفید ہوگا۔

(۱۷) اگر گوشت کھانے کو زیادہ جی چاہے۔ تو زرشک۔ سماق۔ انار دانہ ترش یا سرکہ میں پکاکر کھاسکتے ہیں۔

(۱۸) آب سرد مقطر سادہ یا برف ملاکر پینا زیادہ مفید بتایا ہے چنانچہ

حنین نے بھی یہ بات بتائی ہے کہ ٹھنڈا پانی ایک ہی وقت میں خوب پیٹ بھر سیری کے ساتھ پی لیں تاکہ حرارت وبائی اور اسکی شدت گرمی کی مدافعت ہوجائے اور تھوڑا تھوڑا پینے میں نفع نہیں بلکہ حرارت اور گرمی مرض کے بھڑکانے کا باعث ہے کما قال (ینبغی ان یشرب الماء البارد دفعۃً کثیرۃً لیدفع الحرارۃ من الوبا

ولا یشرب قلیلاً قلیلاً فانہ لا ینفع ویتھیج الحرارۃ)
اور نیز **شفاء الاسقام** کے دیکھنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ (ویشرب الماء البارد المبرد بالثلج والجمد ویشرب الماء عباً غیر من تنفسہ) پانی نہایت سرد اور برف آلود اور نہایت سیری کے ساتھ یکدم پیٹ بھر کر پیا جائے اور تھوڑا تھوڑا نا قابل استعمال ہے ۔

ناظرین غور فرمائیں کہ حکمائے حاذق اور تجربہ کار اطبائے سابق نے جن اصول پر ٹھنڈا پانی مریض طاعونی کو پیٹ بھر پینے کو بتایا ہے وہ نہایت واضح اور کھلا ہوا مسئلہ ہے جو ہر کس وناکس کی سمجھ میں آجاتا ہے ۔ مگر جن حضرات کی نظران وسیع میدانوں پر نہیں پڑی، وہ علی العموم گرم گرم پانی پلا کر مریضان طاعون کو نا قابل برداشت بے قراری اور اضطراب سے جاں بحق تسلیم کراتے ہیں ۔

کیا اچھا ہوتا کہ وہ گرم پانی کر کے ٹھنڈا کر لیتے بلکہ برف و یخ سے پر لطف سرد بنا کر پیٹ بھر پلاتے ۔ اس پر اگر وہ مر بھی جاتے تو ٹھنڈے پانی کی دلی آرزو اپنے ساتھ نہ لیجاتے ۔

(۱۹) سرد پانی میں سرکہ چند قطرے بقدر ضرورت ملا کر پینا بھی مفید بتایا ہے اس سے تشنگی فوراً بند ہو جاتی ہے ۔

(۲۰) سکنجبین ۔ عرق گلاب) شربت انار ترش ۔ عرق بید مشک کے ساتھ ملا کر روز پینا بھی زیادہ مفید بتایا ہے ۔

(۲۱) گوشت اور خصوص گلے کا تا امکان استعمال نہ کیا جائے ۔

(۲۲) شراب سے سخت پرہیز کرو یہ سخت محرک موادِ ساکنہ اور جوش خون پیدا کر نیوالی شئے ہے ۔ دل و دماغ ۔ جگر میں بے حد خرابی پیدا کرنے والی ہے ۔ اور اس موسم سمّی میں سمّی ہوا کا اثر اکثر ان ہی اعضائے رئیسہ پر پڑتا ہے اور ہلاکت کو پہنچاتا ہے ۔

میرا تجربہ ہے کہ اس موسم سرما میں جتنی ارذل اور پنچ قوم شکار طاعون ہوئے ہیں قطع نظر دیگر امور کے اسی شراب خانہ خراب کی بدولت زیادہ ہوئے ہیں۔ وجہ یہ کہ جب کسی نیچ قوم (دہیڑ یا چمار) کے گھر میں موت ہوتی ہے تو وہ لوگ مردے کو چھوڑ کر شراب خانوں میں جاتے اور خوب شراب پی لیتے بعد ازاں تجہیز و تکفین میں مصروف ہوتے۔ پھر دوسرے روز انہیں شراب خواروں میں سے کسی نہ کسی کی موت ضرور ہوتی اور پھر جا کر بدستور عادت و رواج شراب خواری کرتے غرض کثرت اموات کی تعداد اسی شراب خواری کی بدولت دیکھی گئی چنانچہ **پروفیسر ٹی گرف** نے اپنے تجربے سے ثابت کیا ہے کہ انسان کے خون میں بہت سے سفید رنگ کے جراثیم ہوتے ہیں۔ وہ امراض متعدیہ کی مدافعت کرتے ہیں اور شراب دفعتاً ان جراثیم کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اس لئے امراض ساریہ و متعدیہ کی مقاومت کے لئے اور مہلک کیڑوں کے دفع کرنے کے لئے فطرت نے جو فوج ہمارے جسم کے اندر مرتب کر دی ہے۔ شراب کا پہلا تباہ کن حملہ اسی پر ہوتا ہے اور اسے برباد کر دیتا ہے۔

ملاحظہ ہو اخبار الہلال جلد (۵) نمبر سے چہ (۱۰) صفحہ (۱۹۲) سنہ ۱۳۳۲ھ

(۲۳) ضرورت سے زیادہ بھوکے پیاسے نہ ہو۔

(۲۴) بند باولی یا کنواں یا ملا ہوا حوض کا پانی ہرگز استعمال کے قابل نہ ہوگا۔

(۲۵) جس طرح ہو اور جس طریقے سے ہو سکے تدابیر مجففہ کا استعمال رکھ... یں

(۲۶) ہلام یعنی جس غلیظ گوشت میں سرکہ[۱] و پانی ڈال کر پکایا جاتا ... ہے کھا سکتے ہیں۔

(۲۷) قریص یعنی جس گوشت میں مصالحہ اور سرکہ ڈال کر ... پکایا گیا ہو کھا سکتے ہیں۔

(۲۸) مصوص یعنی کبوتر کے چوزوں کا گوشت بھی ... سکتے ہیں۔

(۲۹) تانبے کے بے قلعی برتن میں نہ کھاؤ نہ ... پکاؤ۔

(۳۰) پیتل کے بے قلعی برتن میں بھی ... نہ کھاؤ نہ پکاؤ۔

[۱] اگر سرکہ میسر نہ ہو تو سماق کی ترشی یا ... سے انگور کی ترشی یا لیمو کی ترشی یا انار کی ترشی سے کام لے سکتے ہیں ۱۲

(۳۱) نرم تخلخل پتھروں کے برتنوں میں بھی نہ کھایا کرو۔ ایام طاعون میں نہار پانی پینا مفید بتایا ہے

(۳۲) **معلم** کا بیان ہے کہ اگر کوئی ہوائے سمی وبائیہ سے محفوظ رہنا چاہیئے تو اسکو چاہیئے کہ وہ ہر ہفتہ میں دو مرتبہ نیم درہم تریاق فاروق اب انتزغار کے ساتھ استعمال کر لیا کرے۔

(۳۳) **معلم منارو** کا بیان ہے کہ تپ سمیۃ وبائیہ میں ہر قسم کی ترشی مفید ہے اور خصوص ترشی سرکہ۔ غورہ۔ اور لیموں۔

(۳۴) ایّام طاعونی میں فادزہر معدنی مروارید۔ عرق گلاب یا عرق کادی کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے۔

(۳۵) جدوار۔ کافور بمقدار قلیل ترشی میں ملاکر استعمال کرنا باعتبار حفظ ما تقدم زیادہ مفید ہوتا ہے۔

(۳۶) **شیخ بوعلی** کا بیان ہے کہ ایام طاعونی میں قلب اور اس کی تقویت کی حفاظت ضرورت سے زیادہ اہتمام کے قابل ہے اور وہ اشیاء استعمال کے لائق ہیں جن میں تبرید اور عطریت ہو جیسے کہ ترشی لیمو۔ ترشی ترنج آب سیب آب بھی۔ انار ترش وغیرہ وغیرہ کا استعمال اغذیہ اسی میں کیا جائے۔

وضاحت نمبر (۳) حرکت وسکون بدنی۔

یہ **ایک** ایسا جامع اصول ہے جس سے ممتلی البدن کی اصلاح اور سوکھے جسم والوں کی صحت بدن ہے۔ جن لوگوں کے جسم میں مادہ اور رطوبات ضرورت سے زیادہ ہوں اچھے ہوں یا خراب ریاضت کرنے سے وہ ضرور تحلیل ہو جاتے ہیں۔ اور فاسد مادے کا اخراج اور مواد ناصحی کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

اور نیز پیشاب پسینہ ریٹ میل کچیل خارج ہو جاتا ہے اور اجابت صاف آتی ہے دوران خون میں زیادتی ہوتی ہے۔ حرارت غریزی میں انتعاش پیدا ہوتا ہے نفس برابر

جاری رہتا ہے جس سے خون کے ردی بخارات نکل جاتے ہیں اور صاف ہو جاتا ہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی ساتھ یہ کہونگا کہ طاقت عمر۔ ملک۔ موسم۔ صنعت اور حرفت کا لحاظ رکھکر اعتدال کے ساتھ کی جائے اگر ضرورت سے زیادہ ریاضت کی جائے گی تو بجائے پرورشی اعضا اور افزائش خون کے جسم میں انحلال۔ ناتوانی اور لاغری۔ پیدا ہو گی۔ اور اگر ضرورت سے کم ورزش و ریاضت کی جائے گی تو خون کی گردش سست اور انتعاش حرارت غریزی کم ہو کر سستی طبع اور بلادت بڑھجائے گی۔ اور فضلات جسم میں ضرورت سے زیادہ جمع ہو جائینگے۔ اس لئے امور مذکورۂ بالا کا لحاظ رکھ کے اعتدال کے ساتھ ورزش اور ریاضت کی جائے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہونگا کہ ریاضت حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔ اور جن حضرات کے جسم میں اچھے رطوبات ہوتے ہیں اور فاسد مواد نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ موجودہ جسمانی حالت اُن کی اس بات کی مقتضی ہوتی ہے کہ بقدر ضرورت جسمانی رطوبات صالح کی زیادتی ہو ایسے لوگوں کے لئے بجائے حرکت کے ضرورت سے زیادہ سکون اور بے انتہا آرام دیا جائے۔ جس سے کچھ رطوبات پیدا ہوں اور جسمانی حالت تروتازہ دکھائی دے غرض حرکت و سکون اس قسم کے دونوں حضرات کیلئے یقینی مفید و کارآمد ہیں۔ مگر موسم سمّی میں جن حضرات کے جسم میں رطوبات اور مواد کی زیادتی ہوتی ہے اُن حضرات کو نہ صرف ضروری بلکہ لازمی طور پر بزمانۂ صحت تنقیہ اور اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور اگر ایسے حضرات ممتلی البدن اپنی حالت صحت میں بزمانۂ سمّی اصلاح و تنقیہ کی کوشش نکرینگے لازمی طور پر معرض ہلاکت اور مبتلائے مرض سمّی ہونگے۔ اور جن حضرات کے جسم میں خشکی اور حرارت پائی جائے تو اُن کا فرض منصبی یہ ہوگا کہ وہ اپنے جسم کی مرطب اشیاء سے اصلاح فرمائیں۔

اس موقع پر چند ضروری ہدایات کا پیش کرنا مناسب خیال کرتا ہوں۔

(۱) سمّی ہوا کے زمانے میں ممتلی البدن ہو یا مجفف بدن ضرورت سے زیادہ حرکت و محنت

نکرے۔

(۲) اس خاص موسم سمی میں ننگے پیر سر کھلے یا برہنہ دھوپوں میں نہ پھرا کریں۔

(۳) مقامات متاثرہ میں زیادہ چلنا پھرنا مناسب نہیں۔

(۴) طاعون زدہ مکان میں ہرگز مت رہو۔

(۵) بلاضرورت ساکن مواد کو ہیجان اور جوش میں نہ لاؤ۔

(۶) موسم سمی میں غضب اور غصہ زیادہ نہ کریں۔

(۷) اس موسم خاص میں گھبرائے نہ جائیں۔

(۸) ایام وبائی میں غم والم سے محفوظ رہیں۔

(۹) معلم کا بیان ہے کہ ہوائے سمیہ کے متاثر شخص کو حرکت معتدل کرنی چاہیے اور سکون زیادہ ہونا چاہیے۔ وجہ یہ کہ حرکت غیر معتدل سے سمیت عام بدن میں منتشر ہو جاتی ہے۔

(۱۰) معلم کا بیان ہے کہ جن شہروں میں ہوائے سمی نہیں ہے۔ وہاں حرکت زیادہ مفید ہے وجہ یہ کہ مسامات کھل کر بدنی ردی بخارات نکل جاتے ہیں۔ اور جہاں ہے وہاں حرکت مفرط مضر ہے۔

(۱۱) معلم منارو کا بیان ہے کہ ایام سمیہ میں قبل ناشتہ اور دھوپ نکلنے کے پہلے گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں۔

(۱۲) ابو منصور کا بیان ہے کہ ایام طاعونی میں جمیع مقویات قلب اور مسکن حرارت غیر طبعی کا استعمال رکھا جائے اور رُبِّ انار ترش۔ سیب۔ کھٹی چھاچھ وغیرہ کھایا پیا کریں۔

(۱۳) ابن الیاس کا بیان ہے کہ ایام طاعونی میں طبیب اپنی پوری پوری قوت مریض کے دل اور اس کی تقویت کے متعلق صرف کرے اور سمی ردی بخارات سے بچائے۔

( ) غایتہ الاتقان آفندی[۲۲۴] کا بیان ہے کہ ایام طاعونی میں سریع الاستحالہ اشیا

برائے نمبر (۶ و ۷ و ۸) یہ صورتیں خون کو گرم اور جوش میں لا کر کشادہ مسام بنا دیتی ہیں جس سے انفعال ہوائے سمی کے زیادہ قابل ہوتے ہیں۔

(مثل دودھ - مچھلی - خوخ - خربزہ - کھیرا وغیرہ) نہ کھایا جائے -

انجیر - جوز یعنی اخروٹ - سداب نمک کے ساتھ کھایا کریں تو زیادہ مناسب ہے -

اسی طرح لہسن تھوڑا سا کھایا کرنا مفید ہے - شربت ریباس - شربت انگور - شربت زرشک بھی مفید ہے - امرجہ بارہ دوائے جوتری - زعفران حب عرعر - زرنباد - استعمال کریں -

وضاحت نمبر (۴) منجملہ اسباب ضروریہ کے نوم ویقظہ بھی ہے سونا جگنا - یہ عام مشاہدہ ہے کہ آدمی سونے اور جگنے میں جب حد اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے تو کس قدر تکلیفوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے اور جب یہ اعتدال پر ہوتے ہیں تو ہر قوی اپنے اپنے طبعی افعال کو پورا کرتے ہیں وقت پر سونے سے کھانا ہضم ہوتا ہے طبیعت چاق رہتی ہے - ہم ذیل میں ضروری ہدایات بلحاظ موسم سمی عرض کئے دیتے ہیں -

(۱) راتوں کو ضرورت سے زیادہ مت جگو -

(۲) راتوں کو بھوکے مت سو -

(۳) چھتوں یا کوٹھوں یا چارپائیوں پر سویا کرو -

(۴) مرطوب اور نمناک زمین پر ہرگز نہ سونا -

(۵) چھوٹے بند حجروں میں رات کو نہ سونا چاہیئے -

وضاحت نمبر (۵) استفراغ واحتباس یعنی جن چیزوں کا عادتاً جسم سے خارج ہونا یا جن چیزوں کا اندرون جسم میں محتبس رہنا ضروری ہے وہ مراد ہیں منجملہ ان امور کے جن پر انسانی زندگانی کا دار ومدار ہے یہ بھی ہے اور بغیر اس استفراغ واحتباس کے زندگی کا بسر ہونا دشوار ہے - اس لئے ہم یہاں چند ضروری احتیاطیں بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں - وہ یہ ہیں

انطاکی کا بیان ہے کہ جب یہ معلوم ہو جائے کہ مرض طاعون یا وبا اس سال میں

واقع ہونے والی ہے تو فوراً قبل از وقت فصد و حجامت اور اخلاط کا تنقیہ کر دو۔

(۱) موسم گرمی اور خصوص ایام طاعون میں کثرت جماع سخت مضر ہے۔

(۲) قبض ہونے نہ دو۔

(۳) بند حیض کے جاری کرنے کی کوشش کرو۔

(۴) سیلان خون بواسیر کو نہ روکو مگر جبکہ ضعف "۱۲" و پیدا ہو۔

(۵) رعاف معتاد کو بند نہ کرو۔

(۶) قبل وقوع تنقیہ رطوبات فضلیہ کرلو۔

وضاحت نمبر (۶) صفائی مکان۔

یہ بات مسلم ہے کہ ہوا اپنے ذاتی رطوبت کی وجہ سے ہر شکل کو بآسانی قبول کر لیتی ہے مثلاً اگر کوئی مقام مستطیل یا مربع ہو تو اس میں جس قدر ہوا رہے گی وہ مستطیل و مربع ضرور ہوگی۔ اسیطرح مثلث میں مثلث مربع میں مربع مخمس میں مخمس مسدس میں مسدس مثمن میں مثمن ہوتی ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ مرطوب اشیاء میں جس قدر عفونت اور فساد کے قبول کرنے کی قابلیت ہوتی ہے وہ کسی دوسرے اجسام میں نہیں اور جیسے ان مرطوب اشیاء میں بہت جلد فساد پیدا ہوتا ہے دوسروں میں نہیں اور یہ بھی مسلم ہے کہ انسانی افراد کے جسمانی بخارات ہر وقت ہر آن ہر لحظہ مسامات کے ذریعے سے نکلتے ہی رہتے ہیں اور ہوا میں ملتے رہتے ہیں۔

اور یہ بھی مسلم ہے کہ جب عمدہ اور صاف ہوا تنفس اور مسامات کے ذریعہ سے شش میں جاتی ہے اور جب وہ سانس کے ذریعے سے باہر آتی ہے تو بالکل ردی خراب اور فاسد خیال کیجاتی ہے اور ہوا میں ملتی جاتی ہے۔ اب ان مقدمات کے ہر مسلم مسئلہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جس مختصر سے مکان کا مکعب ۹ × ۱۰ فٹ کا ہوگا تو اس میں کی ہوا بھی اتنی ہی مکعب ہوگی اور اپنی اتنی مکعب ہوا میں نہ صرف متعدد زن و فرزند

اہل وعیال عزیز و اقارب دوست احباب مہمان مسافر کے جسمانی اور تنفسی بخارات ردّیہ فاسدہ کی آمیزش ہوگی۔ بلکہ بول وبراز کی بدبو اور موریوں کی سڑاوٹ اور سخت وبزکا دھواں اور خصوص اُپلیوں کا ہوا کو جس قدر جلد فاسد اور خراب کرے گا وہ ظاہر ہے مزید براں پھر اُس ہی مکعب مکان میں ہنڈی۔ برتن۔ اوڑھنا۔ بچھونا۔ سامان زندگی اور پکوان زہریلا اثر پیدا کرنے کے لئے کافی نہ ہوگا تو کیا ہوگا بلکہ ضرور ہوگا اس ہی وجہ سے غربا و مساکین کے مکان کی عدم صفائی عام شہر کے مصیبت وہلاکت کا باعث ہوتی ہے۔ اس لئے ہم یہاں چند ضروری ہدایتیں پبلک کے پیش کرتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) حتی الامکان و مقدرت ایام طاعون میں اپنے تنگ مکانوں کو چھوڑ کر کشادہ مکانوں میں رہو۔

(۲) چھوٹے مکانوں کو ہفتہ عشرہ میں چونا لگاؤ اور روزانہ پاک صاف کراؤ۔

(۳) میلے کچیلے گندے کپڑوں اور سامان کو صاف پاک دھلاکر مکان میں رکھو۔

(۴) بیت الخلا کو روزانہ پاک صاف کراؤ اور خوب دھلاکر راکھ یا فینل یا ہینگ یا کافور کا پانی چھڑکوا دیا کرو۔ یا ڈانبر بیت الخلاؤں میں ہفتہ عشرہ میں ایک دوبار لگا دیا کرو۔

(۵) بیت الخلا کے چھت کو کھول دو یا کھلا رکھو۔

(۶) مکان کی بڑی موری جو سرکاری بڑی موری میں ملی ہے پاک صاف کرنے کے بعد بند کرو تاکہ بڑی سرکاری موری کی بدبو کی لپیٹ مکان کی ہوا کو خراب نہ کرے۔

(۷) باورچیخانے کے چھت کو کھول دو یا کھلا رکھو تاکہ پورا دھواں بآسانی نکل جائے اور رہنے بسنے والوں کو ضرر نہ پہنچائے۔

(۸) مکان کے چھت یا دیواروں میں اگر روشندانیاں ہیں تو بالکل کھول دو ورنہ فوراً بنا دو تاکہ ہوا کی آمد و رفت بخوبی ہوسکے۔

(۹) تنگ[۱] اور تاریک مکان میں مت رہو۔

(۱۰) مکان میں روزانہ بارود یا گندھک جلا دیا کرو۔

(۱۱) مکان کے ہر مقام میں کافور رکھو۔

(۱۲) مکان میں عرق گلاب۔ عرق بید مشک۔ لوبان۔ عود۔ صندل۔ اگر۔ اجوائن اور کوئی خوشبودار اشیا جو بآسانی میسر اور بہم دست ہوں۔ چھڑکو۔ جلاؤ رکھو۔

(۱۳) مکان کو گوبر یا کسی بدبودار اشیا سے نہ لیپو۔

(۱۴) مکانوں میں ہفتہ دو ہفتہ میں تمام سامان و فرش و فرنیچر وغیرہ اٹھا کر ہر گوشوں اور درمیانی حصوں میں گھاس بچھا کر آگ لگا دو تاکہ ہوا اور مرطوب مقام کی اصلاح ہو جائے۔

(۱۵) حتی الامکان معتدل مقام میں رہو۔ اور خصوص اپنے مقاموں میں گھر یا کیمپ یا ڈیرہ اور جہاں کا مقام خشک اور ہوادار ہو۔ رہو۔

(۱۶) اپنے رہنے بسنے کی جگہ طرفا۔ نیلوفر۔ مورد کا فرش کرو۔

(۱۷) **اسکندری** کا بیان ہے کہ موسم طاعون میں ایسے مقام میں رہو جہاں درخت ہمیشہ سرسبز اور شاداب رہتے ہوں۔

(۱۸) مرطوب اور نمناک مقاموں میں ہرگز مت رہو۔

اس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ ہوا سے سمی سے چونکہ نباتات پر بھی اثر پڑتا ہے اور وہ جل جاتے اور سوکھ جاتے ہیں اور جہاں ہمیشہ سرسبز اور شاداب رہینگے وہاں کی آب و ہوا بھی درست اور اچھی ہوگی۔

(۱۹) جہاں جھاڑی کا جھرپ اور گھنگھور سایہ دار درخت ہوں وہاں کیمپ یا ڈیرہ یا گھر نہ بنایا جائے۔

(۲۰) اپنے مکانوں کے قرب وجوار میں گھوڑا یا سڑیلے ناپاک پانی کے گڑھے نہ رکھو۔

[۱] ہر فرد انسانی کو اعلیٰ درجہ کی صحت کے لیے تین ہزار مکعب فٹ کی ہوائی گھنٹہ چاہیے اور دوم درجہ کی صحت کے لیے ایک ہزار مکعب فٹ کی ہوا درکار ہے اور کم کم صحت کے لیے چار سو مکعب فٹ کی ہوا کافی ہو اور اس سے کم تندرستی کو پیونا کافی

ان خوشبو ادویہ سے ہر روز ایام وبائی اور طاعونی میں اپنے مکانوں کو دھونی دیا کرو۔

نسخہ برادہ درخت عرعر چار اوقیہ حب عرعر۔ حب الغار ہر ایک ایک اوقیہ۔ کہربا۔ مر۔ کندر۔ مصطگی جادی ہر ایک نصف اوقیہ ان سب ادویہ کو ملا کر جوکوب کر کے رکھ لو اور ہر روز مکانات کو دھونی دیا کرو۔

نسخہ حب الغار آدھ سیر۔ کندر چار اوقیہ سا اصطرک۔ جادی۔ ہر ایک ڈیڑھ اوقیہ برگ غار ایک اوقیہ صندل زرد نصف اوقیہ عود۔ خزاما گل سرخ۔ ہر ایک سات ماشہ۔ جوکوب کر کے بنا رکھیں اور ہر روز ایام طاعونی اور وبائی میں مکان میں دھونی دیا کریں۔

نسخہ لادن۔ اصطرک۔ جادی۔ ہر ایک ۴۔ ماشہ۔ مر۔ کندر۔ ہر ایک پونے دو ماشہ۔ حب عرعر۔ قرنفل۔ ہر ایک سات ماشہ۔ انجلیقا ساڑھے دس ماشہ۔ صمغ بطم ساڑھے دس ماشہ۔ کتیرا بقدر ضرورت ان تمام ادویہ کو کوٹ پیس کر چھان لو۔ اور عرق گلاب میں گوندھ کر قرص بنا لو اور ہر روز مکانوں کو دھونی دیا کرو۔

نسخہ گندک۔ باروت بھی جلانے سے ہوا مکان کی اصلاح ہوتی ہے چنانچہ

اسکندری صـ۴۷ٔ میں لکھا ہے کہ انطاکیہ میں جہاں باروت جلائی گئی وہاں طاعون نہ ہوا۔ اور باقی بیرون انطاکیہ کے کل شہر میں صدہا جانوں کے کیس ہوئے۔

نسخہ سرکہ۔ گلاب دونوں کو بقدر ضرورت مکان لیکر ملا کر مکان کے ہر گوشہ اور کونے کونے چھڑک دو۔

اسکندری صـ۴۷ٔ کا بیان ہے کہ ایام وبا اور بعد وبا بڑے بڑے مکانوں میں رہنا اور انھو سرکہ گل۔ گلاب۔ بید مشک اور عرق بہار سے معطر رکھنا بہت ہی مناسب اور اولی ہے۔ اور مکانوں کو اجوائن لوبان اور المکرین کی دھونی دینی نہایت مفید ہے۔

خاتمۃ الانفان صـ۲۲۴ٔ مولفہ آفندی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایام طاعونی میں ہر روز صبح شام یہ چیز جلا کر مکانوں کو دھونی دینی چاہیے جس سے اس مکان کی ہوائے سمی کی بالکل اصلاح ہو جائیگی۔

نسخہ تخم عرعر۔ دو مٹھی۔ برگ بلوط۔ ایک ایک اوقیہ پھر ان سب کو کوٹ پیس کر بنا رکھیں اور صبح شام آگ پر جلا کر مکان کو دھونی دیں۔

اصطرک روغن زیتون۔ عرعر یعنی سرو کوہی۔ جادی یعنی زعفران۔ خزامیٰ یعنی گل شبو

وضاحت نمبر ۷ لباس کی ضرورت نہ صرف زینت بدن ہے بلکہ فصول۔ اربعہ (گرما۔ سرما ربیع۔ خریف) کے انقلابی تواردات کا بچاؤ اور تحفظ مقصود ہے۔

گرما میں گرم اور موٹا لباس اور سرما میں باریک اور پتلا لباس پہنا جائے تو کبھی جسمانی خرو برد کا بچاؤ نہیں ہو سکتا

کپڑوں کی تقسیم باعتبار ماخذ حسب ذیل ہے۔

(۱) اونی۔ (۲) سوتی (۳) چھال (۴) ریشمی۔

اونی کپڑا موسم گرما میں بالکل ناقابل استعمال ہے وجہ یہ کہ موسمی حرارت خود مسامات کو کھولتی ہے اور جب اس قسم کا کپڑا پہنا جائے تو موجودہ کھلے مسامات کی اور زیادہ تائید ہوگی جس سے انحلال ارواح اور قوا کی زیادتی باعث ضعف وناتوانی ہے قطع نظر اس کے اس میں جاذبیت تو بھی نہیں ہے جس سے پسینہ کو فوراً جذب کر کے خشک کر دے بلکہ یہ تجربہ ہے کہ پسینہ آنے والوں کی سردی پا دوسرا اثر ساتی ہے اسلیے موسم سرما میں اس قسم کا لباس زیب تن کرنے کے قابل ہے۔

سوتی کپڑا یہ موسم گرما کے بالکل موزوں ہے۔

چھال کا کپڑا کسی موسم کے شایاں نہیں۔

مگر میرا یہ خیال ہے کہ بلاد ہندوستان میں جہاں تک لباس مذکورہ بالا پہنے جاتے ہیں وہ تنہا نہیں پہنے جاتے بلکہ لباسوں کے اندر کرتا نیم آستین یا قمیص یا اُن میں سے دو دو کی جوڑ ضرور ہوتی ہے جس سے جو اثرات کہ تنہا پہننے سے ہوتے ہیں نہیں ہونے پاتے۔

مگر موسم وبائی میں خواہ وہ کسی موسم میں واقع ہو موٹے سوتے اور دبیز لباس پہنا مفید ثابت ہوا ہے۔

ف ۱ علاوہ اس کے کمربند کو بھی مفید بتایا ہے۔

ف ۲ بیروں میں ہمیشہ پاتابہ رکھنا بھی مفید ثابت ہوا ہے۔

ف ۳ میلے کچیلے کپڑے اس موسم تمی میں ہرگز نہ پہنا نہ کرو بلکہ بقدر امکان جلدی جلدی تبدیل لباس کیا کرو

ف ۴ اپنے بستر اور لباس اور جو سامان پوشش ہو دوسرے تیسرے اگر ہو سکے تو روزانہ سخت دھوپ میں رکھدیا کرو جس سے بخارات متعفنہ اور پسینہ کی اصلاح ہو جائے۔

ف ۵ بقدر امکان عطریات سے لباس کو خوشبودار کردیا خوشبو کی چیزوں کی دھونی دو یا اپنے صندوقوں میں کافور کے متعدد ڈلیاں رکھدو۔

ف ۶ ریشمی لباس کھلی وغیرہ بثورات خراجات میں زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔

ف ۷ صرف ململ کا کرتہ موسم سمی میں نہ پہنو۔

ف ۸ چُست و تنگ لباس اس موسم میں مفید ثابت نہیں ہوا۔

ف ۹ بھیگا کپڑا اس موسم سمی میں پہننے سے احتراز کرو۔

ف ۱۰ ایک دن آڑ اگر ہو سکے تو روزانہ ایام خریف یا اس میں نیم گرم اور سرما میں گرم پانی سے بحسب تحمل نہایا کرو کیونکہ جلد کو درست رکھنا اور اُس سے میلے پن کی حالت میں جو عفونت پذیر مادہ نکلا کرتا ہے اُس کے دور کرنے کے واسطے جسم کو صاف اور ستھرا رکھنے کے سوا کوئی ترکیب نہیں۔ سارے بدن کو روزانہ پانی سے ضرور ڈہولنا چاہیے پانی خواہ نیم گرم ہو یا گرم البتہ جوان اور طاقتور آدمیوں کے واسطے اکثر سرد پانی بہتر ہے (اگر ایام طاعون میں مضر ہے) لیکن بوڈھوں کمزور۔ اور بیمار آدمیوں کیلئے شیر گرم یا گرم بقدر التحمل زیادہ مناسب ہے۔ جلد سے بھی بڑے بڑے کام متعلق ہیں اور ان کاموں کو بخوبی انجام دینے کے لیے اُس کا پانی صاف رکھنا ضرور ہے۔ جلد اگرچہ جسم کا بیرونی حصہ ہے۔ مگر رتبہ میں کسی اندرونی عضو سے کم نہیں۔ اُس میں جو بیحساب مسامات ہیں وہ بے فائدہ نہیں اُن سے ہمیشہ بدبودار فضلے نکلتے ہیں۔ پس اگر جلد کو صاف نہ رکھوگے تو وہ بند ہو جائینگے اور بیماری پیدا کرنے کے باعث ہو جائینگے۔

اگر تمہارے پہننے کے کپڑے اور سونے اوڑہنے کا سامان میلہ ہوگا تو جلد کے صاف رکھنے سے کوئی فایدہ نہ ہوگا۔ اس لیے ان سب کو بھی دہوئے دُہلائے پاک صاف اور گرم دھوپ میں رکھا کرو۔

ف ۱۱ سرد پانی سے ہرگز کسی موسم وبائی میں نہ نہاؤ۔ وجہ یہ کہ مسامات کو بند کرکے بخار پیدا کر دیتا ہے

ف ۱۲ حمام اصطلاحی میں حمام کرنے سے سخت پرہیز کرو۔

ف ۱۳ جدوار دو تولہ کو کوٹ کر تازہ (۲ تولہ) سرکہ انگوری دو تولہ میں باریک پیسکر طلا تیار کرلیا اور ہر روز ایام طاعون میں اسکو بغلوں چڈوں اور کانوں کے پیچھے لگا دیا کریں۔ اور دن میں کبھی کبھی سونگ بھی لیا کریں اور کچھ کھا بھی

لیا کریں۔ تو اِس سے اُن مقاموں میں گلٹیوں کے نکلنے کا اندیشہ جاتا رہتا ہے۔

نسخہ جات حفظ ماتقدم

یہ نسخہ جات قبل وقوع مرض طاعون استعمال کرنے سے نہ صرف ہوا سے سمّی کے قبول کرنیکی قابلیت نہیں جاتی رہتی ہے۔ بلکہ اُس کے دفع کرنے اور بچاؤ کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔

چنانچہ روفس نامی ایک قدیم حکیم گزرا ہے جس کا زمانہ جالینوس کے زمانہ سے بھی پہلے ہوا ہے اُس نے ایک دوا تجویز کی تھی جو باصول حفظ ماتقدم استعمال کرائی جاتی تھی۔ اور وہ نہایت مفید ثابت ہوئی جس کا نسخہ حسب ذیل درج کیا جاتا ہے۔

نسخہ صبر دو تولہ۔ مُر ایک تولہ۔ لبانِ سموی ۲ ماشہ۔ اِن سب اجزا کو کوٹ پیکر چھان لو اور حُبوب بقدر نخود بنالو اور ایام طاعونی میں حسب ہدایت آئندہ استعمال کرو۔

البونوس نامی ایک متاخرین حکیموں سے گذرا ہے اُس کے کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں کیا گیا ہے۔ مگر افسوس کہ اہل ترجمہ نے (البان) کا معنی اُس کے عدیم الوجود ہونے کی وجہ سے نہ کرسکا۔ اور اُسکی جگہ اُسی کے ہموزن زعفران کا جزو بڑھایا۔

اہل فرنگ کے پاس بھی اس کا رواج رہا۔ اور اُس گولی کا نام حب عام کے ساتھ ترجمہ کیا۔

اسمیں شک نہیں کہ یہ تینوں اجزا نہایت اعلیٰ پیمانہ پر مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ وجہ کہ یہ صبر معدہ کو تقویت دیتا ہے اور فضول رطوبات کا تنقیہ کرتا ہے۔ اور عفونت کے مانع ہے۔ زعفران قلب کی تقویت کرتی ہے حرارت غریزی کو منتعش اور عفونت کو دفع کرتی ہے اور صبر کے بگڑی مضرتوں کو روکتی ہے۔ اور مر کی قوت کو دل تک پہونچاتی ہے اور قلب کو عفونت و فساد سے بچاتی ہے۔ اِن گولیوں کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں تین مرتبہ ساڑھے دس ماشہ سے لیکر پونے دو ماشہ تک ایک گھنٹہ قبل غذا استعمال کریں۔ اور حاملہ اور بواسیر والوں کو اِس کا استعمال مفید نہیں ہے بلکہ جائز نہیں۔

ابو منصور (۳۲۵ھ) نے اِس کو اپنی کتاب میں ہر روز ایام وبائی میں ساڑھے چار ماشہ استعمال کرنے کو بتایا ہے۔

متاخرین نے اِن گولیوں میں اور بھی کچھ زیادتی کی ہے وہ یہ ہے۔

ایلوا عرق گلاب سے دھو کر ساڑھے دس ماشہ **ریوند چینی** سوا پانچ ماشہ **غاریقون** ساڑھے تین ماشہ

مر صافی ساڑھے دس ماشہ۔ رومی مصطگی ساڑھے دس ماشہ۔ ان سب کو کوٹ پیس کر چھان لیں۔ اور شربت ترنج ترش میں ملا کر گولیاں بقدر نخود بنالیں۔ اور تین درہم ساڑھے دس ماشہ کے اندازہ میں ہر ہفتہ میں تین بار استعمال کریں۔

نسخہ حکمائے کیمیاوی نے ایک اور نسخہ حسب ذیل مرتب کیا ہے۔ اور اس کا نام گل گندک رکھا ہے ایام طاعون اور وبائیں انسانی ابدان کی حفاظت عفونت اور سمیت سے بے انتہا کرتا ہے جس کا نسخہ ہے صفتہ گندک نٹی۔ آدھ سیر۔ زاج[1]۔ نمک ہر ایک ایک اوقیہ۔ ان سب کو کوٹ پیس کر چھان لیں اور انبال میں (اوڑالیں) تصعید کریں۔ پھر اجزاء مذکورہ بالا لیں اور انبال میں اڑائیں اسیطرح پانچ مرتبہ کرکے وہ جوہر متصاعدہ میں سے ایک درہم جو ساڑھے تین ماشہ کے مساوی ہوتا ہے استعمال کریں۔

ان حکمائے کیمیاویہ کا یہ اعتقاد ہے کہ چوبیس گھنٹوں کے بعد زہریلے اثرات سے ہرگز ہرگز وہ متاثر نہ ہوگا۔

نسخہ جوہر گندک معدنی۔ دس درہم۔ مر۔ زعفران ہر ایک ڈیڑھ درہم صبر ایک درہم ان سب کو کوٹ پیس کر چھان لو۔ اور اس کی گولیاں بنالو۔ اور ساڑھے تین ماشہ باصول مذکورہ بالا استعمال کرو اور تا ختم ایام فاسدہ یہی عمل کرتے رہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہوائے سمی کے برے اثر سے محفوظ رہو گے

جالینوس کا بیان ہے کہ گل ارمنی اور سرکہ ملا کر ان ایام وبائی اور طاعون میں پینا بیحد مفید ہے۔ اور نیز تریاق افاعی بھی بہت ہی مفید ہے۔

اور باصول ڈاکٹری ٹیکہ بھی حفظ ما تقدم میں خیال کیا گیا ہے۔ ٹیکہ کا عمل قدیم نہیں ہے۔ جدید عملیات کا ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔

ٹیکہ اور اسکی تحقیق باصول جدید طبیہ

قبل ازیں کہ ہم اس کے اختلافی مسایل اور اپنی رائے کو بیان کریں پہلے یہ بیان کرنا زیادہ مناسب خیال کرتے ہیں کہ ٹیکہ کیا چیز ہے اور کس چیز سے تیار کیا جاتا ہے اور اس کا کیا طریقہ ہے۔ اور وہ کس طرح لگایا جاتا ہے

ٹیکہ دراصل ایک تیز نوک پچکاری کے عمل کا نام ہے جو مونڈھی یا ران کے عضلہ میں چبائی

---

[1] زاج۔ ہیراکسس۔ تصعید۔ اڑانا۔

جاتی ہے اُس پچکاری میں ٹیکہ کا مواد بھر دیا جاتا ہے اور وہ مواد طاعونی جراثیم سے تیار کیا جاتا ہے اُس کی تیاری کا یہ طریقہ ہے کہ مبتلائے مرض طاعون کے جسم یا گلٹی کی پیپ یا خون ایک بوتل میں جس میں خالص گوشت کا شوربا اور تھوڑا سا گھی پڑا ہوا ہوتا ہے ڈال دیا جاتا ہے اور تھوڑے عرصہ میں وہ جراثیم اپنی غذا پاکر بجد نشوونما کر جاتے ہیں آناً فاناً بڑھنے لگتے ہیں جب ان جراثیم کی کثرت اور اُن کی توالید لاتعد و لاتحصیٰ ہوجاتی ہے تو اُس بوتل کو ایک تیز اور قوی حرارت پہونچا کر کیڑے مار دئیے جاتے ہیں۔ اور اُن کا عرق (ڈبل لیمن) تیار کر لیا جاتا ہے اور اُسکا نام مواد ٹیکہ طاعونی ہے۔ بعض ڈاکٹروں نے یخنی اور شوربا بھی بتایا ہے

غرض یہ مواد ٹیکہ طاعونی ایک تیز نوک چھوٹی پچکاری میں بھر کر صحیح و تندرست آدمی کے مونڈھے یا ران کے عضلہ میں چبھا کر جسم میں پہونچا دیا جاتا ہے۔

ٹیکہ لگانے میں اختلافات

اور یہ ٹیکہ مرض طاعون کے بچانیکے لیے باصول حفظ ماتقدم چھوٹے بڑے جوان۔ بوڑھے۔ امیر فقیر۔ مسافر مقیم۔ لگا لیتے ہیں اس کا اثر بقول ڈاکٹر صاحب چھ مہینے تک رہتا ہے بعد ازاں پھر دوبارہ شخص صحیح و سلامت محتاج ٹیکہ ہوتا ہے اس کے لگانے سے مقام پچکاری میں خارش ورم۔ درد اور بخار۔ قے۔ دردسر۔ وغیرہ وغیرہ اعراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ مریض کو چند روز تکلیف رہتی ہے تھوڑے دن کے بعد بالتدریج کم ہو جاتی ہے۔

اوایل میں اس ٹیکہ کے لگانیکے متعلق ڈاکٹروں کے دو گروہ ثابت ہوئے ہیں۔

گروہ اول کا یہ خیال ہے کہ تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بہ نسبت عام لوگوں کے خاص ٹیکہ والے بہت کم مرے اور حفظان صحت کے لیے زیادہ مفید ہوا ہے۔

گروہ دوم ڈاکٹر سیف گن نے پلیگ کمشنر کے روبرو صاف اور کھلے الفاظوں میں لکھدیا کہ مریضانِ طاعونی کو اس ٹیکہ سے کچھ فایدہ نہیں پہونچا۔ عہ ملاحظہ ہو اخبار طلسم حیرت مدراس مطبوعہ ۵ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

کرنل ڈالسن پریسیڈنسی سرجن کا بیان ہے کہ میں نے بچشم خود ایسے بیماروں کو دیکھا کہ وہ ٹیکہ لگائے ہوئے تھے اور وہ ۴۸ گھنٹے کے عرصہ میں ۱۱ شخص مر گئے۔ اور نیز سرجن مذکور کا بیان ہے کہ

عہ میں اتنا ضرور کہونگا کہ اس قسم کا بیان اوایل تجربہ کے لحاظ سے اگر ہوا ہے تو کوئی زیادہ وقعت اور اعتبار کے لائق نہیں

میں بذات خود اُن ام الجردوں کا امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ ہر ایک مُردہ میں[ع۱] مواد طاعونی بھرا ہوا ہے (ملاحظہ ہو اخبار محمڈن مطبوعہ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء صفحہ (۵))

ڈاکٹر لاری جو حیدرآباد کا نامی گرامی سربرآوردہ معاصرین ڈاکٹر تھا اُس نے بھی ٹیکہ کی مخالفت کی۔
(ملاحظہ ہو اخبار جریدہ روزگار)

اور نیز سنہ ۱۳۳۰ھ ماہ رمضان لغایتہ آخر ماہ صفر سنہ ۱۳۳۱ھ حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الفساد والفتن میں جو طاعون کی آگ محلہ نامپلی مقام اسٹیشن سے روشن ہوئی و صدہا مکان بے چراغ اور سینکڑوں خاندان بے نشان کر دئے ہر کس و ناکس نے اس موقع خاص میں تجربہ کر لیا اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ سینکڑوں ٹیکے لگائے ہوئے حضرات بھی داعی اجل کو لبیک کہے بلکہ بعض بعض حضرات ایسے بھی سُنے گئے۔ کہ ٹیکہ لگاتے ہی مبتلاء مرضِ طاعون ہوئے اور مرے اور بعض ایسے بھی دیکھے گئے کہ دو چار روز کے بعد مبتلاء مرض طاعون ہوئے اور جان بحق تسلیم کئے۔

میرا خیال اور میری رائے یہ ہے کہ جن میں فی نفسہ مرض کے قبول کرنے کی قابلیت نہ تھی وہ بچ گئے۔ اور ٹیکہ کو نیک نام کیا۔ اور مفید بتایا۔

اور جن حضرات میں مواد سمی کے قبول کرنے کی قابلیت موجود تھی وہ ٹیکہ کی تحریک سے بہت جلد متاثر ہوئے اور مر گئے۔ اور ٹیکہ کو نہ صرف غیر مفید ثابت کیا بلکہ بدنام بھی سخت بدنام کیا۔ اور ایک عجیب طوفانِ بے تمیزی برپا تھا کہ کم عقل لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ٹیکہ لگانے سے ضعف بصر پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ بینائی جاتی رہتی۔ بعض کوڑ مغز یہ بھی کہتے تھے کہ اس سے جسم میں طاعونی کیڑے داخل ہو جاتے ہیں اور انسان کسی کام کے لائق نہیں رہتا۔ بعض جگہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ٹیکہ کرانے سے انسان جذامی اور کوڑھی ہو جاتا ہے۔ ایک مریض جس کے دماغ میں فتور تھا ہمیں کہنے لگا کہ اس ٹیکہ سے بیماری (کوڑھ) ضرور ہوتا ہے۔ کئی نادان یہ شور مچاتے رہے کہ طاقت مردمی زائل ہو جاتی ہے حالانکہ یہ سب غلط ہیں۔ ملاحظہ ہو مجموعہ معلومات پلیگ نمبر (۶) مؤلفہ ڈاکٹر غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما مطبوعہ مطبع خیر خواہ ریاست ہند لاہور صفحہ ۵۶ غرض

ع۱ میں ضرور کہوں گا کہ جب مواد طاعونی اس مُردہ میں موجود ہونا ثابت کیا گیا تو پھر یہ کہنا کہ وہ شخص ٹیکہ ہی کی وجہ سے مرا محض بیہودہ و غیر معقول ہے

ٹیکہ لگانے کے بعد خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ جسمانی قابلیت کس قسم کی ہے اگر اچھی اور قابل رفع ہے تو ٹیکہ بھی معین ہو جاتا ہے اور اگر قابلیت ہی ناقابل اطمینان ہے تو ٹیکہ مفت میں بدنام ۔ اور غیر مُعین ہوگا

چنانچہ رسالہ خبر طاعون مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور صفحہ ۴۸ میں یہ بتلایا ہے کہ (از ٹیکہ دس پر وقت کہ در جسم حیوان پیوند (ٹیکہ) ہچسپانیدہ میشود پس آں (مائیکروبن) را بایں دو چیز مقابلہ کردن میشود ۔

اول باساخت حیوانی و بنیادی حجرہا ایں را در اصطلاح فن ڈاکٹری بزبانِ انگریزی (سی سیول) میگویند۔

دوم ازاں مادہ کہ بنیادی حجرہا را تر و تازہ میگذارد کہ آں را در ڈاکٹری بزبان انگریزی (پرو۔ٹو۔پلازم) مینامند دریں مقابلہ اگر ایں کرمہای خرد بیں (میکروبس) غالب شدند حیوان ہلاک میشود ۔ واگر (سی۔لیبولر) و (پرو۔ٹو۔پلازم) غالب آمد حیوان شفا می یابد انتہیٰ ۔

جس وقت ان جراثیم کو جسم حیوانی میں پہونچایا جاوے (ٹیکہ) تو اسوقت ان جراثیم کو حسب ذیل دو چیزوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے ۔

اوّل حیوانی ساخت کے ساتھ اور نیز بنیادی حجروں کیساتھ جنکو اصطلاح ڈاکٹری انگریزی میں (سی۔لیو۔لر) کہتے ہیں

دوم اُن مواد کو جو بنیادی حجروں کو تر و تازہ رکھتے ہیں جنکو اصطلاح ڈاکٹری میں (پرو۔ٹو۔پلازم) کہتے ہیں ۔ اس مقابلہ میں اگر یہ جراثیم اور مائیکروبس غالب ہو جاتے ہیں تو حیوان ہلاک ہو جاتا ہے اور اگر (سی۔لیولر اور پرو۔ٹو۔پلازم) غالب ہو جاتے ہیں تو حیوان شفا پایا جاتا ہے ۔ ہم نے جراثیم کی پوری پوری وضاحت دسویں سرخی میں کردی ہے ناظرین وہاں خوب دلچسپی لے سکتے ہیں ۔

اب ناظرین غور کر سکتے ہیں کہ ٹیکہ قبل وقوع یا بعد وقوع طاعون لگانا یا نہ لگانا یا اُن کا مفید یا غیر مفید ثابت ہونا آپکے امتیاز احساسی اور قوتِ تمیزی پر منحصر ہے ۔

مگر میرا خیال یہ ہے کہ ٹیکہ کے ابتدائی تجربہ کے زمانہ میں اُس کے متعلقہ پورے پورے اُصول مکمل نہیں ہوئے تھے اور نہ کوئی علاج کے قواعد کا لحاظ رکھا گیا تھا ۔ اور نہ کسی قانونِ تداوی کی پابندی کی گئی تھی ۔ محض ہفکن کے بیان کی تصدیق کرلی گئی ۔ اور ٹیکہ کے لگانے پر زور دیا گیا تاکہ اُس کے اس مردہ بیان کا تجربہ موثق ہو جاوے ۔

مگر اب سینکڑوں ۔ ہزاروں افراد انسانی کے مختلف طبائع پر لگایا گیا اور ان کے مختلف روحانی طاقتوں پر آزمایا گیا ۔ اور انکی عمر صنعت ۔ حرفت جسامت جنسیت ۔ (مرد و زن) اور قوتوں کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا اور اسی لحاظ سے مقدار دوا مختلف مراتب کیے قائم کئے گئے پھر اس میں بھی مریضان امراض مختلفہ (حبشیہ وغیرہ) کا لحاظ اور ان کے کھانے پینے رہنے سہنے کی کامل ہدایتیں کر دی گئیں تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ مفید نہ ہو ۔ فتدبر ۔

ٹیکہ کب لگانا چاہئے

باصول ڈاکٹری ٹیکہ لگانے کا بھی ایک خاص وقت ہے وہ یہ ہے کہ ٹیکہ ہمیشہ طاعون شایع ہونے سے پہلے لگانا چاہیے ۔

دوران طاعون میں بھی ٹیکہ فایدہ تو ضرور کرتا ہے مگر طاعون آنے سے پہلے اگر لگایا جاوے تو کمال درجہ مفید اور کارآمد ہے ۔

انسان کے خون میں سفید اجزا ہیں جو بیماریوں کو دفع کرتے ہیں یہ فطرتی خداداد فوج ہے جو لشکر اور دشمن امراض پر غالب ہوتا ہے جب یہ سفید اجزا امراض پر غالب آتے ہیں تو انسان اچھا ہو جاتا ہے اور جب یہ اجزا مغلوب ہو جاتے ہیں تو انسان کی موت آجاتی ہے ۔

ٹیکہ لگانے کی خاص غرض یہ ہے کہ ان خداداد فطرتی سفید اجزا کو عادی کر دینا کہ وہ مادہ طاعونی کیسا ہی تند سینہ سپر ہو کر اس کا خاطر خواہ مقابلہ کرے اور انسان کو بچا لے ۔

یہ ذیلی مسئلہ بھی چونکہ مختلف فیہ ہے اس لیے ہم یہاں فریقین کے وجوہ حسب ذیل درج کرتے ہیں ۔ ان کے دلایل دیکھ لینے کے بعد ہر شخص اس بات کا مختار ہے کہ وہ اپنا فیصلہ آپ ہی کر لے ۔ ہم اس میں بھی کچھ نہیں کہہ سکتے ۔

ایام طاعون میں مقام بدلنا چاہئے یا نہیں

ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ جب کبھی کسی شہر میں ہوا سے سمی کے آثار نمایاں ہو جائیں ۔ تو فوراً محلہ ہو یا شہر چھوڑ دینا چاہیے ۔

چنانچہ بعض کا قول ہے کہ جبکسی شہر یا محلہ میں ہوا سے سمی شایع ہو جاوے تو فوراً اس شہر کو چھوڑ دیں اور جہاں کہیں کی ہوا عمدہ اور صاف طبعی حالت پر ہو نکل جائیں ۔

ابوسہیل مسیحی نے بھی یہ بات اپنی مائۃ مسیحی میں تائی ہے (والہواء المحصور فی البیوت اشد تخنقاً واحمی للبدن واکثر عفونۃ من الہواء المکشوف للسماء وخاصۃ ما کان اعلٰی موضعاً واکثر ہبوباً للاریاح) کہ گھروں کی گھری ہوئی ہوا زیادہ گلا گھونٹنے والی بدن کو ڈھیلا کرنے والی اور ضرورت سے زیادہ عفونت پیدا کرنے والی بہ نسبت اُس ہوا کے جو کھلے ہوئے آسمان کی ہوا ہوتی ہے۔ خیال کی جاتی ہے۔ اور خاصکر وہ کھلے میدان کی ہوا جو بلند اور مرتفع ہوتا ہے اور اکثر ریاحیں بہتی ہوئی ہوں۔ نہایت حفظانِ صحت اور ازالۂ مرض کے لیے مفید سمجھی جاتی ہے مگر جبکہ اس کھلی اور مرتفع مقام کی جو ہوا فاسد ہو جاسے۔ یا اُس میں بخارات ردی کی آمیزش ہو۔ تو صحت اور ازالۂ مرض کے لیے غیر مفید اور حفظانِ صحت کے لیے ناکافی خیال کی جاتی ہے۔

میر بہاؤالدین نے لکھا ہے کہ اگر ہوا خراب ہوگئی ہو تو فوراً نقلِ مکان کر دینا ضرور ہے تاکہ اُس کی سمّیت سے متاثر نہ ہوں۔ بعد ازاں جو کچھ تدابیر وغیرہ کرنی ہوں کی جائیں۔

نفیسی ص۲۰۹ کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اطالیہ میں تین برس ہوا سے سمّی رہی اسی طرح جب کسی دوسرے شہر میں کئی برس قائم رہی تو تبدیل ہوا کرنا نہایت ضروری ہے۔

جوان کورود کا خیال ہے کہ جب سمّی ہوا شایع ہو جاسے تو ایک سال تک اُس سے کسی دوسرے شہر میں منتقل ہو جانا ضروری ہے۔

گریکوا بو کے ضمن بیان میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب تک ہوا سے سمّی کو دفع ہو کر چھ مہینے ختم نہ ہولیں۔ شہر میں نہ آئیں۔ اور اپنے گھروں میں متعدد کتے چھوڑ رکھیں تاکہ اُن کی تنفس کی گرم ہوا سے اس مکان کی ہوا صاف ہو جاسے۔

عام ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ فوراً اُس متاثر مقامات کو چھوڑ کر میدانوں میں نکل جائیں تاکہ بستی اور آبادی کی ہوا درست ہو جا۔

اور ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ مکانات اور اپنے شہر نہ چھوڑا جائیں اور حتی الامکان اپنے مکانوں کی اصلاحِ ہوا کی جاسے **چنانچہ**

ایلاقی کا بیان ہے کہ ایام طاعون و وبا میں کوئی شخص اپنے گھر سے باہر نہ جاسے اور اپنے مکان کی احتیاط کرے

کہ ہوائے مکانی خراب نہ ہونے پائے۔

اصلاحِ ہوائے مکانی اس طرح کرو کہ ہر روز دن میں کئی بار عود جلاؤ۔ کبھی رومی مصطگی کی دھونی دو۔ کبھی عنبر۔ کندر۔ مشک۔ قسط شیریں۔ میعہ سائلہ۔ سندروس۔ ہینگ۔ لونگ۔ لادن۔ زعفران۔ سک۔ دسر۔ آس۔ شند۔ تگر۔ موتھ۔ اذخر۔ ابہل۔ وج ترکی۔ اسارون یا ان میں سے حسبِ حوصلہ لیکر ہر روز جلایا کریں صندل۔ کافور۔ پوست انار۔ سیب۔ مورد۔ بہی۔ آترس۔ طرفا۔ ریباس۔ یا اس میں سے جو میسر ہو جائے سونگھا کریں اور مکانوں میں سرکہ چھڑکیں۔ ہوا کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ ہینگ سرکہ میں حل کر کر ہر روز مکانوں کے اندر یا ہر دن میں دو تین مرتبہ چھڑکا کریں۔

جرجانی ایلاقی علیہم خیال اور ہمزبان ہیں۔

محمد بن زکریا کا بیان ہے کہ اگر مکان کی ہوا خشن بدبو سے ہو تو سے خیال آئندہ کسی دوسرے مکان میں منتقل ہونا ضروری ہے ممکن ہے کہ وہاں کی ہوا خراب ہو اور اپنا برا اثر ثابت کرے۔

ابن القف کا بیان ہے کہ اگر کسی ہوا موسم خریف یا سرما میں واقع ہو جائے تو مکانوں بازاروں اور گلیوں میں آگ جلایا کریں اس سے بہتر اصلاح ہوا کے لیے اور کوئی دوسری تدبیر نہیں ہو سکتی۔

محمد بن زکریا کا یہ بھی بیان ہے کہ جس شہر میں مرض طاعون واقع ہو جائے تو وہاں سے فوراً کسی دوسرے شہر میں منتقل ہو جانا نہایت ضروری ہے اگر کسی لشکری کے ساتھ ہوں تو اس سے کسی بلند اور مرتفع مقام میں ٹھہرا کریں۔

اسیطرح ہر امراض میں جن میں عفونت اور بدبو ہوتی ہے یہی طریقہ نقل مکانی اختیار کی جائے

شیخ نے اپنے قانون فن رابع مطبوعۂ طہران میں معالجات جیدہ کے ضمن چند اصول بتائے جن میں سے ہم یہاں حسبِ موقع درج ذیل کرتے ہیں۔

(منجملہ معالجات جیدہ کے ایک علاج یہ بھی ہے کہ مریض ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل کیا جائے

منجملہ معالجات جیدہ کے ایک طریقۂ علاج یہ بھی ہے کہ مریض کی ہوا بدل دیجائے اس عام اصول تداوی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مریض کو ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف یا ایک ہوا سے دوسری ہوا کی طرف منتقل کرنا

مفید صحت ہوتا ہے۔

چنانچہ آملی نے اپنی شرح جلد دوم میں (ص ۲۲) پہلی صورت کے متعلق یہ شرح کی ہے کہ کبھی مریض کو یہ خیال ہو جاتا ہے کہ اگر میں کسی دوسرے شہر یا گاؤں کو چلا جاؤنگا تو بہت جلد صحت پاؤنگا اور اسی خیال کی بنا پر کبھی مریض کو صحت بھی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اُس منتقل الیہ شہر کی ہوا اس منتقل عنہ شہر کے ہوا کے مخالف نہیں ہوتی ہے۔ اور یہ صحت نہ صرف ہوا کی بدولت ہوتی ہے بلکہ اُس کے خیالی اثرات کے نتایج خیال کیے جاتے ہیں کیونکہ اُن دونوں شہروں کی ہوا میں کچھ بھی اختلاف نہیں ہوتا جو باعث صحت سمجھی جاتی اور دوسری صورت کے متعلق یہ شرح کی ہے کہ ہوا مقام منتقل عنہ سے ہوائے مقام منتقل الیہ اچھا ہو تو یہاں نہ صرف ہوا ہی مفید ہوتی بلکہ قوتِ خیالی نے بھی اپنا اثر پیدا کرتی ہے۔

اور گیلانی نے اسی صفحہ پر صورتِ اولیٰ کی نسبت اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل ہونا اُس وقت زیادہ مناسب ہے کہ اُس منتقل الیہ شہر میں مسرت بخش امور حاصل ہوں۔ اور ان امور سے جن سے تکدر ارواح ہوتا تھا اُن سے نجات ملے۔ اس قسم کی منتقلی میں روحانی اور قوائے جسمانی کا انتعاش ہوتا ہے جو باعث تقویت قوائے جسمانیہ ارواح اور ازالہ مرض خیال کیا جاتا ہے اور دوسری صورت کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ہوائے ردی سے ہوائے جید کی طرف منتقل ہونا بھی نتایج بتاتا ہے۔

اسی طرح خوشہ چینانِ شیخ الرئیس ملا نفیس نے بھی اپنی شرح موجز ص ۳۶ مطبوعہ نولکشور جملہ ثانیہ جزو عملی میں یہ بتایا ہے کہ ایک ہوا سے دوسری ہوا کی طرف منتقل ہونا کبھی فایدہ بخش ہو جاتا ہے وجہ یہ ہے کہ ہوا منجملہ اسباب ضروریہ کے ایک نہایت ضروری سبب ہے جو حفظانِ صحت اور ازالہ امراض میں داخلی اور خارجی حیثیت سے دائمی اثر دکھاتی ہے اور نیز ایک مسکن سے دوسرے مسکن کی طرف منتقل ہونا مفید ثابت کیا ہے۔ اور یہ دلیل بتائی ہے کہ مساکن اور فصول کے اختلاف سے ہوا کا اختلاف بھی لازم ہو جاتا ہے مگر

میرے خیال میں ہوا مقام منتقل عنہ سے ہوا مقام منتقل الیہ اور مسکن منتقل عنہ سے مسکن

منتقل الیہ ہر بات میں عمدہ اور قابل اطمینان ہو اور مریض کی قوتِ خیالی بھی اُس کے ساتھ معاون ہو تو ضرور مفید ثابت ہوگی ورنہ ضرور مضر پہونچیگا چنانچہ محمد بن زکریا کا بیان ہے کہ اچھی ہوا کے مقام سے بُری ہوا کے مقام کی طرف منتقل ہونا بہت جلد بیمار بنا دیتا ہے۔

میرا خیال یہ ہے کہ ان اقوال سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ صحیح تندرست حضرات بھی ایک شہر سے دوسرے شہر کی چلے جائیں یا ایک ہوا سے دوسری ہوا کی طرف ہوا منتقل ہو جائیں۔

اگر بلحاظ حفظانِ صحت جانا چاہتے ہیں تو تحصیل حاصل لازم آتی ہے اور یہ نقل و حرکت فعلِ عبث سے خالی نہیں اور اگر بخوف مرض طاعون چلے جاتے ہیں تو اہلِ اسلام کو جائز نہیں۔

چنانچہ زمانۂ طاعون میں یہ دیکھا گیا ہے کہ بہت سارے جاہل اپنی جانوں کو اپنے ہاتھوں سے اسی خیال کی بنا پر کہ اِس شہر یا محلہ کی آب و ہوا غالباً خراب ہوگئی ہے فلاں شہر یا محلہ کی آب و ہوا اچھی ہے چلے گئے اور وہاں پہونچتے ہی مبتلائے مرض ہوگئے اور مر گئے۔

حکیم محمد علوی خاں مرحوم نے بھی اپنے رسالہ خلاصۃ التجارب مطبوعہ مطبع محمدی احمدی صفحہ ۱۶۹ علاجِ طاعون میں یہ لکھا ہے کہ اگر ممکن ہو تو نقل ہوا سب سے پہلے کیجائے ورنہ تقویتِ دل میں کوشش کیجائے۔

نووی شرح مسلم شریف بابِ طاعون صفحہ ۲۲۸ سطر (۳۱) جلد دوم میں یہ لکھا ہے کہ ابو موسیٰ اشعری اور مسروق اور اسود بن ہلال جیسے جلیل القدر حضرات تھے باینہمہ وہ مقام طاعون زدہ سے چلے گئے۔

اور نیز عمرو بن عاص نے فرمایا کہ اس عذاب سے گھاٹیوں۔ جنگلوں۔ اور پہاڑوں کی چوٹیوں کی طرف بھاگ جاؤ

ان لوگوں کا استدلال ہے کہ یہ نہی ممانعت شرعی دخول اور خروج کی اِس خیال سے نہیں تھی کہ غیر مقدور شئی سے متاثر ہو جائیں۔ بلکہ بلحاظ خوف و فتنہ ممانعت کی گئی ہے اِس خیال سے کہ آنے والے کی ہلاکت اُس کے آنے کی وجہ سے ہوئی اور بھاگنے والے کی سلامتی اُس کے بھاگ جانیکی وجہ سے ہوئی تو اس قسم کی مثل ایسی ہے جیسے مجذوم کے قریب سے خیال کیجاتی۔

تاریخ ابن اثیر کی جلد دوم صفحہ ۲۱۶ کر طاعون کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو عبیدہ کو لکھا کہ مسلمانوں کو ساتھ لیکر اُس سرزمین سے نکل جاویں جہاں طاعون واقع ہوا ہے۔

قسطلانی جلد ششم صفحہ ۳۶۹ کے دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بھی طاعون زدہ شہر چھوڑ کر

چلے جانے کا جواز جماعت صحابہ اور تابعین سے نقل کیا ہے۔

اور باصول دینی شرعی مرض طاعون سے ڈر کر صرف شہر سے مبتلا نہ باہر جائیں اور نہ باہر سے اندر آئیں بلکہ جہاں کے رہنے والے ہیں وہیں رہیں بیٹھیں اور چین کریں۔

اس شرعی اصول پر اگر غائر نظر ڈالی جائے تو حفظ نوایہ کہ اصول قرنطینہ میں قایم کئے گئے ہیں وہ سب اسی ایک مسئلہ سے مستنبط خیال کئے جا سکتے ہیں۔

مگر افسوس کہ ہم اہل اسلام اپنے دینی شرائع کو قابل تعمیل نہیں سمجھتے۔

شارح اسباب و علامات نے بھی اپنی شرح صہ ۲۶۴ مطبوعہ طہران بحث حمی وبائی میں یہ بتایا ہے کہ ہوائی محیط کو گلاب عرق بید مشک اور نیلوفر اور عام خوشبودار پھولوں سے اسکو مطیب کرنا چاہیے وجہ یہ کہ ان اشیا کو اصلاح ہوا اور تقویت قلب میں ایک خاص قسم کا اثر ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مکانوں اور شہروں کے ہوا کے اصلاح کے لیے بارود کے دھوئیں سے اور کوئی بہتر تدبیر خیال کی جا سکتی:

چنانچہ شہر انطاکیہ میں جب ہوائی حمی پیدا ہوئی تو صبح کے وقت اور رات کے بارہ بجے خالی توپیں داغی جاتی تھیں اور اسی کی بدولت شہر انطاکیہ کی ہوا درست ہو گئی اور اہل شہر کو امن ملا۔ اور بیرون شہر چونکہ توپیں داغی نہیں گئی تھیں اس لیے بیرون بلدہ کے اکثر لوگ ہلاک ہوئے۔

صاحب زبدۃ الطب نے بھی یہ بتایا ہے کہ جب ہوا میں عام فساد پیدا ہو جائے تو ہوائ مکان بہ نسبت ہوائے صحرا کے زیادہ اچھی ہوگی۔ وجہ یہ کہ ہر شخص اپنے اپنے مکان کی ہوا سے بالکل عادی ہوتا ہے اور جنگل کی ہوا سے مانوس و معتاد نہیں ہوتا ہے اور چونکہ عادت ایک طبیعت ثانیہ کا حکم رکھتی ہے اس لیے مکان کی ہوا صحرا اور جنگل کی ہوا سے زیادہ مناسب حال ہو سکتی ہے۔

ابو سہیل مسیحی نے اپنے مأۃ مسیحی میں یہ بتایا ہے (الا ان یکون جوہر الھوا قد فسد او اختلط بہ بخار ردی کما یکون ذالک فی اوقات الوباء فعند ذلک یکون الھواء المحصور فی البیوت اصلح

کہ جب جوہر ہوا میں کوئی فساد واقع ہو جائے یا بخارات ردیہ اس میں مل جائیں تو صحت اور وباء کے مرض کے لیے

غیر مفید اور حفظانِ صحت کے لیے ناکافی خیال کی جاتی ہے جیسا کہ ایام وبا میں ہوتا ہے ایسی صورتیں مکانوں کو محسوس مفید صحت اور ازالہ مرض کے لیے کارآمد خیال کیجاتی ہے اور اسکے مفید اور کارآمد ہونے کی یہ دلیل بتاتی ہے (لانہ الف للبدن و ابعد مخالطۃ الاشیاء الوبائیۃ) کہ اس قسم کی ہوا بدن کو مالوف و مانوس ہوا کرتی ہے اور مخالطت اشیاء وبائیہ سے دور رہے اور نیز

ابوسہل مسیحی نے یہ بھی لکھا ہے کہ (والانتقال من مسکن الی اخر مخالف لہ فی طبیعتہ مغیر حال البدن) ایک مسکن سے دوسرے مسکن کی طرف منتقل ہونا اس کے مخالف طبع ہے اور بدن کی حالت کو متغیر کر دینے والا ہے اس لیے منتقل نہیں ہونا چاہیے انتہی۔ مگر جبکہ وہاں کی ہوا خراب ہو۔

اکسیر اعظم صـ ۲۲۰ جلد چہارم سطر (۱۹) میں یہ بتایا ہے کہ ایام سمی میں مکانوں کی حالت بہ نسبت صحرائی ہوا کے اچھی ہوتی ہے۔

اسی وجہ سے اکثر دیکھا گیا اور نیز سنا گیا ہے کہ جو لوگ ایام سمی میں بلدہ چھوڑ کر جنگلوں میں جا کر رہتے ہیں مرضِ سمی میں مبتلا ہوتے ہیں۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ مکانوں کا رقبہ بہ نسبت جنگلوں کے نہایت ہی مختصر اور معمولی ہوتا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ مقدار کی زیادتی سے کیفیت میں بھی زیادتی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ

شیخ الرئیس نے اپنے شفا جلد دوم صفحہ (۲۳۱) بحث الفصل الرابع فی تعریف مایقال من الاجسام کلما ازدادت عظماً ازدادت شدۃ وقوۃ مطبوعہ طہران میں یہ لکھا ہے کہ جس وقت کمیت زیادہ ہو جاتی ہے تو کیفیت بھی بڑھ جاتی ہے۔

اور جب ہوا میں خواہ اندرونِ بلدہ ہو خواہ جنگل عام فساد واقع ہو جائے تو باصولِ شیخ الرئیس جنگل کے ہوا کا فساد بہ نسبت مکانوں کے ہوا کے فساد کے بلحاظِ رقبہ کئی گنا زیادہ ہوگا یہی وجہ خاص ہوتی ہے کہ عام جہال یا جو حضرات عام فساد ہوا کے زمانہ میں بلا تحقیق اپنے ہم مزاج اور موافق شہروں کو چھوڑ کر جنگلوں میں جاتے ہیں وہ بہ نسبت باشندگانِ شہر کے زیادہ مرتے ہیں چنانچہ

ابوسہل مسیحی نے اپنے مأتہ مسیحی میں لکھا ہے کہ (والانتقال من مسکن موافق الی مسکن ردی مرض بالضد) ایک مسکنِ موافق سے غیر موافق مسکن ردی کی طرف منتقل ہونا نہ صرف برا ہے بلکہ بیمار بنا دینے والا ہے

(۳) تیسری دلیل یہ ہے کہ عام طب جدید والوں کا بیان ہے کہ عمدہ اور صاف ہوا مکانوں میں بہت کم آتی ہے اس لئے میدانوں میں جانا زیادہ مناسب ہے۔
ہم اسی سے اپنا مضمون باسانی نکال سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ جب ہوا صاف مکانوں میں بہت کم آتی ہے تو پھر کوئی مانع نہیں کہ ہوائے فاسد بھی مکانوں میں بہت کم آئے اور اُس قلیل المقدار فاسد ہوا کے اصلاح کسی خاص ذریعہ سے کرنا بہت ہی آسان ہے بخلاف کثیر المقدار کے۔
تو ایسی صورت میں مکانوں کا چھوڑنا خلاف عقل سلیم ہے۔ مگر جب کہ شہر کی اندرونی اور بیرونی ہوا بالکل خالص بگڑگئی ہو
(۴) چوتھی دلیل یہ ہے کہ جب مکانوں کی ہوا بہ نسبت جنگلوں کے اچھی ہوئی تو پھر مکان جید بنسبت غیر جید کی طرف منتقل ہونا خلافِ عقل ورائے کما ہے چنانچہ
صاحب غنی منی اور ابو منصور نے محمد بن ذکریا کا قول نقل کیا ہے کہ مکان جید سے ردی مکان کی طرف منتقل ہونا بہت جلد مریض بناتا ہے۔
(۵) پانچویں دلیل یہ ہے کہ اگر تھوڑی دیر کے لئے مکانوں کی ہوا اور جنگل کی ہوا سمیت میں برابر مان لیجائے تو جنگلوں میں رہنا مضر صحت و زیادتی مرض ہوگا۔ وجہ یہ کہ حرارتِ آفتاب بہ نسبت مکانوں کے جنگل میں زیادہ ہوتی ہے۔ اور جمیع اطبا کا اتفاق ہے کہ حرارتِ شمسی مادہ کو ہیجان میں لاتی ہے اور گرم ہو مسامات کو کھولتی ہے اور اخلاط کو رقیق کرتی ہے اور ہضم خراب نہ ہوتا اور ارواح کو تحلیل ہوتی ہے۔ اور بدن کو ڈھیلا سُست۔ اور طاقت کو کمزور ہوتی ہے اور یہ کمزوری مرضا رستعدین مرض سمی میں اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اُن کو مبتلائے مرض کرے۔ بخلاف مکانوں کی گرمی کے کہ وہ اِن تمام باتوں سے محفوظ رہتی ہے ورنہ جمیع باشندگانِ آبادی کا انہیں امراض سے متصف ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔
(۶) چھٹی دلیل جسطرح دن کی گرمی نے اپنے ایسے اثرات دکھائے تو رات بھی اپنی سردی کے مصائب ضرور جدا گانہ دکھائیگی۔ وجہ یہ کہ مرض طاعون اکثر موسم خریف میں ہوتا ہے اور اس موسم کا خاصہ ہے کہ راتوں میں سردی اور دن کو گرمی تو پھر کوئی شخص اس دورنگی سے بچ نہیں سکتا بخلاف مکانوں کے

کہ اُس میں اتنی سردی کی تکلیف نہیں ہوتی جتنی جنگل کی سردی سے تکلیف ہوتی ہے۔

(۷) ساتویں دلیل یہ ہے کہ جنگل میں ایسے کوئی دو منزلہ مکانات یا تہ خانے فوراً تیار نہیں کیجا سکتے جو ہوائے فاسد متصل زمین ہے اُس سے محفوظ رہ سکیں اور اُن بخاراتِ سمیہ اور ہوائے فاسدہ سے جنگلوں میں اپنے کو بچا سکیں چنانچہ **صاحب کامل** کا بیان ہے کہ (فیکون الہواء فوق الارض التی تحت تلک العفونات او فی السراديب (یعنی تہ خانے) القلیلۃ الندی والبیوت التی لا یبعد عنها ہواء کثیر) کہ اُن تہ خانوں میں رہو جنمیں ہوائے فاسد نہیں پہنچ سکتی یا اُن تہ خانوں میں گذر کرو جن میں بہت ہی معمولی سردی ہو یا ایسے مکانات میں رہو جن میں ہوائے فاسد بکثرت نہ آتی ہو۔

ابو سہل مسیحی نے اپنی مائۃ مسیحی میں یہ بتایا ہے کہ (ہواء البیوت والاسراب والمغارات والمواضع المظلمۃ والمستورۃ عن الشمس والاجام والنقایع والمدن المتسفلۃ وازقۃ المدن المعسکر ومرابط الحیوانات ردی مضر لاختلاط تلک الاجزاء بها) مکانوں سراب مغارات مواضع مظلمہ مواضع مستورہ عن الشمس نقایع۔ مدن متسفلہ۔ ازقۃ المدن معسکر اور مرابط حیوانات کی ہوا نہایت مضر نقصان صحت اور امراض کی مزید خیال کیجاتی ہے کیونکہ ان مقامات کی بخارات روحیانہ ہوا میں مل کر خراب اور ناقابل نقصان صحت اور مزید اندر مرض ہو جاتی ہے یہ بیان بھی اس لحاظ سے صحیح اور درست ہے کہ ان مقامات کی آب و ہوا ناقابل استعمال ہے تو ست رہو چونکہ میری اس رسالۂ طاعون کو چھوٹا بڑا۔ ہندو مسلمان عالم۔ جاہل ہر کس و ناکس ضرور دیکھنے والا ہے اس لئے یہاں تک جس قدر بحث ترکِ وطن یا تبدیلِ ہوا کے متعلق لکھی گئی ہے وہ باصولِ حکماء و اطباء یونانی اور عقلی طور پر خیال کیجاتی ہے اب ایک حصہ اہل اسلام کے اصول دینی کا رہ گیا ہے جسکو ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

مسلم شریف جلد دوم ص ۲۲۸ باب طاعون میں اسامہ بن زید سے یہ روایت ہے کہ کسی نے حضرت اسامہ بن زید سے دریافت کیا کہ تم نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کی نسبت کیا سنا تھا اسامہ نے جواب دیا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کو عذاب بتایا ہے بنی اسرائیل پر جو قوم تم سے پہلے گذری ہے اُنپر بھیجا گیا تھا پس جس وقت سنو کہ کسی شہر میں واقع ہو گیا ہے تو اُس شہر کی طرف مت جاؤ اور جب وہ کسی شہر میں واقع ہو جائے اور تم بھی وہاں ہو تو اُس سے بخیال فرار نہ نکلو۔

حدیث سعد بن ابی وقاص و اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ طاعون ایک عذاب ہے

قولہ سراب جمع سرب یعنی سرنگ۔ مغارات یعنی گڑھے۔ مواضع مظلمہ یعنی تاریک مقامات۔ والمستورۃ عن الشمس یعنی آفتاب سے چھپے ہوئے مقامات۔ اجام یعنی جھاڑی۔ نقایع وہ تنگ جگہ جس میں پانی جمع ہوتا ہے۔ مدن متسفلہ یعنی پست زمین کے شہر۔ ازقۃ المدن یعنی تنگ اور گنجان آبادی۔ المعسکر یعنی بارکوں کے مقام۔ مرابط الحیوانات یعنی جانوروں کے کھڑے جس میں وہ باندھے جاتے ہیں۔

جو تمہارے پہلے قوم بنی اسرائیل پر مسلط کیا گیا تھا اگر کسی شہر میں واقع ہو جاوے تو وہاں سے بخیالِ فرار نہ نکلو اور جس شہر میں واقع ہو وہاں جاؤ

حدیث عامر بن سعد اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درد یا مرض عذاب ہے جو تمہارے پہلی اُمت کو دیا گیا تھا پھر یہ مرض زمین میں باقی رہ گیا کبھی جاتا ہے کبھی آتا ہے پس جو شخص اس مرض کو کسی شہر میں سُنے تو وہاں نہ جاوے اور جس شہر میں ہو وہاں سے بخیالِ فرار نہ نکلے

حدیث عبد اللہ ابن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے نکلے جب مقام سرغ میں پہنچے تو آپ کو شام میں وبا واقع ہونے کی خبر پہنچی تو حضرت عبد الرحمن بن عوف نے احادیث کی خبر دی کہ حضرت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم سُنو کہ طاعون فلاں شہر میں واقع ہوا ہے تو اس طرف رخ نہ کرو اور جس وقت شہر میں واقع ہو اور تم بھی وہیں کے رہنے والوں میں ہو تو بخیالِ فرار اس سے نہ نکلو چنانچہ حضرت عمرؓ مقام سرغ سے واپس

کنز العمال جلد پنجم صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ دائرۃ المعارف باب سوم میں یہ حدیث مروی ہے کہ طاعون ایک عذاب ہے اللہ جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے اور یہ طاعون مومنین کے حق میں رحمت کر دیا تم میں کا جو کوئی شخص کہ طاعون زدہ مقام میں رہا اور صبر سے اور یقین رکھتا ہے کہ بجز خدا کے لکھے ہوئے کے اس کو کچھ نہیں پہنچتا ہو گا تو اسکو شہید کا اجر ہو گا۔

حدیث طاعون ایک غدود ہے اونٹ کی غدود جیسا اس طاعون زدہ مقام میں رہنے والا شخص شہید کے ساتھ خیال کیا جاتا ہے اور اس سے بھاگنے والا شخص جہاد سے بھاگنے والا کے مثل

حدیث طاعون میری اُمت کیلئے شہادت ہے اور عذاب ہے ... ایک گلٹی ہے ... کی گلٹی کی طرح جو بغلوں اور مراق میں نکلتا ہے جو شخص اس مرض میں مرتا ہے اور جو شخص طاعون زدہ مقام میں رہتا ہے وہ ایسا خیال کیا جاتا ہے جیسے مرابط فی سبیل اللہ ہوتا ہے اور جو شخص اس سے بھاگتا ہے وہ ایسا خیال کیا جاتا ہے جیسے جہاد سے منہ پھیر کر بھاگنے والا۔

حدیث طاعون زدہ مقام سے بھاگنے والا جہاد سے منہ پھیرنے والے کی طرح اور اُس میں صبر کر کے ٹھہرنے والے جہاد میں صبر کرنے والے کی طرح ہوتا ہے

حدیث جو شخص طاعون زدہ مقام سے بھاگنے والا ہے جہاد سے بھاگنے والے کی طرح خیال کیا جاتا ہے اور جو شخص اُس میں صبر کر کے ہو رہتا ہے اسکو شہید کا ثواب ملتا ہے

غرض ان احادیث اور اصولِ طبی اور عقلی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مقامِ طاعون زدہ سے باہر نہ جائیں۔

میرے خیال میں ان دونوں گروہ کے باہمی اختلافات کا قولِ فیصل یہ مناسب ہو گا کہ مضافات کی ہوا بہ نسبت شہر کی ہوا کے نہایت ہی عمدہ اور بہت ہی اچھی حالت طبعی ہو اور شہر کے باشندے علی العموم اندرونِ شہر کی ہوا سے بد ہی متاثر ہوتے ہوں تو ضرور شہر کے باہر نکل جائیں اگر وہ شہر کی ہوا بہ نسبت مضافات کی ہوا کے درست اور حدِ اعتدال پر ہو تو شہر ہی میں رہنا نہایت ہی مناسب بلکہ انسب ہے۔

اور جب اندرون و بیرون شہر اور اُس کے مضافات کی ہوائیں عام سمیت پیدا ہو جاوے اور ہر جگہ کی ہوا کی نسبت یکساں ہی ہو تو پھر شہر کی سوا قابلِ ترجیح اور باعثِ آرام و آسائش ہو گی۔

نتیجۂ تالیف

میں اپنے معرکۃ الآرا پلیگ ڈیوٹی کے زمانہ میں اس مرض طاعون کے کل اعراض اور شکایتوں پر غائر نظر ڈالتا رہا اور ہر تکلیف مریض اور انکی ناقابل برداشت حالتوں اور عام معمولی شکایتوں کو نہایت غور و فکر اور بہت ہی دلچسپی سے دیکھتا اور تاڑتا اور ان کی اصلاح اور حسن تدبیر میں نہ صرف اپنی موجودہ معلومات ہی سے کام لیا بلکہ حکما متقدمین اور اطبا متاخرین کے کارآمد تجارب اور اُن کے مفید تالیفات و تصنیفات سے مدد لی اور خدمت خلق میں عزیز اوقات برمحل اور بجا صرف کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ فیصدی ساٹھ سے کچھ زیادہ مریض اس پنجۂ اجل کے چنگل سے جانبر ہوئے۔

اسی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ بحالت مرض طاعون جو جو اعراض اور مختلف امراض دیکھے گئے اور تجربہ ہوا اور جن جن تدابیر سے ان کی اصلاح اور صحت پذیر حالت پیدا ہوئی ان ہر ایک کو اسکے محل میں بیان کروں اس ناہموار زمانہ میں جہاں تک دیکھا جاتا تھا بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ صرف مرض طاعون ہی پنجۂ اجل ہے مگر جب زیادہ گہری نظر ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ مرض تن تنہا ہی مہلک نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ اور بھی امراض ایسے ہیں جو مستقل مہلک امراض کا کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

انفعالِ قوارِ نفسانیہ اور اُن کے اثرات۔

انفعالاتِ قوارِ حیوانیہ اور اُن کے اثرات

انفعالات قوارِ طبیعیہ اور اُن کے اثرات

انفعالِ قوارِ نفسانیہ و حیوانیہ اور ان کے اثرات

بظاہر یہ عنوان عام فہم نہ ہوگا اس لیے ہمیں اس کی تفصیل بتانی ہوگی کہ وہ انفعالات قوار نفسانیہ اور حیوانیہ کیا ہیں اور کیوں ہوتے ہیں اور اُن کے کیا اسباب ہیں اور ان انفعالات کی بدولت کیا کیا بُرے اثرات واقع ہوتے ہیں۔

ان مسائل کی پوری پوری تحقیق اور ان کے مدلل بیانات ایک بڑے اور وسیع پیمانہ پر موقوف ہیں مگر ہم بلحاظ ضرورتِ مقامی نہایت مختصر سے بیان پر اکتفا کرتے ہوئے اپنی غرض کو پورا کرینگے دماغ ایک متخلخل نرم سفید جوہر ہے جسکے اُوپر نیچے باریک سی جھلی (اُمِّ رقیق) محیط ہے اور اس رقیق جھلی پر ایک دوسری موٹی اور غلیظ (اُمِّ غلیظ) جھلی مڑھی ہوئی پائی جاتی ہے اور اس غلیظ اور موٹی جھلی میں

سر کی ہڈیاں گہری ہوئی ہیں اور ان ہڈیوں میں کھڑے آڑے اور کچھ بازوؤں میں درزیں[1] بنائی گئی ہیں۔ اور انہیں درزوں سے دماغی بخارات اور اعصاب نکلتے ہیں اور انہیں درزوں سے ہوا دماغ کیطرف جاتی ہے جو اسکی پرورش اور تغذیہ کرتی ہے اور انہیں درزوں سے شریانیں دماغ میں روح حیوانی کو پہونچاتی ہیں اور وہ روح حیوانی بخصوصیات مقامی[2] روح نفسانی کی طرف مستحیل ہوتی ہے یا وہیں روح نفسانی کا تکون ہوتا ہے اور قوائے نفسانیہ کے فرائض کو انجام دیتی ہے۔

انہی درزوں سے اندرونی رباطی اجزا باہر نکلتے ہیں اور باہم ملکر ایک نئی جھلی (جسکو غشاء مجلل قحف) کہتے ہیں بناکر کل سر کے ہڈیوں کی باہم بندش کر دیتے ہیں۔

اس جھلی پر ایک پوست بنایا گیا ہے اور اس میں باصول قانون قدرت دادر ناقابل شمار سوراخ بنائے گئے ہیں جنکو عام بول چال میں مسامات کہتے ہیں۔

قلب یہ ایک سخت گوشت لیف غضروف نما عضو اور غشاء سخت سے مرکب ہے اسکی قدرتی شکل صنوبری ہے اس میں حسب ذیل نالیاں اور ایک دوسرے میں سے سوراخ قدرتی طور پر بنائے گئے ہیں ان کے منافع اور اغراض کسی خاص خاص موقع میں بتائے جاوینگے۔

(۱) جوف اذن ایمن قلب۔
(۲) جوف اذن ایسر قلب۔
(۳) جوف ایمن قلب۔
(۴) جوف ایسر قلب۔
(۵) جوف اذن ایمن قلب اور جوف ایمن قلب
(۶) جوف اذن ایسر قلب اور جوف ایسر قلب۔
(۷) جوف ایمن قلب اور جوف ایسر قلب کی درمیانی نالی جس کا نام جالینوس نے دہلیز رکھا ہے۔
(۸) جوف ایمن قلب اور جگر کے درمیانی نالی جس سے رگ اجوف کبد کا خون قلب میں پہونچاتی ہے

[1] درزوں کی بحث تمام وکمال ہمارے رسالہ دماغ میں ملاحظہ فرمائی جاوے ۱۲

[2] روح نفسانیہ کی اختلافی بحث ہمارے رسالہ جگر میں ملاحظہ فرمائی جاوے ۱۲

(۹) جوف ایمن قلب اور شش کی درمیانی نالی جس سے شش کو غذا پہونچتی ہے۔

(۱۰) جوف ایسر قلب۔ اور شش کی درمیانی نالی جس سے صاف شدہ ہوا۔ قلب کو پہونچائی جاتی ہے اور خون کی اصلاح بخارات ردیہ سے ہوتی ہے۔

(۱۱) جوف ایسر قلب اور۔ اورطی کی درمیانی نالی جس سے جمیع بدن میں بذریعۂ شرائین خون اور روح کی تقسیم ہوتی ہے۔

قلب جمیع شرائین کا مبدا ہے اور انہیں شرائین کے ذریعہ سے کل بدنمیں روح حیوانی اور مخصوص خون کی تقسیم ہوتی ہے۔ اِسی قلب میں خون صالح کی لطیف بخاری اجزا پیدا ہوتی ہیں اور اُنہی لطیف بخارات کا نام روح حیوانی ہے اسی قلب میں قدرتی گرمی اور حرارت عزیزی رہتی ہے۔

غرض اس مختصر سی تمہید کے بعد ہم اس بات کو بتانا چاہتے ہیں کہ انفعالات قوائے نفسانیہ اور حیوانیہ کیا ہیں اور کیوں ہوتے ہیں اور اون کے کیا اسباب ہیں اور اُن انفعالات سے کیا کیا اثرات پیدا ہوتے ہیں۔

انفعالاتِ قوائے نفسانیہ وحیوانیہ حسب تفصیل ذیل ہیں۔

(۱) غم

(۲) ہم

(۳) فزع

(۴) حزن

(۵) غضب۔

ان کی علاوہ اور بھی ہیں مگر یہاں صرف انہی کو بیان کرنا مناسب محل خیال کیا جاتا ہے اسلیے ہم انکی مختصر بحث ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

غم منجملہ ان انفعالات نفسانیہ قلبیہ کے غم بھی ایک انفعال نفسانی ہے۔

اب معلوم کرنا چاہیے کہ غم کیا چیز ہے اور اس کے اسباب کیا ہیں اور اس سے کیا اثر پڑتا ہے۔

آملی نے اپنے شرح قانون میں غم کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ وہ ایک نفسانی کیفیت کا نام ہے جس کے ساتھ

روح حیوانی اپنے واقع شدہ موذی اور مصیبت کے خوف سے خارج بدن سے داخل بدن کیطرف جاتی ہے۔ اور مسیحی نے یہ تعریف لکھی ہے کہ روح حیوانی واقع شدہ موذی کے ڈر سے داخل بدن کیطرف بانقباض جاتی ہے

ان دونوں تعریفوں میں ذرا ہی سا فرق ہے وہ ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے۔

ہمیں بتانا یہ ہے کہ غم کے اسباب کیا ہیں اور وہ کیوں پیدا ہوتا ہے اس کے کئی اسباب ہیں جن میں سے۔

غم کا پہلا سبب یہ ہے کہ روح اور خون یہ دونوں کسی اندرونی یا بیرونی یا دونوں اسباب سابقہ کیوجہ سے کم و کیف میں اعلیٰ درجہ کے پیمانہ پر واقع ہوں۔

چنانچہ اسفار اربعہ صفحہ (۳۸۱) مطبوعہ طہران میں صدر الدین شیرازی نے یہ لکھا ہے کہ جس کسی شخص کا خون غلیظ کدر۔ اور حرارت میں بڑھا ہوا ہوتا ہے تو وہ غم کو پیدا کرتا ہے۔

اور زمانہ طاعون میں ہر کس و ناکس واقع شدہ مصیبت کے مارے جسقدر خائف اور ترساں تھا یا ہوتا ہے وہ پوشیدہ نہیں اور انہیں افکارات فاسدہ اور خیالات ردیہ کیوجہ سے خون جوش پر جوش کھا کر اس طرح غلیظ۔ کدر ہوتا تھا یا ہوتا ہے وہ ظاہر ہے۔

غم کا دوسرا سبب یہ ہے کہ امور خارجیہ واقعیہ (یعنی وہ آفات و حوادثات آسمانی یا سلطانی۔ یا اپنے ذاتی افعال واکتساب سے واقع ہوئے ہوں جن کا تدارک خیر امکان سے خارج ہو اور امید خیر منقطع ہو جائے۔ ایام طاعون میں حوادثات آسمانی ایسے ایسے پیش آئے اور آتے ہیں جن کا تدارک اور انتقام سخت مشکل ہو جاتا ہے اور امیدیں منقطع ہو جاتی ہیں اور جگر پھٹنے لگتا ہے اور روح گھٹنے لگتی ہے اور انہیں وجوہات سے غم بڑھتا جاتا ہے اور قوائے نفسانیہ قلبیہ کمزور ہوتے جاتے ہیں۔

غم کا تیسرا سبب یہ ہے کہ نفس کو غم پر آمادہ ہونیکی قابلیت و استعداد بھی ہو۔

بعض سنگدل بیمروت بے رحم ایسے بھی ہیں جن کو کسی قسم کا احساس تک نہیں ہوتا چنانچہ اس ہی ایام طاعون میں انہوں نے نہ صرف فارغ البالی اور اطمینان سے بسر اوقات کیے بلکہ عتالی۔ ڈاکہ۔ اور چوریاں بھی بیحد کیے انصافاً اگر دیکھا جاوے تو ایسے حضرات بیرحمی کے لقب سے یاد کیے نہیں جا سکتے۔ وجہ یہ ہے کہ ان کی ذاتی استعداد و قابلیت اُن امور غمیہ کا احساس یا اس کا اثر نفس ناطقہ پر نہیں ڈالنے دیتی ہے۔

ہم منجملہ ان انفعالات نفسانیہ قلبیہ کے ہم بھی ایک انفعال نفسانی ہے۔

آملی نے اپنی شرح قانون میں یہ تعریف کی ہے کہ وہ ایک نفسانی کیفیت ہے جس کے ساتھ روح حیوانی ظاہر بدن سے داخل کیطرف اور اندر سے باہر حرکت کرتی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ جب کسی امر میں خیر واقع ہونے کی امید ہوتی ہے تو اندر سے باہر کی طرف توجہ کرتی ہے اور جب برائی کے وقوع کا خوف لگتا ہے تو باہر سے بدن کی اندر کی طرف چلی جاتی ہے۔

اسی اصول پر یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ ہم خوف و رجا سے مرکب ہے ان میں سے جو چیز (خوف و رجا) تو اسے فکریہ پر غالب آجاتی ہے تو روح بھی اسی کی طرف پہلے ہی حرکت کرتی ہے جیسے اچھی حالت کے واقع ہونیکی قوی امید جب قوائے فکریہ پر غالب آجائے تو روح بھی ظاہر بدن کی طرف آجاتی ہے اور اگر اس کے برعکس ہو تو روح خارج بدن سے داخل بدن کی طرف چلی جاتی ہے یعنی تحلیل ہوتی جاتی ہے اسی وجہ سے یہ بات مشہور ہے کہ ہم جہاد فکری کا نام ہے۔

بقول شیخ بو علی سینا یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہم غضب اور حزن سے مرکب ہوتا ہے اور اس قول کی وجہ آملی نے اپنی شرح قانون صفحہ (۱۵) میں یہ بتائی ہے کہ صاحب ہم اپنے خیال میں یہ سمجھا ہوا ہوتا ہے کہ امر مافات کا تدارک ممکن الوقوع ہے تو ایسے خیال کی بنا پر روح کی حرکت داخل بدن سے خارج بدن کیطرف بغرض تدارک ہو جاتی ہے جیسا کہ غضب میں ہوا کرتا ہے۔

اور جب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا تدارک اپنے حیز امکان سے باہر ہے تو بکمال افسوس باطن کی طرف رجوع کرتی ہے جیسا کہ حزن میں ہوتا ہے۔

فزع منجملہ انفعالات نفسانیہ قلبیہ کے فزع بھی ایک نفسانی قلبی کیفیت انفعالی کا نام ہے۔ اس کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ وہ ایک نفسانی کیفیت ہے جس کے ساتھ روح حیوانی ظاہر بدن سے داخل بدن کیطرف اپنی خیالی یا واقعی موذی کے ڈر سے چلی جاتی ہے۔

فزع کے حسب ذیل اسباب ہیں۔

(۱) پہلا سبب فزع کا یہ ہے کہ روح حیوانی کم و کیف میں معتد بہ اصول پر نہ ہو۔

یہ بات ثابت ہے کہ جب روح سامنے رہیں کم ہوگی تو قوت میں بھی کم ہوگی اور جس کی قوت کم ہوگی اس کا موذی اور دشمن کا دفع کرنا ظاہر ہے۔

(۲) دوسرا اسبب فزع کا امور خارجیہ یا خیالیہ ہے۔

یہ بات ظاہر ہی کہ ایام طاعون میں جب کہیں کسی کا مُردہ یا جنازہ دیکھ لیا جاتا تھا یا کسی دوست احباب عزیز کے گھر کسی کے مرنے کی خبر سنی جاتی تھی یا لاشوں کو سڑکوں اور رودکانوں پر کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہوئے دیکھے جاتے تھے۔ یا ندی میں آگ کے متعدد ڈھیر جلتے ہوئے نظر آتے تھے یا کسی قسم کے حادثات پیش آجاتے تھے تو اس وقت از خود رفتگی اور سخت پریشانی ہو جاتی تھی اسیطرح خیالی صورتیں بھی اثر بتاتے تھے۔

(۳) تیسرا اسبب یہ ہے کہ نفس میں فزع پر آمادہ ہونے کی قابلیت واستعداد بھی ہو۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جس کے نفس میں حیثیت ہوتی ہے وہ نفسانی کیفیات سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور جن کے نفوس میں ڈر کی قابلیت اور استعداد نہیں ہوتی یا وہ محض نڈر ہوتے ہیں انہیں کیسا ہی کیسا ہی فزع خیز امر پیش کیوں نہ آئے وہ پرواتک نہیں کرتے۔

چنانچہ صحرانورد اور دیہاتی لوگ اور خصوصاً شکاری قوم (کولی وغیرہ) ایسے جیوٹ اور مستقل مزاج دیکھے گئے کہ وہ جنگلی شیروں۔ ریچھوں اور معمولی عام درندوں کی وقعت معمولی کتوں سے زیادہ نہیں سمجھتے اور بے تکلف خوفناک جھاڑیوں پہاڑیوں اور غاروں میں تن تنہا چلے جاتے ہیں اور کسی کیفیات نفسانی سے متاثر نہیں ہوتے۔

اسیطرح ایام طاعون میں بعض بعض گروہ (غسال۔ لاشہ بر۔ گورکن وغیرہ) ایسی ثابت قدمی اور عالی ظرفی سے کام لیا اور کبھی چہروں پر ملال کا اثر تک نمایاں نہ ہوا۔

اور جن کے نفوس میں فزع کی زیادہ قابلیت تھی اور ان کی فطرت خوف فزع پر واقع ہوئی تھی ان گروہ کا یہ حال تھا کہ ادنی ادنی چھیڑ چھاڑ پر پریشان ہو جاتے تھے

چنانچہ میرا ذاتی تجربہ اور رائے العین مشاہدہ ہے کہ میں ابتدا ر زمانۂ طاعون میں محلہ بھوئی گوڑہ پہونچا اور وہاں تخلیہ مکانات کی ترغیب اور طاعون کے تیز رفتار اثرات کی ترہیب کر رہا تھا۔ کہ ایک بوڑھی (کہارنی) سخت پریشان سانس لرزاں و پریشان ہو کر آئی اور بار بار کہتی تھی کہ اب کیا ہوگا۔

اور میں اب کیا کروں میں کہاں جاؤں اسی حالت میں بخار چڑھ آیا اور مارے سردی کے کانپ اٹھی ہم نے ہر چند سمجھایا منایا۔ تسکین دی۔ اطمینان دلایا۔ مگر اس نے ایک نہ مانا۔ اور دوسرے روز مبتلائے مرض ہو کر مر گئی

حزن اسفار اربعہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ منجملہ اُن انفعالات نفسانیہ قلبیہ کے حزن بھی ایک نفسانی انفعال ہے جس میں روح داخل بدن کی طرف تھوڑی تھوڑی حرکت کرتی ہے۔

غضب منجملہ اُن انفعالات نفسانیہ قلبیہ کے غضب بھی ایک انفعال نفسانی ہے۔

غضب ایک نفسانی کیفیت کا نام ہے جس کے ساتھ روح حیوانی اپنے منافی اور ناملائم شئے کے دفع کرنے اور اُس سے بدلہ لینے کے لیے داخل بدن سے خارج بدن کی طرف اسدطاقی ہے اور

بعض نے غضب کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ قلب کے جوش خون کا نام ہے مگر یہ تعریف متفق علیہ جمہور سابق نہیں۔

غضب کے اسباب بھی حسب ذیل (۳) ہیں۔

(۱) پہلا سبب یہ ہے کہ کسی امر داخلی یا خارجی کی وجہ سے روح کم و کیف میں ناقابل اعتبار ہو اسکے یہ معنی ہیں کہ روح میں کسی اندرونی یا بیرونی اثرات سے غلظت پیدا ہو جائے اور قوام روح حد اعتدال سے متجاوز ہو۔ اور مقدار طبعی ضروری بھی قابل اعتبار ہو۔

اور ایام طاعون میں کئی اندرونی اور بیرونی اثرات کی وجہ سے قلب متاثر ہوتا ہے اور جوش کھاتا ہے وہ ظاہر ہے چنانچہ تخلیہ مکانات کی وجہ سے اوایل ایام میں کس قدر پبلک میں شورش پھیلی ہوئی تھی اور کس قدر ہنگامے مچے تھے اور قیام کیمپ کے متعلق کیا کیا مصائب سرکار کو جھیلنے پڑے اور قوم کے غصوں کے روکنے میں کیا کیا دقتیں پیش آئیں اور کس مشکلوں سے سنبھالا۔ اور سب سے زیادہ غضب اور غصہ پیدا کرنے والے امور ہماری اس ریاست دولت مدار ابد قرار میں دیکھے نہیں گئے۔ جیسی اور ریاستوں میں ہوئی ہیں۔

مثلاً عورتوں کو مردوں سے اور مردوں کو عورتوں سے بچے بالے ماں باپ سے اور ماں باپ بچے بالوں سے اور عزیز اقارب دوست احباب ایک دوسرے سے جبراً قہراً جدا کر دے جاتے تھے اور ہر ہر مال متاع عصمت و آبرو ایک دوسرے کی خدا کے حوالہ کر دی جاتی تھی۔ ان امور پر زیادہ غور کرنے سے صاف اور کھلے لفظوں میں ثابت ہو جائیگا کہ یہ امور غضب اور غصہ پیدا کرانے میں کیا اثر رکھتے ہیں

اور جوش و خروش قلبی کس حد تک ثابت ہو سکتا ہے۔ اور اُس جوش خون کے سیاہ اور تاریک دخانی بخارات شرایین قلب سے نہ صرف جمیع بدن میں نفوذ کرتے ہوئے مکدر تاثیرات بنا سکتے ہیں بلکہ دماغی روشن خیالات کو بھی سیاہ اور تاریک کر کے عقل سلیم کو پاگل بنا دیتے ہیں۔

اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ غضب کی حالت میں اچھا۔ برا۔ اپنا۔ پرایا۔ دوست۔ دشمن۔ حاکم محکوم چھوٹا۔ بڑا۔ موٹا تازہ۔ دُبلا پتلا۔ سب یکساں ہو جاتا ہے اور عاقبت اندیشی پر پردہ پڑ جاتا ہے اور کچھ نہ کچھ خلاف آئینِ سلطنت کر جاتے ہیں۔

اور جب یہی غصہ کی حالت بڑھ جاتی ہے تو ہاتھ پیروں میں تھرتھری۔ منہ کو کف آتے آتے بخار شدت کا پیدا ہو جاتا ہے اور آخر کار غشی پر غشی طاری ہونے لگتی ہے۔ اور دم گھٹ گھٹ کر مر جاتا ہے۔

(۲) دوسرا سبب غضب کا پیدا کرنے والا امور خارجیہ واقعیہ ہیں۔ مثلاً کسی دشمن کی صورت نظر آ جائے یا کوئی کام خلاف مرضی ہو۔ یا کسی نے عمداً مالی نقصان یا عزت و عصمت کی پامالی کی ہو یا ایسے افعال کا ارتکاب کیا ہو جس سے جوش خون پیدا ہو اور اشتعال طبع قایم کرے باعث غضب خیال کیے جاتے ہیں۔

پھر یہ افعال اور امور خارجیہ میں بعض قوی ہوتے ہیں اور بعض ضعیف اور پھر کوئی سریع الزوال ہوتے ہیں اور بعض بطیء الزوال۔ اور پھر بعض امور ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے کثرت استعمال سے انتقام کا احساس اور شعور زائل ہو جاتا ہے جیسے عوام الناس رذیل اقوام کی عام باہمی گفتگو سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی باہمی ناشایستہ گفتگو کے انتقام کا احساس باطل ہو گیا ہے۔

(۳) تیسرا سبب نفس میں ان امور کے انفعال کی قابلیت اور استعداد بھی ہو۔ ورنہ وہ ایک اعلیٰ درجہ کا احمق خیال کیا جائیگا یا بے انتہا پاگل۔

حاصل اس تمہید کا یہ ہے کہ جب قلبی صدمات ضرورت سے زیادہ واقع ہوتے ہیں تو جمیع بدن کے کل پرزے بیکار اور نکمے ہو جاتے ہیں اور بدن کا انتظام بگڑ جاتا ہے۔

وجہ یہ کہ قلب سب سے زیادہ رئیس الرئیس عضو ہے اور جمیع بدن کے کل اعضا اُس کے تابع اور خیر منانے والے ہیں۔ اور جب اُس عضو رئیس میں کوئی خرابی پیدا ہوتی ہے تو ان کا اثر روح حیوانی پر پڑتا ہے۔

اور روح حیوانی کا اثر روح نفسانی اور طبعی پر ہوتا ہے اور جبتک ان میں مدافعت کی قوت بڑھی ہوتی ہو تو کسی غنیم مرض کو اپنے حدود جسمانی میں آنے نہیں دیتی اور جب ان کی قوت مدافعت اندرونی یا بیرونی صدمات کیوجہ سے کمزور ہونے لگتی ہے تو یہ بالکل مضمحل اور بیکار ہو جاتے ہیں اور جمیع بدن کے کل اعضاء رئیسہ و مروسہ اور خادمہ اور مخدومہ بھی بیکار ہو کر اپنے خدمات مفوضہ کو پورے پورے انجام دینے سے معذور و مقصر ہو جاتے ہیں۔

اور یہ ذیلی اعراض مستقل امراض کے اشکال میں نمایاں ہو کر ہلاک مریض میں معین ہو جاتے ہیں۔

تو یوں کہنا کسی حدتک صحیح ہو جائیگا کہ طاعون ورم متابعن ان ذیلی مجموعی امراض کا نام ہے اور ہمیں انہی کا علاج کرنا منظور ہے۔ وہ اعراض یہ ہیں۔

(۱) سہر	(۱۰) غثیان
(۲) دردسر و دوران	(۱۱) تہوع
(۳) بخار	(۱۲) قے
(۴) تکدر حواس	(۱۳) یرقان
(۵) اختلاط ذہن	(۱۴) قبض و نفخ۔
(۶) سرسام	(۱۵) اسہال یعنی ہیضہ وبائی۔
(۷) درد دل و خفقان	(۱۶) سوء تنفس و تقلب نفس
(۸) غشی	(۱۷) سعفہ
(۹) ارتعاش دست و پا اور زبان	(۱۸) نتن تنفس

اس لیے مرض طاعون میں نہ صرف بخار سمی وبائی اور گلٹیوں کا ہی علاج کیا جائے بلکہ زیادہ سے زیادہ توجہ اور علاج کے قابل دل۔ دماغ جگر۔ اور شش خیال کیجاتے ہیں ان کی نگہداشت ان کی تقویت انکی حفاظت اصل مرض طاعون کے دفعیہ کے لیے زیادہ معین اور مفید سمجھی جاتی ہے۔

حاوی محمود بن الیاس شیرازی کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سہر ایک بیداری کا نام ہے

سہر اور اس کا بیان

جو مقدار طبعی سے متجاوز ہوجاتی ہے اور اُس کے متعدد اسباب ہیں چنانچہ
کبھی غم شدید کی وجہ سے دماغ میں یبوست بڑھجاتی ہے اور نیند اُچاٹ ہوجاتی ہے جیسا کہ ان ایام
وحشت خیز قیامت نما میں علی العموم دیکھی جارہی ہے۔
کبھی استفراغات کثیرہ کی وجہ سے یبوست دماغ پر غالب ہوکر نیند نہیں آتی۔
کبھی دھوپ میں زیادہ پھرنے کی وجہ سے دماغ میں حرارت و یبوست سا وج پیدا ہوکر یہ مرض عارض ہوجاتا ہے
کبھی اپنے مال و متاع کی حفاظت کے خیال سے نیند اُچاٹ ہوجاتی ہے اور سہر عارض ہوجاتا ہے۔
ف جالینوس کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بغرض حفاظت جگتا تھا جس کی وجہ
اس کو اختلاط ذہن واقع ہوا۔ اور پھر جنونی ہوگیا۔
کبھی درد شدید بھی سہر کا باعث ہوجاتا ہے چنانچہ مریض طاعونی میں یہ صورت پائی جاتی ہے اور
کبھی بخار بھی مرض سہر کا باعث خیال کیا جاتا ہے چنانچہ یہ صورت بھی مریض طاعونی میں پائی جاتی ہے۔
کبھی امتلاء معدہ اور سوء ہضم بھی سہر کا سبب بتایا جاتا ہے۔ اور
ابو منصور حسن کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سہر کے اسباب مختلف اور متعدد ہیں چنانچہ
کبھی اس مرض سہر کا سبب یبوست دماغی خیال کیجاتی ہے جو استفراغ کی وجہ سے ہوتا ہے اور اگر یہ استفراغ
اگر خاص شغل یا کسی عمل مہم کی وجہ سے ہوا ہے تو یہ خیال کرلو کہ جمیع بدن کا استفراغ ہوا ہے جو زیادہ مضر
نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر بلا کسی شغل و عمل کے وقوع میں آیا ہو تو قوائے طبعیہ کا انحلال اور ضعف پیدا کرے گا
جس کا اثر جمیع بدن میں سرایت کرتا ہے۔
شیخ صفحہ ۳۰ جلد سوم طہران کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرض سہر کے پیدا کرنے والے
اسباب مزاجی حر و یبس دو ہی ہیں۔ اور
کبھی اُن رطوبات بورقیہ کی وجہ سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے جو دماغ میں متکون ہوتے ہیں اور
کبھی درد کی وجہ سے ہوتا ہے چنانچہ گلٹی کی ناقابل برداشت تکلیف باعث سہر ہوجاتی ہے۔
کبھی اُن افکارات کی وجہ سے یہ مرض پیدا عارض ہوتا ہے جنمیں غم آلود اثرات ہوتے ہیں چنانچہ یہ صورت بھی ایام طاعونی میں علی العموم پائی جاتی ہے اور

عله بوڑھوں کو علی العموم سہر ہوتا ہے اس کی خاص وجہ یہی رطوبات بورقیہ اور یبوست جو سہر دماغی خیال کی جاتی ہے

کبھی روشنی اور مقام کے چمکدار ہونیکی وجہ سے بھی یہ مرض سہر پیدا ہوتا ہے اور

کبھی سوء ہضم اور کثرت امتلا کی وجہ سے اور

کبھی ایسے اغذیہ کے استعمال کی وجہ سے یہ مرض عارض ہوتا ہے جن سے نفخ اور اخلاط میں تشویش اور احلام واقع ہوں اور

کبھی ورم سوداوی یا سرطان قریب بجوار دماغ میں واقع ہوتا ہے تو یہ مرض سہر عارض ہوجاتا ہے۔

کبھی یہ مرض سہر بخارات لذاعہ یا لبخارات حادہ کی وجہ سے عارض ہوتا ہے چنانچہ طاعونی زمانہ میں انہیں بخارات کی بدولت یہ مصیبت پیش آتی رہی۔

اور شیخ نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ جس سہر والے کو کھانسی شروع ہوجائے تو وہ پھر زندہ نہیں رہ سکتا

فرق بیداری اور سہر میں یہ ہے کہ بیداری عام جاندار۔ اور عام حیوانوں میں ایک ایسے حالت کا نام ہے۔ جو روح نفسانی آلات حس وحرکت میں اس غرض سے پہونچائی جاتی ہے کہ وہ آلات مذکورہ سے کام لیا کریں اور جب اس درجہ سے بڑھ جائے اور امر طبعی سے متجاوز اور خارج ہوجائے تو اس کو سہر کہتے ہیں۔

لیکن ایام وبائی میں بچند وجوہ ذیل سہر عارض ہونا تجربۃً ثابت ہوا ہے وہ یہ ہیں۔

کبھی محض بیمار کے چیخنے رونے چلانے اور ناقابل برداشت تکالیف کے دیکھنے سے نیند اچاٹ ہوگئی اور

کبھی غم والم وملال اموات عزیز واقارب اور زن وفرزند کیوجہ سے مرض سہر عارض ہوگیا۔ اور

کبھی تجہیز وتکفین کی سربراہی اور دوڑ دھوپ کی وجہ سے اور۔

کبھی اہل محلہ کے رونے چیخنے اور چلانے سے اور۔

کبھی تیمارداری کیوجہ سے اور

اکثر بخارات حادہ لذاعہ متصاعدہ حمائے سمیہ کی وجہ سے مرض سہر ثابت ہوا اس لیے یہاں انہیں اغراض کے معالجات بتائے جاتے ہیں جو وہ دوسرے بقیہ مرض سہر کے لیے بھی کارآمد ہیں۔

جن لوگوں کو مریض کے ناقابل برداشت تکالیف کی وجہ سے نیند اچاٹ ہوگئی ہے تو ان کو چاہیے کہ وہ کسی

ع۵۲ بلر، بادنجان ۔ د عدس یعنی مسور ۱۲

ایسے مقام میں رات بسر کریں جہاں انہیں کسی قسم کی آواز نہ آتی ہو۔ یا وہ ایسی ادویہ کا استعمال کریں جس سے انکو بسہولت نیند آجائے۔

جن حضرات کی غم و الم کیوجہ سے نیند کافور ہوگئی ہو ان کو مفرحات و مقویات و مسکنات کا استعمال کرائیں اور مفرح اور مسکن حرارت قلب مشمومات مثلاً ترنج۔ تربزہ تراشیدہ خیار تراشیدہ۔ کوتیہ ملیدہ گل نیلوفر گل بنفشہ خس۔ عطر گلاب عطر کیوڑہ۔ یا ان کا عرق سنگھایا جائے۔ اور خیالات کو مسائل اور مسائل طبیعت راگ وغیرہ امور کیطرف کرائیجاوی۔ اور مرے ہوؤں کا کوئی ذکر یا چھیڑ چھاڑ نہ کی جائے۔ سیر چمن اور دوستوں کا باہمی مذاق و دل لگی اور مل بیٹھنا نہایت موثر اور مفید ثابت ہوا ہے اگر وہ مغموم صاحب مقدرت ہے تو نواح شہر یا کلکتہ یا بنارس یا جہاں کہیں اس کی دلچسپی ہو چلا دیا جائے اور

جن حضرات کو تیمارداری کیوجہ سے سہر واقع ہوا ہو تو بصورت امکانات باری باری سے بیمار کی خدمت میں جاگا کریں اور دوسرے سوتے رہیں اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا ہے تو پھر سخت دشواری کا سامنا ہے یا تو وہ بیمار مر جاوے یا اچھا ہو جاوے تو علاج پذیر بآسانی ہو سکتے ہیں۔

جن بیماروں کو حادہ بخاروں کی وجہ سے سہر عارض ہو جاتا ہے ان کے ہاتھ پیر گیہوں کے بھوسی اور دھنیہ سے رگڑیں اور سہلائیں۔ کافور۔ کوتمیر۔ دھنیہ سنگھائیں۔

تداوی وتدابیر عامہ مرض سہر کا عام علاج یہ ہے کہ شیر زنان سر اور ہاتھوں میں ملنا اور آنکھوں پر بار بار دودھ کا رکھنا۔ نازبو کو عرق گلاب یا بید مشک میں تر کر کے مریض کے سرہانے رکھنا۔ آب برگ کاہو شیرہ سبز شیرہ تخم خشخاش۔ روغن نیلوفر کا لخلخہ سنگھانا۔ روغن بنفشہ روغن نیلوفر۔ اور شیر زنان باہم ملا کر ناک میں ٹپکانا اور بکری کا دودھ ہاتھ پیروں کے ہتھیلی پر مالش کرنا۔ زیادہ مفید ہے اور خوش آوازی سے آہستہ آہستہ گانا اور درختوں کی پتوں کی دلکش۔ بلند فواروں کی خوش نما اور دور سے چکی کی مسلسل لطیف آواز بھی نیند لاتی ہے۔

افیون کا سونگھنا اور نیز روغن خشخاش آب کاہوے سبز کا سونگھنا اور سویا کی ساجی سرہانے رکھنی اور سر پر باندھنی نیند لانے کے لیے بہت مفید بتایا ہے۔

فائدہ عورت کی مستعمل کنگھی لیکر اس پر چراغ سے کاجل کر لیں اور وہ کاجل آنکھوں میں لگائیں اور وہ کنگھی

تکیہ کے نیچے رکھ دیں۔ اس عمل سے بھی نیند بہت جلد آجاتی ہے۔

فایدہ لومڑی کا پتہ سنگھانے ہی نیند فوراً آجاتی ہے قال عیسی بن یحیی ۱۲

فایدہ اُشنہ کو شراب میں بھگو کر پی لینے سے بھی فوراً نیند آجاتی ہے۔

فایدہ ابن زہیر کا بیان ہے کہ سرطان بعد غروب آفتاب سر پر باندھنے سے فوراً نیند آجاتی ہے۔

فایدہ ابن الیاس کا بیان ہے کہ سر عجوبہ کا دودھ چھڑکنا اور سر کو روغن بنفشہ اور روغن کدو سے تدہین بغرض آکثر نیند لانے کے لیے بیحد مفید ہے۔

سعید کا بیان ہے کہ دماغ کی ترطیب روغن گل۔ روغن بنفشہ۔ روغن کدو۔ اور شیر نسا سے کرنی نہایت مفید اور کارآمد ہے۔

میں نے ان کے علاوہ بہت سارے تدابیر و تداوی کیے۔ جب تک نفس حمارے وبائیہ میں تخفیف نہیں ہوئی نہ درد سر کم ہوا نہ پوری نیند آئی۔ ان تدابیر مندرجہ کیساتھ بخار سمی اور وبائی کا علاج بھی نہایت ہمدردی و دلچسپی سے کیا جاے۔

دوران سر اور اس کا علاج

مریض مستعد طاعون میں ابتدائً یہ دیکھا گیا ہے کہ قبل ظہور بخار سمی اُس کے سر میں چکر اور خفیف سا درد شروع ہوتا ہے پھر وہ رفتہ رفتہ بڑھنے لگتا ہے اور پھر درد سر کا وہ حال ہوتا ہے کہ جسکی تاب و تحمل ناقابل برداشت ہوجاتی ہے۔

اس قسم کی حالت ابتدائً کیوں ہوتی ہے اور اُس کے کیا اسباب ہیں۔ وہ حسب ذیل بیان کیے جاتے ہیں

جالینوس کے بیان سے یہ بات صاف اور صریح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ دماغ انسانی جمیع اعضاء بدن کی نسبت بلند اور سب سے اوپر واقع ہوا ہے اور اُس میں اس بات کی زیادہ قابلیت ہے کہ جمیع بدن تحتانی کے بخارات بلحاظ محاذات صعود کریں۔

جب نفس دماغ یا تحتانی کسی خاص یا عام اعضاء سے بخارات اُٹھے اور وہ بخارات خواہ معدہ۔ مراق۔ مثانہ۔ رحم اور حجاب وغیرہ سے ہوتے ہوے اعصاب کے ذریعہ سے دماغ کی طرف چلے۔ یا دل جگر طحال سے عروق اور شرائین گردن اور پس گوش کے ذریعہ سے دماغ میں پہونچگئے اور موجودہ روح دماغی

کیا تھا ٹکرائی ہی گھوم گئی جس سے اپنی جگہ یہ خیال کرتا ہے کہ خود میں چکرا رہا ہوں یا سب اشیاء میرے گرد پھر رہے ہیں اسی کا نام دورانِ سر ہے۔ اس کے اسباب حسب ذیل ہیں۔

(۱) بذات خود چکرانے سے۔ (۸) دماغ کو سردی یا گرمی دفعۃً پہونچنے سے۔

(۲) جس چیز پر بیٹھے ہوں اس کا گردش کرنا۔ (۹) اجتماع اخلاط کا بعروقِ مستدیرہ گرد دماغ۔

(۳) گردش کرتی ہوئی اشیاء کا دیکھنا۔ (۱۰) تصاعد بخارات اخلاط بعروقِ مستدیرۂ مذکورہ

(۴) نہایت براق اور شفاف اشیا کا بغور دیکھنا۔ (۱۱) تولد ریاح و بخارات اندرونِ دماغ۔

(۵) سر پر مار پڑنی یا سر کسی چیز پر گرجانا۔ (۱۲) تصاعد ریاح و ابخرہ از اعضا تحتانی۔ معدہ وغیرہ۔

(۶) فزع فجائیہ یعنے اچانک کسی امر وحشت خیز کی اطلاع (۱۳) اذیت دماغ بوجہ شارکت ضعف فم معدہ۔

(۷) مقاسات امراض وضعف ونقاہت (۱۴) وقوع بحران

(۱۵) استفراغ مثل گرسنگی و فصد و قے و اسہال و جماع و غم مفرط وغیرہ

غرض دورانِ سر کے بہت سارے اسباب ہیں مگر یہاں صرف وہی سبب باعث دوران ہوتا ہے۔

جو نمبر ۶-۷-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-اور ۵ ا میں درج ہے۔

وجہ یہ کہ ایام طاعون میں اچانک وحشت خیز واقعات پیش آتے ہی رہتے ہیں۔ اور جب یہ مستعد مرض طاعون نے سنا تو فوراً ہی چکرا گیا اور مواد مستعد اور اخلاط فاسدہ میں ہیجان شروع ہوا اور اس سے بخارات دماغ کی طرف صعود کیے اور روح دماغی سے ٹکرا کر گھوما دے اور کچھ جھلیوں کو متمدد کرکے دردِ سر پیدا کر دے اور کچھ بخارات حادہ نے قلب کو متاثر کیا جس سے دوران سر و درد سر ہو کر بخار کی آمد شروع ہوئی۔ اور مرض طاعون کے میدان میں قدم بڑھایا۔

علاج دوران اور درد سر

چونکہ ایام طاعون میں مواد فاسدہ کا تنقیہ مختلف فیہ ہے اس لیے بڑے سوچ سمجھ کر اخراج مواد فاسدہ کی فکر کی جائے۔ اور جہاں تک ہو سکے ہیجان مواد فاسدہ نہ کر کے اپنا کام نکالا جائے۔ مثلاً شربت آلو بشربت تمر ہندی۔ وغیرہ کا استعمال کیا جائے۔

میرے خیال میں چونکہ اکثر مرض طاعون کا سبب مواد فاسدہ سوداوی ثابت ہوا ہے اس لیے

مناسب ہوگا کہ شربت انگور ترش و شربت رنگترہ۔ شربت انارین۔ شربت زرشک و ریباس۔ شربت غورہ۔ شکنجبین۔ جوارش نمک ترش۔ جوارش عود ترش مرکب۔ شربت نیلوفر دیا جائے۔ چنانچہ جن حضرات کو دوران کے ساتھ صفراوی گرانی ہوتی تھی اُن کو بھی دی گئیں اور زیادہ مفید ثابت ہوئے۔ وجہ یہ کہ اِن شربتوں میں نہ صرف مادہ صفراوی کی حدت کی اصلاح ہے بلکہ اعضاء رئیسہ اور خصوصاً قلب و جگر کے لیے بھی زیادہ مفید ہیں۔

اگر شدت بخار کی وجہ سے صعود ابخرہ دماغ کی طرف ہوکر دورانِ سر و دردِ سر پیدا ہوا ہے تو مشمومات و تکمیدات و طلوسات وغیرہ محللہ کا استعمال کریں۔ مثلاً دھنیہ۔ کوتمیر۔ گل چنبیلی سنگائی جائے۔ ہاتھ پیر کی مالش کی جائے۔ اور گرم پانی سے دھوئے جائیں۔ یا گرم پانی میں دونوں پیر رکھ دیے جائیں یا اطراف کو خوب زور سے باندھیں۔ اور قرص مثلث[1] کو تمیر کے رس میں گھس کر سر کو لگائیں۔

یہ دردِ سر چونکہ عرض بخار شدید ہے اس لیے جہاں تک ہو سکے شدت بخار کی اصلاح کی جائے۔ اور مسکنات فرحت بخش اور مقویات دل و دماغ کا استعمال کرایا جائے تاکہ دردِ سر کم ہو اور دماغی آفات سے نجات ملے۔ ورنہ رفتہ رفتہ بخار شدید کے متصاعد بخارات قوائے دماغیہ پر اپنا برا اثر ڈالیں گے۔

خلط دموی اور صفراوی کی اصلاح

پہلے باصول متذکرہ بالا یہ غور کر لیا جائے کہ کس خلط میں غیر طبعی مضاد للطبیعت کیفیت پیدا ہوئی ہے۔ اگر مادہ دموی میں غیر طبعی مضاد للطبیعت اثر پیدا ہوا ہے اور امتلاء دموی بھی بعلامات مخصوصہ شہادت دے رہا ہے اور اصول فصد بھی اجازت فصد دے رہے ہیں اور کوئی امر مانع فصد بھی نہیں ہے اور طبیب حاذق کی رائے بھی اُس کے ہمزبان ہے۔ تو بقدر قوتِ مریض جانب مناسب سے فصد لی جائے کما یجی لہ تفصیلہ و اختلافہ۔ اور مسکنات مثل شربت لیمو۔ شربت بنفشہ۔ شربت آلو۔ او ر شکنجبین وغیرہ عرق کاسنی۔ گاؤزبان و عرق حماض و عرق تپ محرقہ وغیرہ کے ساتھ دیا جائے۔ اور نیز معدلات خون کا جوشاندہ یا خیساندہ اُن شربتوں کے ساتھ دیا جا سکتا ہے اور اگر مادہ صفراوی ہے تو فصد نہ لی جائے بلکہ انہیں مسکنات مذکورہ بالا سے زیادتی اوزان سے کام لیا جائے اور ذیل مرکبات جن کا استعمال زیادہ مفید ثابت ہوا ہے کیجائیں۔

[1] نسخہ قرص مثلث صفتہ صندل سفید و سرخ ہر ایک ۵ تولہ۔ کاسنی۔ تخم کاہو۔ اسورت۔ صمغ عربی۔ ہر ایک تین تولہ۔ زرانج ۵ تولہ نیلگر تولہ۔ ان جملہ ادویہ کو کوٹ پیس کر کپڑ چھان کر کاسنی یا کوتمیر کے رس میں ملا کر سر پر ضماد کرو۔

شربت کاوی اس کا استعمال ... حرارت جگر۔ التہاب و تشنگی۔ اور جمیع امراض وبائیہ اور خاص کر بخار سمی کے لیے بیحد مفید اور مجرب ثابت ہوا۔

صنعت خشب درخت کیوڑہ آدپاو۔ صندل سرخ۔ صندل سفید ہر ایک ایک اوقیہ (۷ مثقال = ۲۳ ماشہ) ان تینوں کو جوکوب کرکے پرانی شراب کے سرکہ میں ایک ہفتہ بھگو دو اور ملکر چھان لو۔ پھر اس سرکہ کے خیساندہ کو (۳ آثار یعنی ۲۴ تولہ) پانی میں اتنا جوش دو کہ اُس کی چوتھائی باقی رہجائے۔ پھر آب انار ترش اور آب اناناس اور آب غورہ اور آب لیمو اور آب خیساندہ سماق اور آب خیساندہ زرشک۔ اور عصارۂ توت شامی اور آب جوشاندہ عناب اور آب جوشاندہ عدس (مسور) ہر ایک (۲۰ تولہ) اور عرق گلاب دو اوقیہ ۱۵ مثقال = ۶۷.۵ ماشہ = ۵ تولہ ۷ ماشہ) آب مغز اترج ۴ اوقیہ = ۱۱ تولہ ۳ ماشہ) قند سفید سو درم (۳۵۰ ماشہ = ۲۹ تولہ ۲ ماشہ) ان تمام سرکہ جوشاندوں اور خیساندوں کو باہم ملاکر دیگ سنگین میں پکاکر قوام تیار کریں پھر طباشیر ایک اوقیہ (۷ مثقال = ۳۲ ماشہ) سونف سنبل الطیب ہر ایک دو درم (۷ ماشہ) کافور ریاحی (۴ ماشہ) کوٹ پیس کر چھان لو اور اُس میں ملا دو۔

شربت آلو یہ شربت دموی غشیانی عفنی۔ اور حمیات صفراویہ محرقہ و سمیہ میں نہایت مفید اور مجرب ثابت ہوا۔

صنعت آلو شیرین کلاں (۳۰) عدد تمر ہندی (۲۰ تولہ) ان دونوں کو ڈیڑھ سیر عالمگیری پانی میں اتنا جوش دیں کہ آدھ سیر عالمگیری پانی باقی رہجائے خفیف سی مالش کرکے چھان لیں۔ پھر آب انار ترش آب مغز اترج ہر ایک (۲۰ تولہ) اضافہ کرکے نرم آگ پر پکائیں کہ وہ نصف باقی رہ جائے۔ بعدہ قند سفید (۴۰ تولہ) اور گلاب (۱۰ تولہ) ملاکر قوام پکائیں۔ اور ہر شب پندرہ (۱۵) درم سے بیس (۲۰) درم تک تخم خرفہ سائیدہ دو (۲) ماشہ کے ساتھ استعمال کرائیں اور اگر حرارت زیادہ اور پیاس بہت ہو تو ہر شب طباشیر نیم درم اور تھوڑا سا اسبغول ملا کر پلا دیا کریں یا سرد پانی میں کہ انگوری ملاکر مریض کو پلا دیں تو تشنگی فوراً موقوف ہوجائیگی۔

سفوف طباشیر یہ سفوف بھی امراض مذکورۂ بالا اور نیز حمائے وبائیہ میں بہت ہی مفید اور زیادہ مجرب دکار آمد ثابت ہوا۔

صنعت کافور ریاحی ۴ ماشہ صندل سفید ۹ ماشہ تخم حماض دبیکہ ہمسور سماق۔ زرشک یا عصارہ زرشک

تخم خرفہ۔ تخم کاسنی۔ پوست خشخاش سفید ہر ایک پانچ درم یعنی (۱۰/۱۷ ماشہ) گل سرخ ۱۰ درم یعنی (۳۵ ماشہ)
طباشیر سفید ۲۱ درم یعنی (۷۰ ماشہ) کوٹ پیس کر چھان لو اور سفوف بنا لو اور ہر روز بوقت صبح تین درم سکنجبین
یا شربت گڑ یا شربت غورہ یا شربت لیمو یا شربت انار ترش یا شربت ریباس کیساتھ استعمال کریں اگر قبض ہو تو
اسمیں ملینات شریک کردیجائیں یا قرص طباشیر ملین دیا جاوے۔

قرص طباشیر ملین یہ قرص بھی قریب قریب وہی افعال و خواص رکھتا ہے جو سفوف طباشیر رکھتا تھا
مگر وہ قابض تھا یہ ملین ہے۔

صفت طباشیر سفید (۳۰ ماشہ) زرشک (۵ ماشہ) سنقمونیا مشوی غنچہ گل سرخ سبزی دور کردہ صمغ کتیرا
ہر ایک ایک ایک دانگ (۱۶ سرخ) کوٹ پیس کر کاسنی کے پانی تازہ کے رس میں قرص بنالیں یہ جملہ ایک
خوراک خیال کیا جاتا ہے۔

جوارش عود ترش مرکب یہ بھی حرارت جگر۔ التہاب معدہ۔ عطش۔ خفقان اور تپ ہائی محرقہ کو
زیادہ مفید ثابت ہوئی ہے۔

صفت آب لیموی کاغذی۔ تمر ہندی مقشر۔ عرق گلاب تازہ۔ عرق کیوڑہ تازہ۔ عرق بید مشک تازہ
آب انار شیریں۔ آب انار ترش۔ آب ترنج۔ آب نارنجی۔ ہر ایک پاؤ سیر قند سفید ایک سیر ان کو باہم ملاکر قوام
تیار کر لو اور باقی ادویہ کو کوٹ پیس کر چھان لو اور اس قوام میں ملا دو۔ گل سرخ۔ کشنیز خشک۔ زرنباد ہر ایک
دو تولہ۔ مصطگی۔ دانہ ہیل۔ اگر غرقی۔ زرشک طباشیر۔ ساذج ہندی۔ پوست ترنج۔ برگ پودینہ خشک۔
صندل سفید۔ گل سیوتی۔ ہر ایک ایک تولہ۔ کافور ریاحی۔ زعفران ہر ایک ایک درہم۔

جوارش تمر ہندی مرکب یہ جوارش بھی حرارت جگر۔ خفقان۔ التہاب معدہ متلی۔ ابکائی۔ قئے
یرقان۔ مفرح۔ مقوی مسکن۔ اور نیز دیگر فوائد ایسے ہیں جو اس مرض میں بھی کار آمد اور قابل اطمینان
خیال کیے جاتے ہیں اور خصوص بحالت اسہال بہت ہی مفید ہے۔

نسخہ آب لیمو کاغذی پاؤ سیر زلال تمر ہندی مقشر آدھ سیر عرق گلاب پاؤ سیر۔ عرق کیوڑہ۔ عرق بید مشک۔
آب انار شیریں۔ آب انار ترش۔ آب ترنج۔ آب نارنج۔ آب کرنہ۔ آب خیار تازہ۔ آب انگور۔ آب بہی۔

آب سیب - آب ترنج سرخ - ہر ایک پاؤ سیر - قند سفید دو سیر - گل سرخ - کشنیز خشک - زرنباد - ہر ایک تین تولہ مصطگی دانہ ہیل - اگر غرقی - ہر ایک دو تولہ - زرشک - طباشیر - ہر ایک تین تولہ - ساذج ہندی دو تولہ - پوست ترنج ستولہ برگ پودینہ ڈیڑھ تولہ - صندل سفید دو تولہ - گل سیوتی تین تولہ - گل گاؤزبان ایک تولہ - زعفران چار ماشہ -

اجزائے مائیہ میں قند سفید ڈالکر قوام کرلو اور بقیہ ادویہ کو کوٹ پیسکر چھان کر قوام میں ملالو -

حبِّ تپ یہ بخار کی گولیاں عجیب مرکب القوی اور عجیب الاثر ثابت ہوئی ہیں ہر قسم کے بخاروں میں مفید ثابت ہوئیں بلکہ ہر قسم کے بخار میں بیحد مفید پائی گئیں -

صفت دار فلفل - مغز کنجکہ ہر ایک آدھ سیر - زیرہ سفید پاؤ سیر - برگ ببول آدھ پاؤ - پلاس پاپڑہ (۲۰ تولہ) ان سب کو کوٹ پیسکر چھان لو اور لعاب بیدانہ میں بمقدار نخود گولیاں بنالو اور مناسب مزاج مریض بدرقہ کے ساتھ استعمال کرادو -

حب درونج عقربی یہ گولیاں بھی مرض طاعون میں زیادہ مفید ثابت ہوئی ہیں - گیرو تین تولہ زہر مہرہ خطائی ڈہائی تولہ - جدوار خطائی - صندل سفید - درونج عقربی - اشنہ - کشنیز خشک ہر ایک پونے دو تولہ زرنباد - تخم خشک - گل ارمنی - کہربا - ہر ایک ایک تولہ - بنفشہ - پودینہ نہری - گل سرخ - تخم ترنج ہر ایک نوماشہ صبر چھ ماشہ زعفران تین ماشہ -

ان سب ادویہ کو کوٹ پیس چھان کر عرق گلاب میں گوندھ لو اور جنگلی بیر کے برابر گولیاں بناکر بدرقہ مناسب (مروق کاسنی سبز یا عرق نیلوفر یا عرق گلاب یا عرق گاؤزبان یا عرق بید مشک) کے ساتھ صبح دوپہر شام ایک ایک یا دو دو بحسب قوت مرض و مریض دیجاسکتی ہیں -

اور نیز وہ ادویہ جن میں بالخاصہ سمی اور زہریلے اثرات کے روکنے کی قوت موجود ہو استعمال کرائیں چنانچہ تریاق اربعہ - ثمانیہ تریاق - بلیغ تریاق عسکری - تریاق فاروق - فلفل گرد - جدوار وغیرہ وغیرہ مفید ثابت ہوئی ہیں میرے ایک معزز و محترم دوست عالیجناب مولوی حکیم **مرزا جمشید علیخان صاحب** خلف علوی ہی ساکن بریلی نے اپنی مہربانی - ہمدردی - اور اخلاق کریمانہ سے مجھے ایک نسخہ مرض طاعون کا عنایت فرمایا فی الواقع وہ نہایت مفید اور بہت ہی کارآمد ثابت ہوا اسلئے میں بھی حسب اصول مرزا صاحب موصوف اس نسخہ کی

اشاعت بغرض رفاہ عام و نفع انام کردیتا ہوں وہ نسخہ یہ ہے ۔

حب بیخ قویلہ[1] جدوار خطائی تین ماشہ زہر مہرہ خطائی ۔ مروارید ناسفتہ ہر ایک تین ماشہ ۔ یاقوت سرخ درونج عقربی ۔ بیخ قویلہ ہر ایک چھے ماشہ ۔ زعفران تین ماشہ ۔ گل ارمنی چھ ماشہ ان سب دواؤں کو عرق برگ کوچی میں پیسکر ایک ایک رتی کی گولیاں بنوالیں ۔ اور طاعونی مریض کو صرف دو گولی صبح اور دو گولی شام عرق بید مشک یا نیلوفر سے نگلوادیں ۔ اُسی روز بفضلہ تعالیٰ طاعونی بخار جاتا رہتا ہے ۔ اور مریض کو صحت ہوجاتی ہے اور اگر اسی گولی کو گلٹی پر لگائیں تو وہ گلٹی بھی اُسی روز کم ہوجاتی ہے ۔ ان گولیوں کے استعمال کے بعد غذا میں صرف دودھ نوروز نیم گرم پلایا جاوے اور تیسرے دن یخنی دیا کریں بعد ازاں کچھ پرہیز نہیں ۔

اختلاط ذہن تکدر حواس سرسام اور ان کا علاج

یہ ایک دماغی مرض ہے کہ بشدتِ حدت بخار کی وجہ سے ابخرہ دماغ کی طرف صعود کرتے ہیں ۔ اور دماغی آلات جب تک ان مواد حادہ کے لذاع بخارات کے متحمل ہوتے ہیں تو کوئی دماغی بدکیفیتی پیدا نہیں ہوتی پھر رفتہ رفتہ آلات دماغی کمزور ہوتے جاتے ہیں ۔ اور اعراض تکدر حواس اختلاط ذہن اور سرسام کے نمایاں ہونے لگتے ہیں ۔

مثلاً پہلے شدت کا بخار رہتا ہے پھر سر میں خفیف سا درد محسوس ہوتا ہے پھر درد سر میں شدت بڑھنے لگتی ہے اور دونوں آنکھیں سرخ ہوتی جاتی ہیں اور آنسو بہنے لگتے ہیں پھر ہوش و حواس میں تکدر پیدا ہوتا ہے اور ذہن میں ایک خاص قسم کا اختلاط پھر مضطربانہ حرکات پیدا ہو کر کبھی ہار پیٹ شروع کرتا ہے اور کبھی گالی گلوج ۔ اور غیر اختیاری حرکات اور بے ربط جملے اور غیر مربوط باتیں بکنے لگتا ہے ۔

ف گیلانی کا بیان ہے کہ کبھی اختلاط ذہن اور تکدر حواس کثرت ہموم کی وجہ سے ہوتا ہے اور **صاحب کامل** کا بیان ہے کہ اختلاط ذہن اور تکدر حواس حمیات حادہ کے بخارات دماغ کی طرف

---

[1] عالبا بیخ قویلہ اس صدی کی ایک نئی دوائی ہے جس کی بابتہ مرزا صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ یہ جڑ نرگسی جدوار کی طرح بعد برسات دستیاب ہوتی ہے اور نواح پشاور ۔ چار دہ ۔ اور مانسہرا میں اکثر لوگ اس کو گھر میں لٹکاتے ہیں جس سے گھر کے بڑے بڑے چوہے بھاگ جاتے ہیں ۔ مگر چھوٹے چوہوں پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا ۔ پہلے یہ دوا مولوی محمد اسلم خان رئیس پشاور بازار قصہ خوانی منگوائی جاتی تھی جب سے وہ انتقال فرماتے تو مانسہرا ضلع ہزارہ سے منگوائی جاتی ہے یہ نسبت پشاور کے یہاں بہت سستی ملتی ہے یہ دوا گرم ورطب المزاج میں حرارت کا زیادہ اثر کرتی ہے اس لیے مرزا صاحب نے مفرحات اور تریاقیات کا جوڑ لگا دیا اور اس کی اصلاح فرما دی ۔

چونکہ ذہن اور حواس کو مختلط کر دیتے ہیں۔

غرض بزمانۂ طاعون ان دونوں وجوہ سے اختلاطِ ذہن اور تکدرِ حواس ضرور ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ بخارات لذاعہ حادہ کے اثرات سے نوبت بسرسام پہونچ جاتی ہے۔ اور اس مرض کے حسب ذیل دو قسم ہیں۔

(۱) **پہلی** قسم سرسام حقیقی۔

(۲) **دوسری** قسم سرسام غیر حقیقی۔

سرسام حقیقی دماغ کی مذکورہ بالا جھلیوں میں یا نفس مخ دماغ میں اگر حادہ اور تیز بخارات کی وجہ سے سوزش پیدا ہو کر مواد کا انجذاب ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ مواد مقدار میں بڑھتا جاتا ہے اور جس قدر زیادتی غیر طبعی ہوتی جاتی ہے تو اسی کا نام ورم رکھا جاتا ہے۔

اگر وہ مواد منجذب گرم ہے تو اس سرسام کو فرانیطس کہتے ہیں پھر اس میں جو دموی بخارات کی وجہ سے ورم آتا ہے تو اس کو فرانیطس عام کہتے ہیں اور۔

جو محض مادہ صفراوی کی وجہ سے ورم پیدا ہوتا ہے اس کو فرانیطس خالص کہتے ہیں۔ اور۔

اگر مواد دموی خاص مخ دماغ میں ورم پیدا کرے تو اس کو اصطلاح اطبا میں **فلغمونی** کہتے ہیں اور

اگر مادہ صفراویہ یا خون صفراوی کے آمیزش سے ورم نفس دماغ میں واقع ہوجائے تو اسکو حمرہ دماغی کہتے ہیں اور

اگر سودائے غلیظ۔ خبیث۔ ردی۔ محترق عمق دماغ میں منصب ہو کر ورم پیدا کرے تو اسکو جمرہ کہتے ہیں اور

اگر دماغی شرائین کے تجویف میں خون محترق غلیظ فاسد اور زیادہ خراب ہونیکی وجہ سے ورم پیدا ہوجائے تو اسکو **غار غرایا** کہتے ہیں۔ اور اس کا دوسرا نام بادی خلاف شقاقلوس بھی بتایا جاتا ہے اور

اگر مادہ باردہ کی وجہ سے ورم دماغی واقع ہوجائے تو اس کو **لیثرغس** کہتے ہیں۔

مقام ورم سرسام اور اسکی مخصوص علامات کی پہچان

اب یہ بات معلوم کرنے کے قابل ہے کہ ورم (سرسام) کا مادہ کیا ہے اور اس کے کیا علامات ہیں اور وہ ورم کہاں واقع ہوتا ہے اور اس کے مخصوص علامات کیا ہیں۔

ہم نے اخلاط اربعہ کے عام علامات اور مخصوص نشانیاں متعدد مقامات میں بالتفصیل بیان کر دی ہیں۔ ان علامات سے ورم پیدا شدہ کا پتہ پورا پورا لگجاتا ہے مگر چونکہ یہ نہیں معلوم کرایا گیا کہ ورم

کہاں پیدا ہوا ہے اور اس کی مخصوص علامت کیا ہے۔

اس لیے ہم یہاں بالاختصار اُن مقامات ورم کے مخصوص علامات بیان کرتے ہیں۔

ہذیان اگر مریض بحالت سرسام یاوہ اور بیہودہ گوئی کرتا ہے تو سمجھ لو کہ ورم مقدم دماغ میں واقع ہوا ہے۔ اور اس ورم کی وجہ سے حس مشترک اور خیال دونوں میں خرابی پیدا ہو گئی اسی لیے وہ اُس مخصوص حالت میں کسی چیز کا اچھا احساس نہیں کر سکتا۔

فکر و تخیل اگر کسی مریض سرسام کا خراب ہو گیا ہے تو سمجھ لو کہ ورم وسط دماغ میں واقع ہوا ہے۔ اور اس کی تعبیر یوں کیجا سکتی ہے کہ ایسا مریض۔ لائق اور غیر لائق یا سزاوار یا غیر سزاوار امور کو طبعی اصول پر امتیاز نہیں کر سکتا اور اسی حالت کذائیہ کا نام **اختلاط عقل** رکھا جاتا ہے۔

چنانچہ شرح اسباب وعلامات صفحہ ۳۶ جلد اول میں لکھا ہے کہ ایک شخص کمرہ کا دروازہ بند کر دیا کرتا تھا اور دریچہ کا دروازہ کھولکر لوگوں سے فرمایش کرتا کہ کیا تمہیں پسند و مرغوب ہے کہ تمہاری طرف کوئی چیز پھینکی جاے اگر اُس مختلط العقل سے کہا جاے کہ ہاں پھینکی جاے تو وہ ضرور پھینک ہی دیا کرتا تھا۔ مگر جسطرح بیدامغز حضرات خیال کر کے پھینک دیتے ہیں اس طرح کچھ بھی خیال نہیں کرتا تھا اور جو چیز پھینکا کرتا تھا اُس کے نفع اور فایدہ سے کچھ بھی سروکار نہ ہوتا۔ کیونکہ قوت مذکرہ اُس کی درست اور غیر آفت رسیدہ تھی مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ اس فعل و ارتکاب میں مخطی ہوں یا مصیب۔

ذکر اگر کسی مریض سرسام کا خراب ہو گیا ہو تو یہ خیال کر لینا چاہیے کہ ورم موخر دماغ میں واقع ہوا ہے اور اس کی خاص علامت یہ ہے کہ مریض جمیع معانی جزئیہ کو بھول جائیگا۔ اور خلاف اقتضاے حال و مقام اپنی تخیلات و توہمات فاسدہ کی بنا پر گفتگو یا عمل کریگا۔ مثلاً کسی چیز کو مانگیگا۔ اور تیماردار نے وہ چیز پیش کر دی تو وہ مریض باوجود منگوانے کے پھر بھول جائیگا۔ چنانچہ بسا وقت ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ اس قسم کے مریض نے پیشاب کرنے کے لیے طشت منگوایا اور اس کے پاس جا بیٹھا۔ پھر بھولگیا کہ میں نے یہ طشت کیوں منگوایا تھا۔

اسی طرح کھانے پینے کے اشیا کا مطالبہ کرتا ہے اور جب وہ لائی جاتی ہیں تو خود بھول جاتا ہے۔

اور جب مقدم۔ وسط۔ اور موخر دماغ کے کل حصوں میں ورم واقع ہو جاے تو پھر نہ **حس مشترک** کے امور

پورے انجام پاتے ہیں نہ **فکر وتخیل** اپنا کام انجام دیتا ہے نہ ذکر اپنے خدمات کو پورا کر سکتا ہے۔

سرسام غیر حقیقی اُس کا نام ہے کہ جس سے ورم دماغ یا آلات دماغ میں واقع نہ ہو بلکہ صرف بخارات حادہ دماغ کیطرف چڑھ کر دماغ کو مختل کر دیں جس سے اعراض مثل ہذیان۔ اختلاط عقل۔ تکدر حواس وغیرہ پیدا ہوں۔

ف گرم بخاروں میں پیشاب کی رقت۔ سر کی گرانی۔ شدت درد سر۔ اور روشنی سے تنفر اس بات کو بتاتا ہے کہ سرسام واقع ہو جائیگا۔

علاج سرسام علاج سرسام میں سب سے زیادہ قابل التفات یہ امر ہے کہ موجودہ ورم میں تحلیل ہو اور مواد یا بخارات کا صعود دماغ کیطرف نہ ہونے پائے۔

تحلیل اور امداد بخارات متصاعدہ اور نفوذ قوت ادویہ کے لیے روغن گل اور سرکہ[1] انگوری اوایل میں دو تین روز تک دستی میں بھگو کر کئی تہ کر کے سر پر رکھوا دیا کرو۔ اور اُس گدی دستی پر روغن گل و سرکہ ٹپکا دیا کرو کہ وہ ہمیشہ تر رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسی ترکیب سے اکثر رو بصحت ہوئے اور ہوتے ضرور ہیں اگر اس ترکیب سے نفع نہ ہو تو مونگ کے آٹے کی ایک رُخ خام روٹی سر پر بندھوا دو اور جب اس سے بھی فایدہ نہ ہو تو مرغ کو ذبح کر کے پیٹ کو شگاف دیکر آلایش سے پاک صاف کر کے گرما گرم سر پر بندھوا دو۔

ف سرسام حار میں تیسرے دن کے بعد مونگ کے آٹے کی روٹی اسیطرح تیار کیجاے کہ پہلے کاسنی کے تازہ پتے کوٹ کر رس نکالا جاے اور اُس رس میں مونگ کے آٹے کو گوندھ کر روٹی تیار کی جاے۔ اور توے پر پکائی جاے اور فوراً توے سے نکال کر وہ حصہ جو خام ہے بعد تدہین روغن گل مریض کے سر پر باندھ دیا جاے اسیطرح وقتاً فوقتاً بدلتے جائیں اور گرما گرم بقدر تحمل باندھتے جائیں حتی کہ مقصود کامل حاصل ہو جاے اور جب ان تدابیر سے بھی فایدہ تام حاصل نہ ہو تو سمجھ لو کہ وہ اسی سرسام کی وجہ سے مر جائیگا اور خصوص جبکہ آلات تنفس میں

---

[1] سرکہ ملانے کی وجہ خاص یہ ہے کہ عظم قحف (کاسۂ سر) ایک سخت ہڈی ہے اس میں ادویہ کی قوت بآسانی نفوذ نہیں کرتی۔ اس لیے سرکہ اپنے سریع النفوذ قوت کے بدولت دوسرے ادویہ کی قوت کو دماغ تک پہونچا دیتا ہے۔ زیادہ مناسب تو یہ ہے کہ جن ادویہ کی قوت دماغ میں پہونچانا ہو تو عظم صدغین (کنپٹیوں کی ہڈیاں) پر لگائیں۔ قوت ادویہ بوجہ تخلخل اضافی مقامی ہڈی کو بآسانی نفوذ کر کے کل سر میں پہونچ سکتی ہے صـ ۹۱ ۱۲ قندی

کوئی آفت پیدا ہو جائے۔ چنانچہ

شیخ کا بیان ہے کہ (اکثر من یموت بالسرسام یموت لآفۃ فی التنفس) اکثر سرسام سے مرنے والے آلات تنفس کی خرابیوں سے مرتے ہیں۔

جالینوس نے ایک نہایت محققانہ اصول (قاطاجانس) میں بیان کیا ہے وہ یہ کہ سرکہ اور روغن گل ہی اوائل سرسام میں خارجی استعمال کرایا جائے۔

اور یہ بھی بتایا جائے کہ روغن گل (زیت انفاق میں تیار کیا گیا ہو اور زمانہ انتہائی انحطاطی میں روغن گل خیشہ زیتون کے تیل میں تیار کیا گیا ہو۔ اور مقدار سرکہ ایک ربع ہو۔ اور روغن گل تین ربع۔

مگر میرا خیال یہ ہے کہ یہ ترکیب ہر مریض کے مزاج کے موافق نہ ہوگی وجہ یہ کہ بعض مریضوں کا دماغ مرطب ہوگا تو وہاں سرکہ کی ضرورت زیادہ واقع ہوگی۔ اور جس مریض کا دماغ یابس ہوگا تو وہاں تیل کی ضرورت زیادہ متحقق ہوگی ورنہ بجائے نفع کے ضرر کا اندیشہ ہے۔

اور نیز میرا ذاتی تجربہ یہ بھی رہا ہے کہ بحسب مصلحت وقت میں نے حقنہ ملینہ کے بعد پاشویہ کرا دیا اور کوتمیر تازہ مالیدہ۔ ترنج تازہ۔ لیمو تازہ۔ صندل سفید۔ کدو تراشیدہ۔ تربوز تراشیدہ۔ خیار تراشیدہ ہر ایک تازہ غرض جو کچھ وقت پر مل جاتا تھا وہ سونگھا دیا کرتا تھا۔

اور نیز عرق گلاب میں صندل سفید گھسکر سونگھایا گیا اور سر کو لگایا بھی گیا۔ اور یہی طلا دونوں خصیوں کو لگایا گیا اور بعض کو نفع عین دیا اور بعض کو غیر مفید ثابت ہوا۔

مگر جسکے گلٹی کنج ران میں ہوتی تھی اس کو ہرگز لگایا ہی نہیں جاتا تھا بلکہ گلٹیوں کو آب سرد اور ہوائے سرد سے بے انتہا بچانے کی کوشش کی جاتی تھی۔

اور نیز عمل پاشویہ کے بعد حجامین سے ہاتھ پیر کی مالش کرائی جاتی تھی

اور نیز رائی کا آٹا گرم پانی میں ملا کر مریض کے دونوں پنڈلیوں کے نرم گوشت پر لگایا جاتا تھا کبھی سرخی مقامی کے بعد نکال لیا جاتا تھا اور کبھی کبھی باریک باریک بثور پیدا ہونے کے بعد۔

اور کبھی بجائے پاشویہ اور روک اطراف کے ادویہ باردہ پیروں کے تلووں میں لگا دئے جاتے تھے۔

اور کبھی حقنہ ملینہ سے کام لیا جاتا تھا۔
اور کبھی ملینات سے امالۂ مواد کیا جاتا تھا۔ غرض بحسب دید و مصلحت وقت ہر قسم کے الٹ پھیر کیجاتی تھی مگر کسی کو نفع بخش ہوتی تھی اور کسیکو بے سود ثابت ہوتی تھی۔

ف سرسام حار میں روغن بنفشہ۔ روغن گل۔ روغن نیلوفر۔ روغن آس۔ روغن خشخاش۔ روغن کدو۔ روغن سوجل زیادہ مستعمل بتائے گئے اور وہ کچھ مفید بھی ثابت ہوئے۔

ف اگر خاص مخ دماغ (بھیجہ) میں ورم آجاوے تو مریض چار روز کے اندر مر جائیگا۔ اور اگر یہ چار روز گذر جائیں تو پھر زیست کی امید قوی ہو جاتی ہے۔

ف جب مریض کی گردن اور سر میں گرانی محسوس ہو اور پھر تشنج۔ تی انگاری عارض ہو جائے تو پھر مریض کو زندہ رہتے نہیں دیکھا۔ بلکہ آناً فاناً مرتے ہی دیکھے گئے۔

بقراط کا بیان ہے کہ اس قسم کے سرسام ضرور قاتل ہوتے ہیں۔
جس شخص کی عمر پچاس ساٹھ سال سے متجاوز ہو جاتی ہے اور پھر جب کبھی انھیں سرسام عارض ہو جاتا ہے تو یہ ہرگز جانبر ہوتے نہیں دیکھا۔
سرسام حار میں کافور کی جگہ لیمو۔ ترنج۔ کوتمیر۔ گل بنفشہ تازہ۔ گلاب۔ گل خشخاش تازہ۔ گل نیلوفر تازہ۔ صندل سرخ صندل سفید۔ عرق گلاب۔ آب خیار۔ سرکہ وغیرہ وغیرہ اشیاء کا سونگھنا زیادہ مناسب ہے۔

ف اور مریض سرسام کے سر پر برف بھی بعض اوقات زیادہ مفید ہوا اگر برف نہ ملے تو کدو کا برادہ یا ککڑی کا برادہ سر پر باندھا جائے۔ اگر یہ بھی میسر نہ آئیں تو نہایت سرد پانی میں کپڑا بھگو کر رکھا جاوے اور وقتاً فوقتاً سر پر پانی ٹپکایا جاوے تو دفع الوقتی کیلئے کسیقدر

ف مریض سرسام کے روبرو تصاویر۔ تماثیل۔ اور نقش ونگار نہ رکھے جائیں۔

ف جب کبھی بحالت سرسام پیشاب میں رکاوٹ واقع ہو جائے تو بابونہ۔ اکلیل الملک پانی میں جوش دیکر نطول کریں اور روغن شبت اور روغن بابونہ کی مالش کی جاوے۔

ف شورہ یا کائی ناف پر رکھنے سے بھی بعض وقت نفع ہو جاتا ہے اور بعض وقت صرف گرم پانی میں بیٹھنے یا نطول کرنے سے پیشاب آجاتا ہے۔

ف جب کبھی اختلاط عقل شروع ہو تو فصد قیفال بشرط عدم مانع قوی پہلے اور تیسرے روز لیجائے اور چوتھے روز ہرگز فصد کا قصد نہ کیا جائے کیونکہ اس میں ضرر کا یقینی احتمال ہے۔

ف اگر مواد دماغ ہی کیطرف بے انتہا متوجہ ہے تو فصد اکحل لیجائے بلکہ باسلیق اولی اور انسب ہے۔

ف سرسامی مریض کے کمرہ میں سرد خوشبودار اشیاء (مثل نیلوفر۔ کافور وغیرہ) رکھے جائیں۔

ف مریض سرسام کے جلیس ظریف الطبع حسین شفیق ہوں تو بہت اچھا ہے۔

ف اگر اختلاط عقل کی وجہ سے پیشاب نہ کر سکے تو روغن زیتون وغیرہ نیم گرم سے مثانہ کی تدہین کی جائے اور نطولات کا استعمال کریں۔

ف سرسام صفراوی اسبات کا زیادہ محتاج ہے کہ حدت صفرا توڑی جائے اور دموی اسبات کا محتاج ہے کہ تحلیل مواد زیادہ کیا جائے۔

ف اگر نفس دماغ میں ورم پیدا ہو جائے تو مریض چھٹے روز انتقال کریگا۔ اگر اس سے تجاوز کیا تو پھر کچھ امید زیست ہے۔

امراض قلب بحالت مرض طاعون

ایام طاعون میں واقعات وحشت خیز کے دیکھنے سننے اور خصوص مبتلا ہونے کے بعد قلب میں ایک خاص قسم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور بالتدریج بڑھتی جاتی ہے۔ اور علی حسب مراتب قوت قلبی اس کی پروا نہیں کیجاتی ہے اور رفتہ رفتہ قوی اثرات سے متاثر ہو کر دل میں درد سا پیدا ہوتا ہے پھر دھڑکہ۔ اور حرکت اختلاجیہ قلب کو عارض ہو جاتی ہے جسکو **خفقان** کہتے ہیں اسکا ہی سبب خیال کیا جاتا ہے جس سے قلب کو ایذا پہونچتی ہے اور ایام طاعون میں نہ صرف ہوائے سمی ہی قلب کو ایذا پہونچاتی ہے بلکہ ایام طاعون ہی علی العموم قلب کو متاثر کر دیتے ہیں اور ضعیف بنا دیتے ہیں ادنی ادنی کیفیات اور چھوٹے سے چھوٹے اثرات اور انفعالات نفسانیہ سے متاثر ہو کر پھڑکنے لگتا ہے اور جب کوئی مبتلا مرض طاعون بھی ہو جائے تو قوائے ثلاثہ اور تینوں روحیں اس کی اس قدر تحلیل ہو جاتی ہیں کہ اعضاء حس و حرکت کما ینبغی پر قادر نہیں ہو سکتے۔

عہ ملاحظہ ہو بحث فصد و مسہل۔

وجہ یہ کہ روح حیوانی بوجہ انحلال جمیع اعضا کے تقسیم کے لیے بالکل ناکافی ہو جاتی ہے اور رہی سہی سب قلب کی طرف چلی جاتی ہے جس سے مادہ روح نفسانی کچھ منقطع ہو کر جمیع قوائے محرکہ و حساسہ کو معطل کر دیتا ہے۔ اور اسی تعطیل قوائے حس و حرکت کا نام۔

غشی ہے اس مسئلہ غشی میں محققین کا اختیار تمیزی مختلف واقع ہوا ہے جسکو ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

قرشی کا بیان ہے کہ غشی کا سبب قریب حسب ذیل تین امور ہیں۔

(۱) پہلا امر نقص قلب میں خیال کیا جاتا ہے۔

اس کے یہ معنی ہیں کہ قلب کی انقباضی حرکت قلبی کیوجہ سے روح کثیر جمیع شرائین بدن میں نافذ ہو جاتی ہے اور جب اس قسم کی انقباضی حرکت تامہ کیوجہ سے قلب میں ضعف شدید عارض ہو جاے تو غشی لازم ہو جاتی ہے۔

(۲) دوسرا امر نقص روح کے اعتبار سے سمجھا جاتا ہے۔

اس کے یہ معنی ہیں کہ روح فی نفسہ اس قدر قلیل المقدار ہے کہ قلب کی انقباضی حرکت۔ روح کثیرہ کو شرائین کیطرف پہونچانے میں ناکافی ہے۔

یا روح بوجہ موذی کے ڈر کے اندرونی حصہ میں اتنی زور سے جاتی ہے کہ اطراف شرائین ظاہرہ میں بھی پائی نہیں جاتی گو انقباض قلب قوی کیوں نہ ہو۔

یا روح فی نفسہ اس قدر مقدار میں زاید ہے کہ شرائین میں جانیکی گنجائش نہیں رکھتی۔

(۳) تیسرا امر مجاری کے لحاظ سے۔

اس کے یہ معنی ہیں کہ شرائین ایسے اصول پر واقع ہو گئیں ہیں کہ اطراف ظاہرہ کی طرف روح کثیر کے نافذ کرنیکی اطاعت نہیں کرتیں۔

طبری نے ۸۴ اسباب غشی بتلاے جن کو حسب ذیل چار اصول میں منحصر کیا۔

(۱) سقوط قوت۔ سقوط قوت کے جتنے مشاکل ہوں گے وہ سب اس ایک ہی کے ماتحت سمجھے جاینگے۔

(۲) استفراغات۔ جتنے استفراغات کے اقسام خیال کیجاینگے وہ سب اسی کے ماتحت ہوں گے۔

(۳) آلام۔ جتنے اصناف و اقسام آلام ہونگے وہ سب اس ہی ایک اصول کے ماتحت خیال کیے جاینگے۔

(۴) آفات و نکایات جو نفس اعضا پر واقع ہونیکی وجہ سے غشی عارض ہوتی ہے۔

ابن ہبۃ اللہ نے حسب ذیل غشی کے اسباب بتائے ہیں۔

(۱) قوت حیوانی کا دفعتہً انحلال امتلا کی وجہ سے ہونا۔ مثلاً تخمہ وغیرہ کے بعد غشی عارض ہونا۔

(۲) یا استفراغات کی وجہ سے مثلاً نزف الدم۔ اسہال۔ گرسنگی۔ غم۔ ہم۔ وغیرہ کے بعد غشی واقع ہونا۔

(۳) یا الم و تکلیفات کی وجہ سے مثلاً فم معدہ۔ یا عضلوں کے سروں وغیرہ پر کوئی آفت دفعتہً پہونچنے کے بعد غشی طاری ہونا۔

(۴) یا سوء مزاج حار کی وجہ سے مثلاً حمائے محرقہ۔ وبائیہ۔ طاعونیہ کے بعد غشی کا وقوع۔

مجوسی کی تقریر بھی ابن ہبۃ اللہ کی تقریر کے قریب قریب ہے چنانچہ انکا بیان حسب ذیل ہے۔

(۱) پہلا سبب غشی۔ قوت حیوانیہ کا انحلال دفعتہً امتلا کی وجہ سے ہو جاوے۔

صورت مسئلہ یہ ہے کہ امتلا اس قدر زیادہ ہو جاوے کہ قوت اسکے اٹھانیکی متحمل نہ ہو سکے بلکہ اُس قوت کو وہ مواد داب دے۔ چنانچہ جب عروق میں اخلاط کا یا معدہ میں غذا کا بحالت تخمہ۔ یا دماغ میں رطوبات غیر طبعیہ کا بحالت سکتہ امتلا ہو جاتا ہے تو غشی لازمی طور پر پائی جاتی ہے۔

(۲) یا استفراغ کی وجہ سے چنانچہ جب قے یا دست بکثرت ہونے لگتے ہیں تو غشی آجاتی ہے۔ یا جب کثرت سے پسینہ لایا جاتا ہے یا خود آنے لگتا ہے تو غشی عارض ہوجاتی ہے۔ اور جب فصد سے خون زیادہ لیا جاتا ہے یا خون بواسیر و رعاف بکثرت نکلتا ہے یا نفاس حیض اور بول الدم ضرورت سے زیادہ جاری ہوجاتا ہے یا کسی پھوڑے پھنسی سے پیپ انتہا بہتی ہے یا ضرورت سے زیادہ بھوکا پیاسا رہتا ہے یا ریاضت مفرط یا طول مکث حمام حار ہوتا ہے تو غشی لازمی طور پر طاری ہوجاتی ہے۔

(۳) یا درد شدید کی وجہ سے انحلال قوت اور روح ہو کر غشی کا سبب ہوجاتا ہے مثلاً جب درد فم معدہ میں ہوتا ہے یا معا اور قولوں میں۔ یا مفاصل میں یا اور کوئی درد شدید کسی عضو میں واقع ہوجاوے اور اُس کی تاب نہ لاسکے تو غشی عارض ہوجاتی ہے۔

کبھی اختناق رحم میں بخارات باردہ سمیہ کی وجہ سے غشی واقع ہوجاتی ہے۔ اور

کبھی نفس عضو کے جوہر میں فساد واقع ہونے کی وجہ سے غشی عارض ہو جاتی ہے۔

کبھی ورم قلب کی وجہ سے غشی ہو جاتی ہے اور اس قسم کا ورم علاج کی مہلت نہیں دیتا بلکہ فوراً قتل کر دیتا ہے

کبھی بخار کی ابتدائی باری کے وقت غشی عارض ہوتی ہے اس کا سبب یا درد ہوتا ہے جو حرارت سے پیدا ہوا ہے یا متعفن خلط کا انصباب معدہ کیطرف نوبت تپ کے وقت ہوتا ہے یا بخار والے کے بعض جلیلۃ الخطر اعضا میں ورم واقع ہوا ہے جس وقت مادہ اس ورم کی طرف ٹپکتا ہے تو اس ورم میں زیادتی ہو جاتی ہے اور درد میں شدت پیدا کر کے غشی طاری کر دیتا ہے یا بخار والے فم معدہ میں ضرورت سے زیادہ ضعف ہوتا ہے۔ اور جب اس فم معدہ کی طرف کوئی خلط منصب ہوتی ہے تو وہ اگر غلیظ ہو گی تو قوت کو زیر بار اور ناقابل برداشت کر کے غشی پیدا کر دیگی۔ اور اگر ردی مزاج ہے تو اس سے درد پیدا ہو گا اور غشی اُسکے تابع خیال کیجائیگی

کبھی غشی عوارض نفسانیہ کی وجہ سے واقع ہوتی ہے مثلاً فزع، غضب وغیرہ جب ضرورت سے زیادہ ہو جاتا ہے تو پہلے رعشہ پھر غشی لاحق ہو جاتی ہے۔

کبھی قلب اور اس کی روح کے مزاج کے مخالف اور متضاد کیفیت کا قلب کو داخل یا خارج سے پہونچنا بھی غشی پیدا کرتا ہے چنانچہ حمیات وبائیہ میں غشی عارض ہوتی ہے۔

کبھی مُردار جانوروں کی بدبو اور کیفیت سموم کا نفوذ قلب میں غشی کا باعث ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب تک قلب قوی رہتا ہے وہ ہر قسم کے واردات کو برداشت کر سکتا ہے اور جب اس میں ضعف آجاتا ہے اور اپنے موذی کے مدافعت کی قوت نہیں پاتا تو متاثر ہو جاتا ہے۔ اور پہلے پہلے دل میں بدکیفیتی ہوتی ہے پھر دھڑکہ شروع ہوتا ہے پھر خفقان و توحش پھر غشی پھر موت عارض ہو جاتی ہے اس لیے تقویت قلب میں زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔ اور جہانتک ہو سکے قوت بخش روح افزا مرکبات و مفردات سے کام لیا جاوے۔

ف افاقۃ الموت اور غشی ایسے خاص موقع قفہ میں ملتبس اور مشتبہ ہو جاتی ہے ذرا غور سے کام لیا جائے

ف اگر نبض مرتعش منخفض اور مختلف غیر منتظم معلوم ہو تو سمجھ لو کہ غشی واقع ہونے والی ہے۔

علامات غشی مطلق۔ مریض کے ہاتھ پیر سرد ہو جاتے ہیں۔ سانس ضعیف اور نبض صغیر اور ضعیف اور

چہرہ کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور زور سے چیخا جائے تو مریض یہ خیال کرتا ہے کہ کوئی بڑی دور سے آواز دیتا ہے یا دیوار کے پیچھے سے پکار رہا ہے۔

علاج غشی[علہ] غشی کا عام علاج اور اس کے تدابیر یہ ہیں کہ دورہ کے وقت ہاتھ پیر باندھ دیں اور خوب زور سے مالش کریں اور عام خوشبودار اشیاء سنگھائی جائیں۔ اور ٹھنڈا پانی چہرہ پر ماریں اور خصوص کنپٹیوں کے بال زور سے کھینچیں۔ اور پنڈلیوں اور مابین کتفین ہوائی سنگیاں توڑی جائیں۔ یا شوشہ کرایا جائے سے لائی جائے اور بغلوں اور کوکوں اور کھجران میں گدگدیاں کی جائیں اور بڑی بڑی آوازیں مثل (طاسہ۔ بلبل۔ بوق۔ بندوق وغیرہ) کان کے پاس سنانی ہوش میں لانے کے لئے زیادہ مفید بتائے گئے۔

اگر ان تدابیر سے بھی ہوش نہ آوے تو سوئیوں سے ہاتھ پر کوچنے دینا زیادہ مفید ہے۔

اگر یہ تدبیر بھی مفید ثابت نہ ہوئی تو ہاتھ یا پیر پر داغ دیا جاوے۔

اور یہ ذیلی ادویہ امراض قلبی میں استعمال کرائی جائیں جنکو میں نے بھی ایام طاعون میں برتا اور استعمال کرایا۔ اور بہت ہی مفید پایا۔ دوار المسک آب سیب میں گھولکر پلادیں یا عنبر۔ مشک۔ گلاب۔ یا عرق بید مشک میں حل کر کے استعمال کرادیں۔ اطفاء الطیب کی دعوتی زیادہ مفید بتائی گئی ہے یا دوار المسک معتدل عرق کیوڑہ اور عرق گاؤزبان میں ملا کر پلا دینا بھی مفید ثابت ہوا ہے یا عنبر۔ مشک۔ اور فادزہر حیوانی ہر ایک بقدر ضرورت عرق گلاب اور عرق بید مشک اور آب سیب میں حل کر کے پلائیں تو بیحد مفید ثابت ہوگا۔

عرق عنبر دل و دماغ اور اعضاء رئیسہ کی تقویت میں نہایت مفید اور بیحد کارآمد ثابت ہوا اور نیز دفع غشی اور قوت کے اعادہ میں بہت ہی مجرب دیکھا گیا۔ اسکے سوا اور بہت ساری افعال و خواص ہیں نسخہ یہ ہے

نسخہ مشک خالص ایک مثقال (۴۰ ماشہ) عنبر اشہب مصطگی رومی ہر ایک دو مثقال زرنباد۔ عود غرقی۔ کبابہ خنداں اشنہ سنبل الطیب بہمن سفید۔ بہمن سرخ۔ شقاقل مصری۔ سازج ہندی۔ دارچینی۔ زعفران۔ تز نفل بوزیدان

علہ جب یہ بات مسلم ہو چکی کہ دل ایک نہایت شریف اور رئیس عضو ہے تو طبیب کا فرض منصبی ہے کہ اسکی اصلاح میں نہایت لطافت اور نزاکت کیساتھ دلچسپی لے مثلاً ایجالت اورم اذن قلب یا غشاء قلب میں استفراغ کی ضرورت اشد واقع ہو تو نہایت احتیاط کیساتھ عدم سقوط قوت کا لحاظ رکھکر فصد یا سلیق راست لائے۔ یا مسہل کی سخت ضرورت داعی ہو تو ادویہ مسہلہ کیساتھ ادویہ قلبیہ تریاقیہ کی آمیزش نہایت ضروری سمجھے اور جب تبدیل مزاج بارد کا قصد ہو تو ادویہ حارہ کے ساتھ ادویہ قلبیہ بھی شریک کر دئے جائیں۔ اور جب تبدیل مزاج حار کرنا مقصود ہو تو نصرف ادویہ باردہ ہی پر اکتفا کیا جائے بلکہ ادویہ باردہ کے ساتھ ادویہ قلبیہ حارہ بھی ملائی جائیں تاکہ طبیعت باذن خالق ادویہ باردہ

گل سرخ - طباشیر - قاقلہ کبار - قاقلہ صغار - علف ہندی - (ہریالی) پوست اترج - ابریشم مقرض - صندل سفید برگ ریحان تازہ - سعد کوفی - خرفہ - کشنیز خشک - گل گاؤزبان گیلانی - زیتون - درونج عقربی - پوست بیرونی پستہ ہر ایک پانچ مثقال (۲۲.۰ ماشہ) آب سیب ولایتی تازہ نیم ثار (۴۰ تولہ) آب انار ترش ایک ثار (۸۰ تولہ) عرق بید مشک عرق گاؤزبان عرق بادرنجبویہ ہر ایک دو نیم ثار (۲۰۰ تولہ) گلاب قسم اول پانچ سیر (۴۰۰) تولہ جو جو ادویہ کوٹنے کے قابل ہوں اُن کو جوکوب کرکے اُن تمام عرقیات کے مجموعہ میں رات بھر بھگو دو - اور صبح کو آب سیب تازہ اور آب انار ترش بھی اُس میں ملا دو اور ان تمام مجموعہ کو ایک دیگ میں ڈالدو اور اُس پر سرپوش ڈھانک کر نیچے (یعنی چونگہ) میں عنبر و مشک کی پوٹلی باندھ کر عرق کھینچو - اور مقدار خوراک (۲ تولہ سے ۱۰ تولہ تک) بلحاظ ضرورت وقوار وغیرہ استعمال کراسکتے ہیں -

مفرح بارد زمردی محرور المزاج کے لئے نہایت مفید ہے اور دوار المسک بارد اور یاقوتی بارد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے - خفقان دق - بخار سوداوی - محرقہ کے لیے بھی بے انتہا مفید ہے -

نسخہ تخم کاہو - مغز تخم خرپزہ - مغز تخم کدو - مغز تخم خیار - تخم خرفہ - ہر ایک تین مثقال - (۱۳.۰ ماشہ) مروارید ناسفتہ یاقوت رمانی - زمرد اخضر - بسد سوختہ - کہربا - سرطان نہری سوختہ - ابریشم مقرض - صندل سرخ - کافور ہر ایک ایک مثقال (۴.۰ ماشہ) صندل سفید - دانہ ہیل - طباشیر - ہر ایک دو مثقال (۹ ماشہ) گل سرخ پانچ مثقال (۲۲.۰ ماشہ) عود ہندی - درونج عقربی - زرنباد - بہمن سفید - ہر ایک ایک مثقال اور دو دانگ (۶ ماشہ ۱ سرخ) زعفران نیم مثقال گاؤزبان ساڑھے تین مثقال - مشک ایک دانگ - عنبر دو دانگ آب سیب و انار دونوں ہر ایک میں ای لیکن جملہ ادویات کے ستہ چند ہونا چاہیے - اور ان ہی ربوب میں ادویہ بالا کوفتہ بیختہ کرکے ملا کر دستور مفرح بنالینا چاہیے - اور بحسب مزاج وقوائے مریض استعمال کرایا جائے -

یاقوتی بارد زمردی یہ یاقوتی حار مزاج والے حضرات کو زیادہ مفید ہے اور خفقان حار اور ناتوان اور ناتہین اور تبدیل مزاج کے لیے نہایت مفید ہے اور نیز اعضاء رئیسہ کی تقویت دینے میں اور خون و روح کو کدورت سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۹ سے اصلاح مزاج قلب کرے اور ادویہ حارہ سے تقویت روح و دل اور سرد ادویہ کے معاث ہے روح کی حفاظت کریں اور کبھی طبیعت ادویہ حارہ کے ساتھ ادویہ باردہ کے ملانے کی طرف بدیں غرض محتاج ہوتی کہ ادویہ باردہ کے جوہر ثقیل کو اپنی لطافت حرارت کی بدولت منزل مقصود تک پہونچا دے - اسی وجہ سے قرص کافوری میں زعفران شریک کی جاتی ہے -

صاف کرنے میں نہایت ہی مجرب اور بہت ہی مفید ہے۔

نسخہ مغز تخم کدوے شیریں۔ تخم کاہو مقشر۔ مغز تخم تربز۔ مغز تخم خیارین۔ ہر ایک ڈھائی ڈھائی مثقال (۱۱ ماشہ) تخم خرفہ مقشر چار مثقال (۱۸ ماشہ) مروارید ناسفتہ۔ صندل سفید۔ سنبل الطیب۔ طباشیر سفید۔ فوفل۔ صندل سرخ ہر ایک (۹ ماشہ) یسد۔ کہربا۔ سرطان محرق۔ ہر ایک (۹ ماشہ) زمرد سبز ۵ دانگ (۳۲ [illegible] ماشہ) نصف رتی ابریشم مقرض۔ بہمن سرخ و سفید۔ گل گاؤزبان۔ غنچہ گل سرخ [illegible] - دانہ ہیل۔ دارچینی۔ ہر ایک ڈھائی ڈھائی مثقال۔ آملہ مقشر۔ پانچ مثقال۔ زعفران۔ عنبر اشہب۔ ورق طلا۔ مشک تبتی۔ ہر ایک چار دانگ ورق نقرہ دو مثقال۔ نبات سفید ۵۰ مثقال (۲۲۵ ماشہ) آب سیب شیریں آب امرود۔ آب بہی شیریں شربت فواکہ شیریں گلاب۔ عسل مصفی۔ عرق صندل۔ ہر ایک (۲۰ مثقال یعنی ۹۰ ماشہ) بدستور یاقوتی تیار کریں۔

دواء المسک حلو لولوی - مروارید۔ کہربا۔ یسد۔ ابریشم مقرض۔ زرنباد۔ درونج عقربی۔ زعفران۔ ہر ایک ڈھائی تولہ۔ بہمن سرخ بہمن سفید۔ سنبل الطیب۔ قرنفل۔ سادج ہندی۔ اشنہ۔ جندبیدستر۔ قاقلہ ہر ایک اٹھارہ ماشہ فلفل نیم تولہ۔ زنجبیل ایک تولہ۔ درونج عقربی ۹ ماشہ۔ مشک سوا تولہ۔ عنبر اشہب ایک تولہ نبات سفید (۶۳ تولہ) شہد مصفی (بشرطیکہ گرم کیا ہوا نہ ہو) دوچند کل ادویہ۔

تصرفات حکیم الملک صاحب کے تصرفات سے یہ بھی ایک تصرف اس دواء المسک میں ہوا ہے کہ جدوار خطائی اعلیٰ درجہ والی ربع کل دواء المسک مذکور دماہ کے بعد ملائی گئی۔ اس دواء المسک متصرفہ کے افعال وخواص یہ ہے کہ اکثر امراض کے دفعیہ میں قوی ثابت ہوئی اور خصوصیں دفع سموم اور عفونت اخلاط اور تقویت اعضاء رئیسہ وباء و امراض بارد میں زیادہ مفید دیکھی گئی۔

خمیرہ گاؤزبان عنبری لولوی مقوی قلب و مفرح۔ ومقوی دماغ باقوت تریاقیہ۔ مقدار خوراک ۳ ماشہ سے ۶ ماشہ تک استعمال کرا سکتے ہیں۔

نسخہ گاؤزبان۔ کشنیز خشک۔ گل گاؤزبان بہمن سفید۔ بہمن سرخ۔ ابریشم مقرض۔ تخم بالنگو۔ طباشیر فرنجمشک۔ تودری زرد۔ تودری سرخ۔ بادرنجبویہ۔ اسطوخودوس۔ عود صلیب۔ جدوار۔ ورق نقرہ زہر مہرہ خطائی۔ ہر ایک ایک تولہ۔ ورق طلا ۶ ماشہ مروارید ناسفتہ۔ یاقوت سرخ۔ ہر ایک پانچ ماشہ۔

عنبر اشہب ۔ دو ماشہ ۔ عرق کیوڑہ ۔ عرق بیدمشک ۔ ہر ایک (۴۰ تولہ) یعنی آدھ سیر ۔ شکر سفید یک سیر شہد خالص پاؤ سیر ۔ بدستور معروف خمیرہ بنالیں ۔

خمیرۂ ابریشم لولوی مفرح ومقوی دل ودماغ واعضار رئیسہ محرورین ۔

نسخہ کو یا ابریشم از کرم پاک کردہ (۴ تولہ) عرق بید مشک (انار ۔۔۔ تولہ) عرق کیوڑہ سوا سیر یعنی (۱۰۰ تولہ) عرق گلاب ڈیڑھ سیر یعنی (۱۲۰ تولہ) عرق گاؤزبان ایک سیر (۸۰ تولہ) آب باراں چار سیر یعنی (۳۲۰) تولہ رات ان سب ادویہ کو عرقیات وآب باراں میں تر رکھو اور صبح ان سبکو جوش دو اور پاک صاف کرکے مصری ایک سیر ۔ پاؤ چھٹانک اور شہد مصفی ۴ تولہ ۔ شربت سیب ۵ تولہ ۔ شربت انار شیریں شربت لیمو ۔ شربت انار ترش ہر ایک پانچ تولہ میں ملاکر قوام کرو ۔

مروارید ناسفتہ سوا گیارہ ماشہ ۔ یاقوت سرخ یشب سبز ۔ زہر مہرہ خطائی ۔ بسد احمر کہربا شمعی ۔ ہر ایک سوا گیارہ ماشہ ۔ زمرد سبز ۔ ورق طلاء خالص ۔ ورق نقرہ ہر ایک پونے سات ماشہ ۔ ان سب کو حسب ضابطہ محلول کرکے قوام میں ملا دو ۔

ابریشم مقرض ۔ گل گاؤزبان ۔ کشنیز خشک ۔ صندل سفید ۔ گل سرخ ۔ بہمن سفید ۔ بہمن سرخ ۔ طباشیر سفید نشاستہ ۔ تخم خرفہ ۔ مغز تخم کدوی شیریں ۔ مغز تخم تربز ۔ زعفران ۔ ہر ایک (۲۲ ۔ ماشہ) ۔ ان سب کو کوٹ پیسکر چھان کر سفوف بنا کر ان ادویہ وقوام کے ساتھ ملالیں ۔ مقدار خوراک ۴ ماشہ سے ۶ ماشہ تک استعمال کرایا جاسکتا ہے ۔

قرص کافوری یہ قرص نفس بخار اور خفقان اور غشی کو نہایت مفید ثابت ہوا ہے ۔ اور خصوص طاعونی بخار اور دوسرے قلبی امراض کے لیے بے نظیر ہے ۔

نسخہ گل سرخ ۔ طباشیر ۔ نیلوفر ۔ ہر ایک چار درم ۔ تخم خرفہ ۔ مغز تخم کدو ۔ مغز تخم خیار ۔ مغز تخم بادرنگ ۔ صندل سفید ہر ایک تین درم ۔ تخم کاہو تخم کاسنی ۔ ہر ایک ڈیڑھ درم ۔ سرطان نہری بقلہ ۔ رب سوس ہر ایک دو درم ۔ زعفران ۔ کافور ہر ایک تین درم ۔ ترنجبین دس درم ۔ کتیرا ۔ کشنیز ہر ایک دو درم ۔ کوفتہ بیختہ کرکے بہدانہ کے لعاب میں قرص بنالیں ۔ اور ایک درم سے ایک مثقال تک آب انار شیریں ۔ کیساتھ یا آب غورہ کے

ہمراہ استعمال کریں۔

نسخہ گیرو تین تولہ۔ زہر مہرہ خطائی ۲ ۱/۲ تولہ۔ جدوار خطائی ۱ ۱/۲ تولہ۔ صندل سفید۔ درونج عقربی۔ اشنہ۔ کشنیز خشک ہر ایک ۱ ۱/۲ تولہ۔ زرنباد۔ فرنجمشک۔ گل ارمنی۔ کہربا۔ ہر ایک ایک تولہ۔ بنفشہ۔ پودینہ نہری۔ گل سرخ تخم ترنج۔ کافور ہر ایک ۹ ماشہ۔ ایلوا ۱۶ ماشہ۔ زعفران ۳ ماشہ۔ ان سب ادویہ کو کوٹ چھان کر عرق گلاب میں گوندھ کر گولیاں بمقدار کنار دشتی (جنگلی بیر) بنالیں۔ اور صبح دوپہر شام ایک ایک گولی عرق بید مشک عرق گلاب ہر ایک دو دو تولہ عرق گاؤزبان چار تولہ شربت انار شیریں ۲ تولہ۔ شربت سنگترہ ۲ تولہ۔ آب برف یا ٹھنڈا پانی میں ڈالکر مریض کو پلادیں۔

ارتعاش دست وپا اور زبان

مذکورۂ بالا حبوب بھی نہایت مفید اور پُر تاثیر ثابت ہوئی ہیں اُن کا استعمال ضرور کرایا جاوے۔

بعض نہیں بلکہ اکثر مبتلا ئے مرض طاعون کو دیکھا گیا کہ ان کے بحالت بخار خاص اور اعراض مخصوصہ طاعونی ہاتھ تھراتے پیر لڑکھڑاتے اور زبان میں اس قدر رعشہ کہ وہ ما فی الضمیر کو صاف اور کھلے لفظوں میں ظاہر کرنے پر قادر نہیں ہوسکتے تھے اور نہ وہ اس قابل ہوتے کہ اپنا ہاتھ بروز رباز و طبیب کو دیتے یا بتا سکتے۔

اس لیے اس ارتعاش اور تھرتھری کی وجہ خاص اور اُس کا تدارک مختصراً یہاں بیتادینا بے محل نہیں خیال کیا گیا:

ارتعاش قوتِ محرکہ کے ماؤف ہونے کا نام ہے اس کے حسبِ ذیل (۳) سبب ہیں۔

(۱) پہلا سبب یہ ہے کہ اسباب خارجیہ کی وجہ سے قوتِ محرکہ میں اتنا ضعف پیدا ہوجاوے کہ وہ اپنے فرائض کو پورا پورا انجام نہ دے سکے۔

اور چونکہ اسباب خارجیہ بہت سارے ہیں جن کا انحصار اس مختصر میں ضرورت سے زیادہ خیال کیا گیا اس لیے مختصر اً حسبِ ذیل اسبابِ خارجیہ بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) درندے یا گزندۂ موذی سے متاثر ہوجانا۔

(۲) ہیبت شئے یا شخص محتشم ذیشان سے ہمکلامی یا سامنا ہوجانا۔

(۳) نقاہت

(۴) کثرتِ استفراغات۔

(۵) اعراضِ نفسانیہ (مثل غم وہم وحزن وہیبت غضب خجالت۔ اور فزع)

(۲) دوسرا سبب ضعف آلۂ حرکت جیسا کہ کثرت شرب شراب وسکر سے تواتر ہیں ہوتا ہے۔

(۳) تیسرا سبب ضعفِ آلۂ حرکت اور ضعفِ قوتِ محرکہ۔

ایام طاعون میں ہم نے جہاں تک مریضوں کی حالت پر غور وفکر اور تجربہ سے کام لیا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بیمار نہ صرف بخارات حادہ کے گزند سے مرتعش اور لرزتا ہے بلکہ بیمار میں یہی پانچوں اسباب خارجیہ اور خصوصاً اعراض نفسانیہ کی بدولت ضرورت سے زیادہ متاثر اور انفعال ہوتا ہے اور اسی کی بدولت روحانی جذبات اور نفسانی قوتیں مرعوب اور مرتعش ہو جاتی ہیں۔

مزید برآں جب اس کے عزیز۔ اقارب۔ دوست۔ احباب۔ جورو۔ بچے۔ اور ماں یا باپ کے مرنے یا بیمار ہو جانے کی صدائیں کانوں تک گونج جاتی ہیں تو پھر سونے پر سہاگہ کیا ہی دلوں کا حال ہوتا ہوگا اور روحانی جذبات اور نفسانی اثرات کا کیا ہی دریا امنڈ آتا ہوگا۔ اس کا پورا پورا اور صحیح اندازہ ناقابل برداشت خیال کیا جائیگا۔ تو ایسی ناگفتہ بہ اور ناقابل برداشت حالت میں

اس کا علاج صرف مشکل ہی نہیں ہے بلکہ ہم جہاں تک خیال کرتے ہیں وہ نہایت نازک اور ناقابل علاج حالتیں واقع ہوا ہے۔ وجہ یہ کہ سبب ارتعاش اور مریض کا تھرانا طاعونی سبب سے متعلق ہے اور اس کی روزافزوں تیر کیطرح یورش قلبی صدمات اور روحانی انفعالات کو بڑھاتی جاتی ہے تو بتائیے کہ ہم ان صدمات قلبیہ کو سنبھالیں تو کیونکر سنبھالیں۔ اور ان کی روک تھام کریں تو کیونکر کریں۔ جب تک سبب مرض کا ازالہ نہیں ہوتا عرض کا ازالہ حیطۂ امکان سے خارج سمجھا جاتا ہے۔

ہاں اگر کچھ تدبیر ہے تو یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے مفرحات مقویہ اور منشیات شرعیہ (مثل افیون) اور مقویات تریاقیہ قلبیہ جس کو ہم نے بحث غشی میں لکھا ہے استعمال کرائیں اور قلبی اطمینان اور تسکینِ خاطر جن جایز ذرایع سے ہو سکے عمل میں لائیں۔ اور مقومات کا زیادہ استعمال کرائیں۔ اور حتی الامکان مبتلای طاعونی کے حالات یا ان کے مرنے جینے کے تفصیلی واقعات بیان کرنے سے سخت احتراز کریں اور اعزا کو

تاؤ اور عار دلا کر ہمت بڑھائیں جو حوصلہ افزائی کریں۔ تو ممکن ہے کہ اُس کی ہمت جوش میں آجائے اور ارتعاش کم ہو جائے

بعض بعض طاعونی مریضوں کو دیکھا گیا کہ انہیں متلی۔ ابکائی۔ اور قے بھی ہو جاتی ہے اس لیے زیادہ مناسب معلوم ہوا کہ اِس مرض میں یہ اعراض کیوں پیدا ہوتے ہیں اور اُن کے کیا اسباب خیال کیے جاتے ہیں اور اُن کا علاج کس طرح کیا جاتا ہے مختصر طور پر بیان کیا جائے۔

غثیان۔تہوع۔قے

غثیان یعنی متلی۔ یہ معدہ کی قوت دافعہ کا بلا حرکت تشنجی تقاضا ہے کہ کسی شئے کو دفع کر دے

تہوع یعنی اُبکائی۔ یہ معدہ کی قوت دافعہ کے تشنجی حرکت کا نام ہے جو کسی شئے کو دفع کر دے۔

قے یعنی اُلٹی۔ یہ معدہ کی قوت دافعہ کے تشنجی حرکت کا نام ہے جو کسی شئے کو منہ کے ذریعہ سے نکال دے

ان کے تعریفات میں مابہ الفرق اور امتیاز کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اس لیے ان تینوں میں یوں فرق کر سکتے ہیں کہ متلی میں صرف تقاضا ہی تقاضا ہوتا ہے اس میں نہ معدہ کو حرکتِ تشنجی ہوتی ہے نہ کچھ مواد نکلتا ہے۔ اور اس کا مادہ ہیچ خمول معدہ سے چپکا ہوا ہوتا ہے۔

بخلاف اُبکائی کہ اُس میں نہ صرف تقاضا ہی تقاضا ہوتا ہے بلکہ معدہ کو حرکتِ تشنجی بھی ہوتی ہے مگر کچھ مواد نہیں نکلتا کیونکہ اسکا مواد ہیچ جرم معدے میں داخل ہوا کرتا ہے۔

بخلاف قے کہ اس میں تقاضا بھی ہوتا ہے اور معدہ میں حرکت تشنجی بھی ہوتی ہے اور قوت دافعہ معدہ مواد موجودہ جوف معدہ کو منہ کے ذریعہ سے نکال بھی دیتا ہے۔

یوں تو ان اعراض کے بہت سارے اسباب اور ذرائع ہیں مگر مجھے چونکہ یہاں صرف وہی اسباب بتانے ہیں جو مرض خاص طاعون میں خاص قسم کی خصوصیت رکھتے ہیں۔ وہ حسب ذیل (۲) اسباب ہیں

(۱) پہلا سبب ان اعراض کے پیدا کرنے کا مواد صفراوی۔ یا بلغمی یا سوداوی۔ یا رطوبات ردیہ متعفنہ یا غیر متعفنہ۔ یا غلیظ لزج۔ یا رقیق یا کثیر۔ خمول معدہ۔ یا جرم معدہ۔ یا جوفِ معدہ میں پیدا ہوں یا کسی دوسرے اعضاء سے منصب ہو کر ان میں مجتمع ہو جائیں۔

(۲) دوسرا سبب اِن عوارضات کے پیدا ہونے کا یہ بھی ہے کہ معدہ میں کسی خاص اسباب آتیہ یا سابقہ کی وجہ سے ضعف پیدا ہو جائے چنانچہ بہت سارے ضعف معدہ پیدا کرنے والے اسباب کے منجملہ غم

وخوف بھی ضعف معدہ پیدا کرنے والے سبب ہیں۔

اسیطرح کیفیت ردی سادج حار ایذا دینے میں مادہ حارہ ردیہ کا سا فعل کرتی ہے۔ اور چونکہ ایام طاعون میں ہر کس وناکس کو غم وخوف دامنگیر ہوتا ہے اور اغذیہ واشربہ بھی ہوا کے سمی کی وجہ سے ناقابل استعمال استعمال میں لائیجاتی ہیں۔ اور حوادثات یومیہ اور اخبارات سامعہ نفید بہرسرت نہیں۔ نتیجہ یہ معدہ میں ضعف پیدا ہوجاتا ہے۔ اور جب ہوا کے سمی کی وجہ سے فاسد مواد یا ردی اخلاط متاثر ہوجائیں اور غم وخوف اور دیگر وجوہات کی بدولت معدہ کا فعل فطرتی اصول پر نہ ہو تو پھر کوئی معنی نہیں کہ وہ فاسد المواد اور ردی الاخلاط شخص مبتلائے طاعون نہ ہو اور اُس کو یہ اعراض مثلی تہوع قئے) نہ عارض ہوں اور اس مرض میں یہ اعراض علامات ردیہ سے خیال کئے جاتے ہیں۔

چنانچہ شیخ بوعلی سینا نے یہ بات بتائی ہے کہ غثیان کبھی علامت بحران پر دلالت کرتا ہے اور کبھی حمیات وبائیہ میں ردی حالت کو بتاتا ہے۔

اس کا علاج بھی ذرا دقت طلب اس وجہ سے خیال کیا جاتا ہے کہ ایام طاعونی کی ہیبت خوف اور رعب ہی نے تو معدوں کی حالتیں ناگفتہ بہ کر دیئے جب تک اصل سبب (خوف۔ غم۔ ہم فساد ہوا۔ فساد غذا وغیرہ) کا ازالہ نہ ہو تو کیونکر اصلاح تام ہوسکتی ہے مگر طبیب کا فرض منصب یہ نہیں ہے کہ ان وجوہات پر نظر ڈالکر ہاتھ پر ہاتھ جوڑے مایوس بن بیٹھے۔ نہیں نہیں کوشش کی جانی چاہیے۔

مثلاً اگر مادہ صفراویہ باعث اعراض مذکورہ بالا ہے اور صفراوی علامات دتلخی دہن۔ شدت عطش کثرت التہاب۔ جفاف وخشکی لب وزبان۔ اور فرط کرب وقلق مریض میں پائے جائیں اور وقتاً فوقتاً صفراوی قئے ہوتی جای تو معدہ کو مواد صفراویہ سے بذریعہ قئے پاک کردو۔

اور صفراوی مواد کے قئے لانے والے بہت سارے ادویہ ہیں چنانچہ منجملہ اُن کے گرم پانی اور سکنجبین ملاکر پلادو یا آب جاری اور سکنجبین سے قئے کرادو۔ یا تمک ہندی عصارہ قثاء الحمار۔ بورق۔ ہر ایک ایک تولہ۔ نزول انماشہ ماء العسل اور آب سیب۔ اس سے نہ صرف مواد صفراویہ بھی بذریعہ قئے نکل آتا ہے بلکہ سموم منتشرہ بھی بذریعہ قئے خارج ہوجاتے ہیں۔

شربت لیمو قے صفراوی عطش۔ اور ضعف معدہ کو بھی زیادہ نفع بخش ہے۔
صفت آب لیمو دو سیر مٹی یا پتھر کے ہانڈے میں اتنا جوش دیں کہ وہ ایک سیر باقی رہجائے پھر اُس میں آدھ سیر شکر ملاکر اتنا جوش دیں کہ عمدہ قوام پر آجائے۔ اور جس قدر اُس پر کف آتا جائے نکالدیا کریں۔
اگر متلی اور اُبکائی زیادہ ہے تو انار دانہ دس تولہ۔ کندر۔ مصطگی۔ اور عود ہر ایک ایک تولہ لیکر کوٹ پیس کر سفوف بنالیں اور بمقدار ایک درم شربت انار ترش کے ہمراہ استعمال کریں۔ اور دریائی ناریل۔ زہر مہرہ خطائی عرق گلاب میں گھسکر چٹائیں
سفوف کافوری یہ سفوف اس مرض خاص میں بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے اس سے بخار بھی کم ہو جاتا ہے قے اور متلی بھی جاتی رہتی ہے مگر جبکہ تنقیہ باقی ہو چکا ہو۔
صفت طباشیر۔ پوست ساق کشنیز خشک۔ غنچہ زرشک۔ گل ارمنی ہر ایک نیم درم۔ کافور یک جو۔ کوفتہ بیختہ کرکے سفوف تیار کرلیں اور ایک ہی خوراک شربت سیب یا بہی کیساتھ استعمال کرائیں۔
میرا خیال تو یہ ہے کہ وقت واحد میں بادزن متناسبہ کی گئے تیار کہیں اور وقتاً فوقتاً کسی کو دینا اور بتانے میں سہولت ہو۔
شربت انار مرکب یہ شربت قئے۔ تہوع۔ ادر متلی کو روکدیتا ہے اور التہاب عطش۔ اور کرب کے مانع اور مسکن ہے۔ مفرح قلب اور مقوی دل وجگر ہے۔
صفت آب انار شیریں۔ آب انار ترش۔ آب سیب۔ آب بہی۔ آب انگور۔ آب زرشک۔ ہر ایک سیر اور آدھ سیر پانی۔ اور ساٹھ درم تمر ہندی۔ اِن سب کو ایک قلعی دار ظرف کشادہ دہن میں ڈالکر پکائیں پھر آگ سے اُتار کر خوب ملیں اور چھان لیں اور سفید شکر ڈیوڑھی دیکر شربت کا قوام تیار کرلیں اور فی خوراک تین تولہ پانی میں ملا دیا کریں۔ مگر جبکہ قے بحرانی ثابت ہو جائے تو نہ روکی جائے گر جبکہ ضرورت سے زیادہ قے ہونے لگے تو اس شربت کے ذریعہ سے روک سکتے ہیں۔
نمک ترش یہ بھی متلی اُبکائی اور قئے کو روکتا ہے معدہ کو قوت دیتا ہے حدت خون کی تسکین کرتا ہے۔ التہاب معدہ اور جگر کو مفید ہے۔
صفت انار دانہ ترش۔ گرو سماق۔ کشنیز خشک۔ زرشک۔ بہدانہ۔ طباشیر۔ مغز بخشک ہر ایک پانچ تولہ۔

نمک لاہوری نیم اثار۔ آب لیمو کاغذی ۵۰ عدد۔ پہلے نمک لاہوری کو باریک پیسکر آب لیمو سے ۵۰ عدد میں بھگو کر مٹی کے ہانڈے میں اتنا پکاؤ کہ کل آب لیمو نمک میں جذب و فنا ہوجاوے اور نمک بالکل خشک ہوجاوے بعد ازاں بقیہ جملہ ادویہ کو کوٹ پیسکر چھان لو اور یہ نمک اس میں ملاؤ۔ فی وقت متلی تہوع یا قی ایک دو چٹکی استعمال کرا دیجاوے نفع بین ہو جائیگا۔ یوں بہت ساری کتابیں۔ بیاضیں اور نسخے صفراشکن ادویہ میں لکھے بھرے ہیں اس لیے ہم نسخوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے۔

اور اگر مادہ سوداویہ یا بلغمیہ یا اور کوئی دوسری قسم کی رطوبات کی وجہ سے قے تہوع اور متلی پیدا ہوئی ہے تو ان کا پہلے تنقیہ کرلیا چاہئے پھر ان کی اصلاح اور علاج میں کوشش کی جاوے۔

مگر میرا جہاں تک مشاہدہ اور ذاتی تجربہ ہے میں ضرور عرض کرونگا کہ اکثر مریضان طاعون قے تی صفراوی کراتی۔ زنگاری کے اور بہت کم افراد دیکھے گئے جنھوں نے ترش قے کی ہے۔ اور بہ نسبت ترش قے کرنے والوں کے بلغم شور کی قے زیادہ ثابت ہوئی۔

یرقان وبائی

یہ مرض بھی بعض بعض طاعون زدہ حضرات میں پایا گیا اس لیے زیادہ مناسب ہوگا کہ اس کے متعلق بھی کچھ تھوڑی سی مختصر مفید بحث کردیجاوے۔ اور یہ بتادیا جاوے کہ یہ مرض کیا ہوتا ہے۔ اور کیوں پیدا ہوتا ہے اور اس کے اسباب کیا ہیں اور اس کے اقسام کتنے ہیں اور ہماری اس بحث میں کونسی قسم مطلوب ہے اور ان کا کیا علاج ہے۔ اور کن اصول پر کیا جاتا ہے۔

یرقان یہ ایک مرض ہے جس سے تمام بدن ہاتھ۔ پیر۔ ناخن۔ اور دونوں آنکھوں کا رنگ نمایاں طور پر زرد یا سیاہ ہوجاتا ہے اس کے تین قسم ہیں مگر دراصل دو ہی اقسام خیال کئے جاتے ہیں۔

(۱) قسم اول زرد۔

(۲) قسم دوم سیاہ۔

(۳) قسم سوم زرد و سیاہ باہم ملے ہوے۔

اس کے پیدا ہونیکے اسباب تین اصول پر مبنی ہیں۔

(۱) ایک نفس عضو کے لحاظ سے یعنی جگر کا ضرورت سے زیادہ گرم ہوجانا خواہ کسی ذریعہ سے ہو۔

(۲) دوسرا نفس مادہ کے لحاظ سے یعنی اغذیہ اور اشربہ اور تدابیر ماکول ومشروب جس سے تولید صفرا ضرورت سے زیادہ ہو جاوے۔

(۳) تیسرا اسباب خارجیہ کے لحاظ سے (مثل حرارتِ خارجی عقرب جرارہ - زنبور - مار - تحملۂ الفسر - بیلا اکلِ سموم وغیرہ)

اور چونکہ ان اصولِ ثلاثہ کے فصول بیس[۲۰] بائیس[۲۲] کے قریب قریب ہیں۔ جن کا پورا پورا اس رسالہ میں اندراج نہ صرف برمحل ہوگا بلکہ زائد از ضرورت خیال کیا جائیگا۔ اس لیے ہم مختصر طور پر بحسبِ مناسبت وضرورتِ محل بیان کیے دیتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) ہوا متعفن۔

(۲) ہوا سمی وبائی۔

(۳) سمیت نباتات۔ (۴) سوء مزاج حار جگر۔

ہماری ذیلی تقریر پر زیادہ غائر نظر ڈالنے سے ناظرین کو صاف طور پر معلوم ہو جائیگا کہ موسم طاعون میں۔ طاعون زدہ بعض حضرات کو یرقان کیوں ہو جاتا ہے اور اُن کے کیا اسباب ہیں۔

ہم نے اوائل کتاب میں یہ بات بڑے زور سے ثابت کر دی ہے کہ موسم طاعون آخر صیف اور اوائل خریف میں پیدا ہوتا ہے اور بوجہ بارشِ ابتدائی۔ ہوا میں سخت عفونت بلکہ سمیت بھی پیدا ہو جاتی ہے اور عام سبزی ترکاری۔ اور بقولات باصولِ قانونِ قدرت میں سمیت کو جذب کر لیتے ہیں اور اُن سبزیوں کو عام جانور[۱] اور اُن ترکاریوں اور بقولات کو عام بنی آدم میں لاتے ہیں۔ پھر مزید برآں اُن متاثر جانوروں کا دودھ۔ دہی۔ اور گوشت بلا دریغ اپنے کہانے پینے میں استعمال کرتے ہیں۔

اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ موسم صیف کی ہوا ابدان کو تخفیف۔ ارواح کو تحلیل۔ اور قوتوں کو ضعیف کر دیتی ہے

[۱] اس وجہ سے ابتدائے بارش کی عام سبزی کے استعمال سے سینکڑوں ہزاروں جانور ہلاک ہو جاتے ہیں کوئی مارے اسہالوں کے بیجان ہو جاتا ہے اور کوئی پوست استخواں کا خالی ڈھانچہ ہو کر شش زمین پر پڑا رہتا ہے اور جو جیتا ہے تو وہ بھی ہزار دقت ومحنت کسی کلوں کی گلٹیاں سوج جاتی ہیں اور ریتلا رحناق ہو جاتا ہے۔ دانہ چارہ اور پانی زیر حلق تک نہیں ہوتا۔ کوئی جگالی کرنے سے مستعفی ہو جاتا ہے کوئی نیم جاں کی طرح تڑپتا رہتا ہے کوئی بلا وجہ موجہ ظاہری رات میں مر جاتا ہے تو بتائیے کہ ایسی اندرونی ناواقفیت پر اور باور کر لینے کے بعد بھی واقف نہ ہوں اور ایسے جانوروں کا دودھ۔ دہی۔ اور گوشت ایام طاعون میں کھایا جاوے تو مضرت ہوگا یا نہیں۔ خود امتیاز فرما سکتے ہیں۔

اور اس موسم کی ہوا قلب و جگر کو سخن اور اجلا کو گرم و متعفن بنا دیتی ہے اور مواد صفراویہ کی تولید ضرورت سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور صفراوی مزاجوں کو زیادہ تر زیادہ ضرر اور نقصان پہونچاتی ہے اس لیے بعض مبتلائے طاعون کو یرقان اصفر ہو جاتا ہے اور بعض کو ہوتا ہی نہیں

بقراط کا بیان ہے کہ حمیات حادہ میں سات دن سے پہلے یرقان ہو جاوے تو مہلک خیال کرو۔

یرقان وبائی کی شناخت اور اس کے علامات یہ ہیں کہ یرقان تمام جسم پر نمایاں ہوگا۔ بخار صفراوی اس کا مساعد ہوگا۔ کرب۔ شدت تشنگی۔ درد معدہ۔ قے زنگاری۔ گرانی نفخ معدہ۔ احتباس بول ویا زبہوشی بخر۔ دبدبو منہ سے۔ سقوط اشتہا۔ برد اطراف۔ سختی جگر یا درد قلیل۔ وغیرہ پائے جائینگے۔ اور دوسرے روز جگر کی سختی۔ اور درد بڑھ جائیگا۔ اور ساتویں روز ہلاک ہو جائیگا۔ اگر سات دن کے اندر نہیں مرا تو پانچویں یا ساتویں روز اس کے تمام جسم پر باریک باریک سرخ رنگ مائل سیاہی شور خراش کے ساتھ پیدا ہو جائیگی اور اسی وقت اس کے دونوں کانوں کے پچھلے حصہ پر ورم نمایاں ہو جائیگا۔ اور دو تین روز کے اندر بلا کسی منضجات کے خود بخود پک کر حلق کے اندر پھوٹ جائیگا۔ اور پیپ حلق اور دونوں کانوں اور ناک سے جاری ہو جائیگا۔ بعد ازاں دو تین روز میں یا اسی دن میں ہلاک ہو جائیگا۔

اور جو کچھ پانی یا کوئی پتلی غذا حلق میں ڈالی جاوے تو وہ بذریعہ سوراخ بینی نکل آئیگا۔

قبض و نفخ

یہ قبض و نفخ اکثر یرقان وبائی کے حضرات میں دیکھا گیا ہے جس کی صراحت تحریک بالا سے **اس کا علاج** بھی بدیں وجہ کہ ابھی موسم طاعون کا پورا پورا اثر بیمار رہا ہے تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ بلا ازالہ سبب ازالہ مرض نہ ہو جاوے مگر چونکہ طبیب مایوس نہیں ہو سکتا اور نہ ہونا ہی چاہیے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ مریض کی قوت اور اس کی استعداد ادویہ سے قوت پذیر ہو جاوے اور ازالہ مرض پر قادر ہو۔

میرا ذاتی تجربہ ہے کہ ایسے بیمار کو میں نے گاسہ کی چھاچھ اور عرق گلاب اور چھوہارے خطائی گھس کر بمقدار قلیل بار بار پلایا ہے۔ اور نیز تخم خیار۔ تخم خربزہ۔ تخم کاسنی۔ تخم کدوئے شیریں۔ تخم کشوث۔ ہر ایک چھ ماشہ شیرہ نکالکر صاف کر کے۔ عنب الثعلب گل نیلوفر گل بنفشہ۔ ہزار دانہ بگلوے سبز ہر ایک ۹ ماشہ۔ عرق گلاب میں بھگو کر صاف کر کے آلو بخارا شربت دی۔ زرشک ۹ ماشہ عرق گلاب میں ملال لیکر اب کاسنی ۹ ماشہ

سبز مروق - آب کاسونی سبز مروق صاف شدہ دس دس تولہ شربت انارین یک یک تولہ سکنجبین لیمو تولہ - ادرک کی چھاپنچ ۵ تولہ جدوار خطائی سائیدہ ۲ ماشہ ان سب کو باہم ملا کر بجائے پانی اور دوا کے یہی پلایا گیا - اکثر مریضوں کو نفع ہوا اور بعض کو مفید ثابت ہونے سے پہلے ہی اجل آ گئی -

اسہال وبائی

بعض طاعونی مریضوں میں ایسے بھی مریض آنکھوں سے گذرے کہ بحالت مرض طاعون بے حد دستین شروع ہو گئے اس کی وجہ بعد غور و فکر یہ معلوم ہوئی کہ ہوا متعفن سمی کی وجہ سے معدے کی اندرونی رطوبات وغیرہ متاثر ہو گئیں - اور طبیعت نے ان متاثر مواد کو بذریعہ قے اور اسہال دفع کر دینا شروع کر دیا ان دستوں کے زمانہ میں اس مریض پر یہ اثرات پیدا تھے کہ اس کی آنکھیں اندر کی جانب جا چکی تھیں - اور دونوں کنپٹیاں دب گئی تھیں ناخون نیلگوں ہات پیر سرد - پیاس بے حد ہوا کرتی تھی - اور پیشاب بند - ہاتھ پیر میں تشنجی حرکت اور پسینے میں سخت بدبو پائی جاتی تھی - کبھی کبھی بیہوشی بھی طاری ہو جایا کرتی تھی اور دستوں کا رنگ اکثر صفراوی ہوا کرتا تھا اور بدبودار سبز رنگ کی قے بھی ہو جایا کرتی تھی اور وقتاً فوقتاً بدن دبلا اور گداز ہوتا جاتا تھا - اور ہات پیر کی جلد بہشتیوں کی جلد کی طرح ہو گئے تھے - اس قسم کے بیمار کی علاج کی نوبت بھی نہیں پہنچی اور نہ کوئی کافی وقت ملا کہ وہ لقمہ اجل ہو گئے -

بدبوئے تنفس - پھولنا - اور کھانسی کی بابت

اکثر مریضان طاعونی کو دیکھا گیا کہ ان کی سانس ضرورت سے زیادہ پھول جاتی ہے - اور کھانسی یا ٹھسکہ کی طرح دن اور رات حلق اور سینہ سے کام لیا کرتے ہیں اور بعض مریضوں کے تنفس میں بدبو بھی آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اس لئے اس محل میں اسکی متعلق بھی مختصر طور پر کچھ لکھ دینا نامناسب نہ ہوگا

یہ امر مسلم ہے کہ موسم طاعون آخر صیف میں واقع ہوتا ہے اور موسم صیف نہ صرف ہوا مستنشق ہی کو گرم کر دیتا ہے - بلکہ دل - دماغ - جگر - معدہ - شش - اور جمیع اعضاء اندرونی کو گرم کر دیتا ہے -

ایسی حالت موجودہ میں جب کسی شخص خاص کو بخاری طاعونی آ جائے اور اسکے اندرونی

بخارات حارہ کی گرمی اور احشا کی سوزش و التہاب دل ۔ دماغ ۔ جگر اور شش کو ضرورت سے زیادہ گرم اور تپادے تو باصول قانون تفریح قلب و اخراج فضلات و حاجات سمیہ شش کی حرکت ضرورت سے کئی گنے زیادہ بڑھا دے گی ۔ اور تنفس میں شہوق پیدا ہوجائیگا ۔ اور ان بخارات حارہ سے شش بتا ذی ہوکر دقتاً فوقتاً حرکت دفعی کرتا جائیگا جس کا نام اصطلاح میں کھانسی یا ٹھسکہ نام رکھا جاتا ہے ۔

اور جب ان بخارات حارہ سمیہ کی وجہ سے شش یا اُسکے کسی خاص خاص حصوں میں کسی قسم کی سوزش یا جلن پیدا ہوجاے اور مواد متعفنہ اُس کی طرف رجوع یا منصب ہونے لگے تو ضرور شش یا اُسکے کسی کسی خاص خاص حصوں میں آفت پہنچ ہی جائیگی جس سے مواد متعفنہ کے اثرات تنفس مریض سے نمایاں طور پر محسوس ہونگے ۔

مجھے ایسے بیماروں کے دیکھنے کا زیادہ اتفاق ہوا مگر علاج کامل کی نوبت ہی نہیں پہنچنے پائی اور مرض نے اتنی مہلت دی کہ اس قسم کا مریض بہت جلد لقمہ اجل ہوگیا ۔

طاعون میں فصد و مسہل دینا چاہئے یا نہیں

اس مسئلہ میں بھی اطبار متقدمین و متاخرین کا اختلاف بعض فصد و مسہل کو ناجائز بتاتے ہیں اور بعض جائز چنانچہ بقراط کا بیان ہے کہ یہ مرض نہایت صعب ہے اسمیں ان تدابیر اگرہیں تو یہی ہیں کہ مریض کی فصد لیجائے ۔ مایحی قرب کا بیان ہے کہ اگر سمیت ہوا کا اثر خون پر ہوچکا ہے یا مواد متعفن اور خراب ہو کر سڑ گیا ہے تو ایسی صورتمیں بشرط قوت مریض فصد لینی ضرور ہوگی ۔ ورنہ ہرگز جائز نہیں ۔

بعضوں کا یہ قول ہے کہ فصد لیجاے اور جمیع بدن کے مسامات کھولے جائیں جس سے بقیہ سمی ہوا دخارج جلد کے طرف نکل آئے ۔

چنانچہ مواد جلدی کے اشتداد اور تحلیل کے زمانہ میں فصد لیجاتی ہے اور سارا مواد خارج جلد کی طرف نکل آتا ہے اور اندرونی حصہ صحیح و سلامت رہجاتا ہے اور اگر فصد کی زیادہ سے زیادہ ضرورت داعی ہو تو فصد ایک ہی وقتمیں نہ لیجاے بلکہ بلحاظ قوت مریض و اغراض اصلاح بدفعات فصد لیں ۔

[illegible]

اطبا نے فصد بھی لئے اور مسہل بھی دئے مگر کوئی بھی نہ بچا اور جن کے ساتھ یہ تدابیر نہ کی گئی وہ مریض بھی بچ گئے
شیخ کا قول ہے کہ اگر وقت مساعد ہو اور خلط متعفن کے اخراج کی ضرورت ہو تو استفراغ فصد سے کیا جائے
پھر حفاظت و تقویت و تبرید قلب کی طرف توجہ کی جائے نفس گلٹی پر نشتر کرنا یا جونک لگا کر زیادہ خون نکالنا
بہتر ہے لیکن فصد جائز نہیں۔ اگر فصد ہی کی سخت ضرورت لاحق ہو تو پہلے گلٹی پر پچھنے لگائیں پھر فصد لیں
صاحب نزہت صفحہ (۱۱۹) کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد وقوع مرض فصد جائز نہیں قبل
بروز گلٹی اس سے بہتر کوئی علاج نہیں کہ جلد مریض کی فصد لیجائے اور بعد فصد ترش تریاقی غذا دیجائے۔
محمود شیرازی و قرشی کا بیان ہے کہ جیسا ملسوع کی فصد نہیں لیجاتی ہے۔ اس مرض میں بھی ہرگز
نہ لیں تا مادہ سمیہ تمام بدن میں منتشر نہ ہو جائے۔ بلکہ حفاظت و تقویت قلب کی طرف توجہ کریں۔
جرجانی کا قول ہے کہ گلٹی پر کوئی بارد یا رادع طلا نہ لگائیں اور نہ فصد کریں اگر زیادہ امتلا ہو اور خلط
متعفن کو خارج کرنا واجب ہو تو ایسی صورت میں فصد سے پہلے گلٹی پر نشتر لگائیں (یعنی کو پچھنے دیں)۔
طبری کا بیان ہے کہ مریض طاعون کو مسہل نہ دیں تاکہ مادہ باطن کی طرف متوجہ نہ ہو۔
سمرقندی کا قول ہے کہ اگر مریض طاعونی کی فصد لینی ہو اور مادہ طاعون زیادہ سمی ہو تو حسب ذیل نمبرات کی
رعایت رکھیں۔
ف ۱ یہ کہ پہلے گلٹی پر نشتر لگائیں کیونکہ مادہ سمیہ جب نفس عضو سے خارج ہو گیا تو فصد کے وقت
تمام بدن میں منتشر ہونے کا کم احتمال رہے گا۔
ف ۲ یہ کہ فصد سے پہلے گلٹی کے اطراف بارد و قابض اشیا کا طلا کریں تاکہ فصد سے جب خون نکلنے لگے تو گلٹی
میں کا مجتمع سمی مادہ باطن کی طرف نہ لوٹے۔
ف ۳ یہ کہ اعضائے رئیسہ خصوصاً قلب کی حفاظت و تقویت زیادہ ملحوظ رکھیں تاکہ مادہ فاسدہ جو بوجہ فصد متحرک
ہو گیا ہے ان اعضا پر نہ گرے ورنہ بلا خوف فصد لیں۔
خضر کا بیان ہے کہ میرے استاد کے نزدیک طاعون میں اور ہر مرض میں جب مادہ ردیہ خارج بدن کی طرف
متوجہ ہو جائے تو ایسی حالت میں فصد و مسہل جائز نہیں تاکہ تعارض واقع نہ ہو۔

مارسارما کا بیان ہے کہ فصد اُس مادہ سمی کو کہ جس کو طبیعت پسینہ آبلہ وغیرہ سے نکال دیا کرتی تھی مانع ہوجائیگی اِس لئے فصد نہ لینی چاہیئے۔

انطاکی کا بیان ہے کہ پہلے ہی ہل فصد لیجائے۔

شیخ کا بیان ہے کہ استفراغ فصد اور جو مقتضاء وقت ہو کرسکتے ہیں۔

بقراط کا بیان ہے کہ فصد لیجائے۔

سعید کا بیان ہے کہ اگر خون غالب ہے تو فصد لے سکتے ہیں۔

آیزوزیو کا بیان ہے کہ بصورت ضعف و ناتوانی مریض فصد دی نہیں جاسکتی۔

ابن الیاس کا بیان ہے کہ فصد و اسہال سے بدن کا تنقیہ کرنا چاہیئے۔

بعض اطبا کا بیان ہے اگر خون زیادہ ہو اور عفونت قبول کرے تو فصد ضرور لینی چاہیئے۔

جالینوس اور مرکوریا کا خیال ہے کہ بوقت ضرورت فصد اعتدال کے ساتھ لے سکتے ہیں۔ اور اسمیں کسی قسم کا ضرر نہیں کیونکہ ضرورت ہی فصد کے لینے پر مجبور کر رہی ہے۔

کارلو کا بیان ہے کہ فصد اور مسہل سے وبائی لوگ ہلاک ہو گئے۔ اُس کا مطلب یہ ہے کہ فصد نہ لیجائے۔ اور نہ مسہل دیا جائے کیونکہ انتشار مادہ اعضار رئیسہ کو خراب کر دیتا ہے اور باعث ہلاکت مریض ہوجاتا ہے

حاوی کا بیان ہے فصد و مسہل سے تنقیہ کرنا چاہیئے۔

استاد یالیحی قرب کا بیان ہے کہ اگر اثر طاعون دیا خون میں پہنچ جائے یا متعفن ہوجائے تو اُن صورتوں میں بشرط قوت مریض فصد ضرور دینی چاہیئے۔ ورنہ نہیں۔

لارڈز ربیر کا قول ہے کہ اگر خون غالب ہو اور گلٹی کا مادہ اعضار رئیسہ کا مندفع نہ ہو تو فصد لیجائے۔

متیلسی کا بیان ہے کہ اگر گلٹی مونڈھے پر ہو تو اسی ہات سے اور پیٹ پر ہو تو اسی جانب کے پیر سے فصد لے لیں اور شربت لیمون اور سکنجبین وغیرہ عرق گاؤزبان و عرق کاسنی

و عرق حماض میں ملا کر پلاتے رہیں پھر باقی مادہ کے اخراج کے لیے مسہل دے دیں۔
ذکریا کا قول ہے کہ فصد نہ لیجائے جیسا کہ مسوع کے فصد کی ممانعت ہے وجہ یہ کہ فصد سے مادہ فاسدہ کا سریان قلب اور دوسرے اعضا کی طرف ہو جاتا ہے اس لئے نہ لیجائے۔
بعض کا قول ہے کہ فصد لینا جائز نہیں وجہ یہ کہ طبیعت مادہ کو خارج بدن کی طرف دفع کرتی ہے اس فصد کی وجہ سے رک جاتی ہے۔
بعض کا قول ہے کہ ۱۲ گھنٹے گذرنے سے قبل فصد لے سکتے ہیں اور بعد ازاں جائز نہیں
سیطالیوس افرنجی کا بیان ہے کہ طبیب بیمار کا مزاج اور اس کی حالت کو دیکھے اگر عروق امتلا ہو اور خون میں زیادتی ہے تو علی حسب قوت فصد لیجائے ورنہ جائز نہیں۔
بعض کا یہ خیال ہے کہ قبل خروج طاعون اور ظہور گلٹی فصد لیجا سکتی ہے اور بعد ازاں جائز نہیں۔
سنارتوس جرمانی کا بھی یہی خیال ہے کہ اگر عروق میں خون زیادہ ہو اور مریض کی قوت مساعد ہو تو فصد لے سکتے ہیں ورنہ جائز نہیں اور یہ بھی بتایا ہے کہ جس جانب گلٹی نکلی ہے اسی طرف کی فصد لیجائے اور اگر کنجران میں نکلی ہے تو صافن جانب موافق کی فصد لیجائے۔ اور اگر دونوں کنجران میں واقع ہوئی ہے تو دونوں جانب سے تھوڑی تھوڑی فصد کھولی جائے۔
اسیطرح مسہل کے دینے میں بھی اختلاف واقع ہوا ہے۔
بعض حکما متاخرین افرنجی کا خیال ہے کہ مسہل نہ دیا جائے۔
مرکوریال کا بیان ہے کہ جس وقت مادہ نضج ہو جائے تو نضج کا انتظار نہ کرنا چاہئے اور فوراً مسہل سے مادہ کا اخراج کر دیا جائے۔
شیخ بوعلی کا قول ہے کہ بصورت ضرورت واقعیہ مسہل بلحاظ قوانین اسہال دے سکتے ہیں۔
مولف اقتباس کا بیان ہے کہ تلیین کی جائے مگر مسہل نہ دیا جائے۔
خضر کا اتفاق ہے کہ ایام وبائی میں حتی الامکان مسہل سے تنقیہ نہ کیا جائے۔
بعض متاخرین کا بھی یہ خیال ہے کہ ایام طاعونی میں قوی مسہل نہ دیا جائے۔

میری رائے

لیکن میں جہاں تک ان فریقین مختلف الرائے کے اقوال و قواعد و شروط کو غائر نظر سے دیکھتا ہوں تو فریقین کے اقوال و شرائط بجائے خود واجبی نہایت عمدہ اور اعلیٰ پیمانہ پر مبنی خیال کرتا ہوں ہر ایک فریق کی باریک نظر ایک خاص مستند قاعدہ کے زیر حکومت پائی جاتی ہے جن حضرات نے فصد و مسہل کو جائز ہی نہیں بلکہ اُس کی ضرورت ثابت کی ہے اُن کا غالباً یہ خیال ہوگا کہ مریض مبتلائے طاعون کی جسمانی قوت اور روحانی تحمل قابل اطمینان ہے اور ایام طاعونی کی ابتدائی حالت ہے۔ یا مواد سمی اعضائے رئیسہ کے طرف مائل ہوا چاہتا ہے اور گلٹی بھی ابھی نکلی نہیں ہے یا نکلی بھی ہے تو اعضاء رئیسہ کے مدافعت کی وجہ سے نکلی ہے۔ معدی یا عروقی امتلا ہو چکا ہے یا خون میں زیادتی یا اخلاط میں عفونت یا تشکیف بہ کیفیت سمیت ہونے کا احتمال ہے۔ غرض جن ذرائع اور جن وسائل سے اعضاء رئیسہ کے بالکل خراب ہو جانیکا یقینی احتمال پایا۔ اُن حضرات نے استفراغ (فصد یا مسہل یا دونوں) کو نہ صرف مناسب بلکہ اشد ضروری خیال کیا تاکہ وہ مضرت بخش اثر سے متاثر ہونے کی نوبت ہی نہ پہنچے اور جن حضرات نے ان احتمالات پر پوری روشنی اور غائر نظر نہیں ڈالی اور اُنکا احساس نہیں کیا بلکہ اُن کی صائب رائے اور جن تدابیر و تداوی نے کسی دوسرے ذرائع اور موثق وسائل سے اُن خرابیوں کی اصلاح ممکن الوقوع سمجھی تو انہوں نے فصد و اسہال ہی کی ممانعت نہیں کی بلکہ ہلاکت مریض کا خوف بھی بتایا فی الواقع مجھے بھی اسبات پر اتفاق ہے کہ جب ہماری صائب رائے جن تدابیر کی رہنمائی کی بدولت یہ معلوم ہو جائے کہ اس مریض میں فصد و مسہل کے موانعات پائے نہیں جاتے اور استفراغ اُس کے حق میں زیادہ کار آمد اور مفید ثابت ہوگا تو ضرور فصد لیجائے یا مسہل دیا جائے۔

مگر قبل فصد مقام ماوف پر کچھ کوچنے دئے جائیں یا جونکیں لگائی جائیں بعد ازاں بحسب مصلحت وقت و صوابدید موقع جانب موافق یا مخالف فوقانی یا تحتانی حصہ کی فصد کھولی جائے۔ اور بصورت وجود موانعات استفراغ نہ فصد لیجائے اور نہ مسہل دیا جائے بلکہ میری رائے میں سنگیاں یا جونکوں کا لگانا بھی مفید نہ ہوگا چنانچہ بعض مجھ جیسی حضرات نے ملا سوچے سمجھے فصد بھی لی مسہل بھی دی جونکیں بھی لگائیں سنگیاں بھی کھنچوائیں مگر کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔

قرنطینہ اور اس کے معنی اصطلاحات سرکاری

قرنطینہ یا کوارنٹین اس لفظ کی اصل لاطینی اور فرانسیسی زبان میں ایک ہی ہے اور چونکہ فرانسیسی لاطینی سے ترکیب پائی ہے اس لیئے ہمیں اس میں زیادہ بحث کرنیکی ضرورت نہیں اور جب اسکو لاطینی الاصل تسلیم کرلیا جاسکتا ہے۔ تو حروف کی ذرسی تبدیل کرکے یہی لفظ انگریزی میں بھی لیا گیا اور

فرانسیسی زبان میں یہ لفظ اس طرح کوارنٹین لکھا جاتا ہے۔ اور

انگریزی زبان میں کوارنٹینا لکھا جاتا ہے۔

اسکے معنی اصطلاح قانون میں اس مدت کو کہتے ہیں کہ جسمیں کسی عیسائی عورت کے خاوند مرنے اور دوسرا نکاح کرنے کی مہلت دی گئی ہو (جسکو معناً عدۃ کے ساتھ تعبیر کرسکتے ہیں)

یہ مدت عیسائیوں کے پاس زیادہ سے زیادہ چالیس روز مقرر کی گئی ہے اور

نیز چالیس روز کا روزہ یا چالیس روز کا چلہ یا وہ مدت جس میں ایک جہاز مسافروں کا امراض وبائی کے اصلاح کے لیئے یا کسی خاص مقام میں روکا جاوے۔

میں اس مسئلہ خاص پر جہاں تک غور کرتا ہوں اور اسکے نفع و نقصان پر غائر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے نہ صرف شرع محمدی کی پابندی واجب اور ضروری خیال کیجاتی ہے بلکہ اس کا وجود اور اس کا قیام ایک نہایت ضروری اور اہم مہمات مصالح ملکی پر مبنی ہے۔ جس میں عامہ خلائق کی راحت اور انکی بجد آسائشیں ملحوظ و مرعی ہیں۔

اسمیں شک نہیں کہ دنیا میں انسانی کاروبار لین دین بیع و شری۔ معاملات معیشت اور وطنداری نہ صرف اپنے ہی اصلی وطن یا وطن اقامت سے وابستہ اور متعلق ہوتے ہیں بلکہ بوجوہ سہولت سفر دور و دراز بڑے بڑے شہروں کیساتھ مربوط و منوط خیال کیئے جاتے ہیں۔

اہل تجارت کو ہمیشہ مختلف ملکوں کی گردش لگانی پڑتی ہے ایک شہر سے دوسرے شہر کو جانا ضروری ہوتا ہے۔

اہل مقدمات کو اپنے مستقر سے ضلع کو اور ضلع سے صوبہ کو اور صوبہ سے دارالسلطنت تک

پیروکاری آجانا۔ اور دوڑ دھوپ کئے بغیر گزر نہیں۔
اہل دیہات اور قصباتیوں کو بڑے بڑے شہروں میں اور بڑے بڑے شہروالوں کو قصبات و قریات میں آنے جانے کی صدہا ضرورتیں درپیش آتی ہی جاتی ہیں اور ان ہی ضرورتوں کے لحاظ سے ہر طرف سفر کرنا پڑتا ہے۔
مگر یہ مسافرین اور یہ جانے والے لوگ خیال نہیں کرتے کہ ہمیں جس شہروں کو جانا ہے وہاں کی آب وہوا کیسی ہے اچھی ہے یا بری یا جہاں سے چلے ہیں وہاں کی آب وہوا کس طرح اور کس اصول پر مبنی تھی معین صحت تھی یا مضر۔
جس صورت میں کہ آب وہوا مقام منتقل عنہ و مقام منتقل الیہ دونوں جگہ کی پاک وصاف و اچھی ہو تو اس قسم کی آمد ورفت بجز تکالیف سفر کچھ مضر نہیں اور
جس صورت میں کہ آب وہوا مقام منتقل عنہ سے مقام منتقل الیہ کی فاسد اور غیر طبعی و مضاد للطبیعت اور سمی تحقق ہوجائے تو صرف آنے والے مسافرین کے ذات پر اسکا برا اثر پڑتا ہے اور
جس صورت میں کہ آب وہوا مقام منتقل الیہ سے مقام منتقل عنہ کی فاسد سمی اور وبائی یا طاعونی ثابت ہوجائے تو نہ صرف مسافرین کی ذات پر اسکا برا اثر پڑتا ہے بلکہ باشندگان شہر اور اس کے مضافات کے رہنے والوں کو خراب تباہ وتاراج کردیتا ہے چنانچہ محرم ۱۳۲۰ھ میں ہمارے حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشر والفتن کی حالت جن آنکھوں نے دیکھی ہے اور جن کانوں نے سنا ہے وہ بالکل ناقابل اعادہ ہے۔
انہی وجوہات ظاہری کے لحاظ سے ہمارے فلاسفر آسمانی اور طبیب روحانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عام پیرو اور سچی مذہبی تقلید کرنے والوں کو بآواز بلند یہ حکم دیدیا کہ پاک صاف ستھرے شہر کے رہنے والے لوگ طاعون زدہ مقامات کی طرف نہ جائیں اور طاعون زدہ مقامات کے حضرات پاک صاف ستھرے شہروں کی طرف منتشر نہ ہوں چنانچہ بہت ساری حدیثیں اسبارہ میں مروی ہیں جن کا خلاصہ سرخی (۴۴) رسالہ ہذا میں کردیا گیا ہے درحقیقت یہ فرمان موجودہ زمانہ کے لحاظ سے

قرنطینہ ہی کا حکم رکھتا تھا اور اُس مذہب کے مقلدین اور سچے پیرو بلا اعانت انتظام ملکی اس فرمان واجب الاذعان کی تعمیل فرماتے رہے اور اب بھی اُسی فرمان کے متبع اور معتقد ہیں مگر مذاہب مختلفہ نے اس فرمان واجب الاذعان کے پُر لطف مصلحتوں پر غائر نظر نہیں ڈالی اس لئے بیدار مغز۔ روشن خیال۔ باریک بیں حق پسند۔ اولوالعزم سلاطین نے اس فرمان کی نازک مصلحتوں کو گہری نظر سے دیکھا۔ اور مختلف اور متعدد مقامات پر قرنطینہ قائم کئے اور انسداد شیوع طاعون کا حسب ذیل احکامات[1] سے فرمایا۔

انتظام ریلوے

جو انتظامات کہ سرکار عالی سے بغرض روکنے وبا۔ طاعون کے کئے گئے ہیں اُن کے حدود ریلوے میں نافذ کرنے کی غرض سے صاحب عالیشان بہادر نے حسب ذیل احکام جاری کئے جو بغرض اطلاع عام درج جریدہ کئے جاتے ہیں ملاحظہ ہو جریدۂ اعلامیہ مورخہ یکم اسفندار ۱۳۰۶ ف صفحہ (۳۴۶) صیغہ طبابت۔

متعلقہ احکام رزیڈنسی حیدرآباد دکن

اعلان

حیدرآباد رزیڈنسی مورخہ ۶ ماہ اکتوبر ۱۸۹۷ سنہ عیسوی (نمبر ۱۳)

حسب منشاء ایکٹ نمبر (۳) بابتہ ۱۸۹۷ء دربارۂ امراض وبائیہ من حیث الاطلاق قانون مذکور باقطاع موقوعہ ممالک محروسہ سرکار عالی جنپر اسوقت ریل جاری ہے یا بعد میں جاری ہو اور جو گورنر جنرل باجلاس کونسل کے دائرہ اقتدار میں ہوں اور حسب منشاء اُن اختیارات کے جو گورنمنٹ آف انڈیا نے فارن ڈپارٹمنٹ کی نوٹیفکیشن اعلان نمبر ۴۴۴۴ آئی کے مورخہ ۴ فبروری ۱۸۹۰ع کے رو سے صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد کو عطا فرمائے ہیں۔ صاحب

[1] احکامات کی تلاش میں مجھے بیحد کوشش اور بے انتہا عرق ریزی کرنی پڑی جب پر بھی پورے پورے احکامات دستیاب نہیں ہو سکے جس قدر میسر آئے اور دستیاب ہوئے ہدیہ ناظرین کئے گئے اگر کچھ غلط فہمی یا لفظی یا معنوی غلطی ہو تو براہ مہربانی معاف فرمایا جائے۔

رزیڈنٹ مفصلۂ ذیل قواعد ایکٹ محولۂ دفعہ دوم ضمن (ب) کی رو سے وضع فرماتے ہیں۔

(۱) واڑی کی سمت سے حیدرآباد کو آنے والی ہر ایک گاڑی لنگم پلی (اسٹیشن) میں روکے جائیگی کوئی شخص جس نے اُس گاڑی میں سفر کیا ہو اس امر کا مجاز نہ ہوگا کہ گاڑی پر سے اُترے یا لنگم پلی کی اسٹیشن کے حدود سے پیادہ پا متجاوز ہو یا ہز ہائینس دی نظامس گارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوی کمپنی کی ریلوے لاین پر آگے سفر کرے اور نیز کوئی شخص اس امر کا مجاز نہ ہوگا کہ لنگم پلی کے اسٹیشن سے روانہ ہونے کے قصد سے کسی ایسی گاڑی میں سوار ہو جب تک کہ حسب طریقہ مجوزہ قواعد ہذا اُس کا طبی معائنہ نہ ہو چکا ہو۔

واڑی کی سمت سے آنیوالے مسافر

(۲) صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد کسی شخص کو یا اشخاص کو بلحاظ نام یا باعتبار عہدہ اُن قواعد کے مطالب کی تکمیل کی غرض سے بطور نگرانی عہدہ دار طبی یا نگرانکار عہدہ داران طبی مقرر فرما سکتے ہیں۔ اور ایسے تقرر کو منسوخ کر سکتے ہیں۔

(۳) نگرانکار طبی عہدہ داروں کو جو ان قواعد کے منشا کے مطابق مقرر کئے جائیں۔ اقتدار حاصل ہے کہ تمام لوگوں کا معائنہ کریں جو واڑی کی طرف سے آنیوالی گاڑیوں میں سفر کرکے لنگم پلی پہنچیں اور نیز اُن تمام اشخاص کا معائنہ کریں جو ہز ہائینس دی نظامس گارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوی کمپنی کی ریلوی لاین پر سفر کرنے کے قصد سے لنگم پلی کے اسٹیشن کی حدود میں داخل ہوں۔ اور اُن اشخاص کو روک لیں جو مرض طاعون میں مبتلا ہوں یا جن کی نسبت مرض طاعون میں مبتلا ہونیکا شبہ ہو اور اس قسم کے اشخاص کو زیر نگرانی حدود ریلوی اسٹیشن سے باہر کردیں اور حدود ریلوی پر سرکار عالی کے اُس عہدہ دار کے تفویض انہیں کردیں جو ہنگامی شفاخانہ لنگم پلی پر مامور ہو۔

(۴) اعلیٰ کوتوالی کو لازم ہوگا کہ اُن قواعد کے منشا کے مطابق جو اعلیٰ طبی عہدہ دار نگرانکار مامور ہو طبی معائنہ کے لئے لوگوں کو مجبور کرکے جو لوگ مرض طاعون میں مبتلا ہوں یا جن کے نسبت مرض مزبور میں مبتلا ہونے کا شبہ ہے اُنکو روک لینے اور انہیں منتقل کرنیکے متعلق اُسکے احکام کے مطابق عملدرآمد کریں بالخصوص اُن کو حسب الحکم اعلیٰ طبی عہدہ دار نگران کار اقتدار حاصل ہے کہ

(الف) کسی شخص کو جو گاڑی میں ہو معائنہ کے لئے پلیٹ فارم پر اُتار لیں۔

(ب) طبی معائنہ کے اثنا میں یا اُس سے قبل جو خاص جگہ اسٹیشن میں لوگوں کے ٹھہرانے کے لئے تجویز کی گئی ہو وہاں انہیں لیجا کر ٹھہرائیں۔

(ج) جس شخص کا طبی معائنہ ہو چکا ہو ٹکٹ کسی ٹکٹ کلکٹر کو دیدیں تاکہ اسپر کوئی ایسا نشان ثبت کیا جاوے جس سے ظاہر ہو کہ اس کا طبی معائنہ ہو چکا ہے جس شخص کی ٹکٹ پر ضمن بالا کا نشان محولہ ثبت نہ ہوگا وہ مجاز نہ ہوگا کہ ہز ہائنیس دی نظام س گیارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوی کمپنی ریلوی لاین پر واڑی (نام مقام) سے آگے سفر کریں۔

(۵) متذکرہ بالا قواعد یا جو احکام کہ قواعد مذکور کے ذیل میں دیئے جائیں اُن کی عدم تعمیل مجرم کو حسب دفعہ (۱۸۸) مندرجہ تعزیرات ہند مستوجب مواخذہ ٹھہرائیگی ملاحظہ ہو جریدہ اعلامیہ مورخہ یکم اسفندار ۱۳۰۷ف صفحہ ۳۴۶ صیغہ لابیت۔

احکام رزیڈنسی حیدرآباد دکن

اعلان

حیدرآباد رزیڈنسی مورخہ ۸ ماہ نومبر ۱۸۹۷ء (نمبر ۵)

[illegible] جریدہ غیر معمولی [illegible]

حسب منشا ایکٹ نمبر (۳) بابتہ ۱۸۹۷ء متعلقہ امراض وبائی من حیث الاطلاق قانون مذکور باطلاع موقوعہ ممالک محروسہ سرکار عالی جسپر اسوقت ریل جاری ہے یا بعد میں جاری ہو اور گورنر جنرل باجلاس کونسل کے دائرہ اقتدار میں ہو اور حسب منشا اُن اقتدارات کے جو گورنمنٹ آف انڈیا نے فارن ڈپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن اعلان نمبر ۱۴۴ آئی سے مورخہ ۴ فبروری ۱۸۹۷ء کی رو سے رزیڈنٹ حیدرآباد کو اطلاع فرماتے ہیں کہ رزیڈنٹ حیدرآباد قواعد مفصلہ ذیل ایکٹ محولہ دفعہ (۲) ضمن (ب) کے لحاظ سے وضع فرماتے ہیں۔

(۱) بمبئی کی سمت سے گلبرگہ شریف کو آنے والی ہر ایک گاڑی گلبرگہ شریف میں روکی جائیگی

کوئی شخص جس نے اُس گاڑی میں سفر کیا ہو اس امر کا مجاز نہ ہوگا کہ گاڑی سے اُترے یا گلبرگہ شریف کے اسٹیشن کی حدود سے زیادہ پا جائے یا گریٹ انڈین پننسولہ ریلوی کمپنی کے لین پر آگے سفر کرے اور نیز کوئی شخص اس امر کا مجاز نہ ہوگا کہ گلبرگہ شریف کے اسٹیشن سے روانہ ہونے کے قصد سے کسی ایسی گاڑی میں سوار ہو جب تک کہ حسب طریقہ مندرجہ قواعد ہذا اُس کا طبی معائنہ نہ ہو چکا ہو۔

(۲) رزیڈنٹ حیدرآباد کسی شخص یا اشخاص کو بلحاظ نام یا باعتبار عہدہ کے بغرض تعمیل و تکمیل اغراض قاعدہ ہذا بطور عہدہ دار طبی نگرانکار یا عہدہ داران طبی نگرانکاران مقرر کر سکتے ہیں اور ایسے تقررات کو منسوخ بھی کر سکتے ہیں۔

(۳) نگرانکاران عہدہ داران طبی کو جو ان قواعد کے منشا کے موافق مقرر کئے جائیں اختیار دیا جاتا ہے کہ ان تمام لوگوں کو معائنہ کریں جو بمبئی کے جانب سے آنے والی گاڑیوں میں سفر کر کے گلبرگہ شریف کو پہنچیں۔ اور نیز اُن سب اشخاص کو دیکھیں جو گریٹ انڈین پننسولہ ریلوی کمپنی کی لاین پر سفر کرنے کے قصد سے گلبرگہ شریف کی اسٹیشن کی حدود میں داخل ہوں اور اُن اشخاص کو روک لیں جو مرض طاعون میں مبتلا ہوں یا جنکی نسبت مرض طاعون میں مبتلا ہونے کا شبہ ہو اور اُس قسم کے اشخاص کو اپنے زیر نگرانی حدود ریلوی اسٹیشن سے باہر کر کے سرکار عالی کے اُس عہدہ دار کے سپرد کریں جو گلبرگہ شریف میں پلیگ کیمپ یا شفا خانہ ہنگامی پر مامور ہو۔

(۴) اہالی کوتوالی کو لازم ہوگا کہ حسب احکام عہدہ دار طبی نگران کار جو موافق منشا قواعد ہذا مامور ہو مسافروں کا طبی معائنہ کرائیں اور جو لوگ مرض طاعون میں مبتلا ہوں یا جنکے نسبت مرض طاعون میں مبتلا ہونے کا شبہ ہو انکو روک لیں اور نیز اہالی کوتوالی کو موافق منشاء احکام اعلی عہدہ دار طبی نگرانکار اختیار دیا جاتا ہے کہ

(الف) کسی شخص کو جو گاڑی میں ہو طبی معائنہ کے لئے پلیٹ فارم پر اُتار لیں۔

(ب) طبی معائنہ کے اثنا میں یا اُس سے پہلے۔ جو خاص جگہ اسٹیشن میں لوگوں کے ٹھہرنے کے لئے تجویز کی گئی ہو۔ انہیں لیجا کر ٹھہرائیں۔

(ج) جس شخص کا طبی معائنہ ہو چکا ہو اسکو ہدایت کریں کہ اپنا ٹکٹ کسی ٹکٹ کلکٹر کو دیدیں تاکہ اُسپر کوئی نشان ثبت کیا جاسکے جس سے ظاہر ہو کہ اُس کا طبی معائنہ ہو چکا ہے جس شخص کی ٹکٹ پر حسب بالا کے موافق نشان محولہ نہ ہو تو مجاز نہ ہوگا کہ گریٹ انڈین پنینسلا ریلوی کمپنی کے لیینو نگر گلبرگہ شریف سے آگے سفر کرے۔

(۵) مذکورہ بالا قواعد کی یا جو احکام کہ قواعد مذکورۂ ذیل میں جاری ہوں ان کی خلاف ورزی یا عدم تعمیل مجرم کو حسب دفعہ ۱۸۵ مندرجہ تعزیرات ہند مستوجب مواخذہ ٹھہرائیگی۔

ذیلی ریلوی قواعد منقول از جریدہ اعلامیہ مورخہ یکم اسفندار ۱۳۰۷ف صفحہ (۲۵۶) واقع ۱۸ آذر ۱۳۰۷ف۔

قواعد متعلق اسٹیشن ہائے ریلوے

(۱) تمام اسٹیشنوں کے اسٹیشن ماسٹروں اور دیگر عہدہ داراں کو لازم ہے کہ تمام مسافروں پر جو گاڑیوں پر سے اُتریں اور علی الخصوص اُن مسافروں پر جو بمبئی کی جانب سے یا ایسے مقامات کی سمت سے جہاں جہاں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ طاعون زدہ مسافروں کو دریافت کرنے کی غرض سے نگاہ رکھیں۔

۱ گلبرگہ شریف	۶ واڑی
۲ یادگیر۔	۷ رائچور
۳ سیڑم۔	۸ لنگم پلی
۴ بہنگیر۔	۹ ورنگل
۵ مالکوٹہ۔	۱۰ ۔ ۱-مدرا- کھم میٹہ ۱۱

(۲) مندرجہ حاشیہ اسٹیشنوں پر عہدہ دار طبی اُن مسافروں کو معائنہ کریگا جو طاعون زدہ مقامات کی سمت سے اگر اتر ینگے اگر ان اسٹیشنوں میں سے کسی ایک شخص کی نسبت جو بمبئی یا دیگر طاعون زدہ مقامات کے جانب سے سفر کرتا ہو یقینی طور پر یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ مرض طاعون میں مبتلا ہے تو عہدہ دار موصوف پر لازم ہوگا کہ پولیس کی مدد سے (بشرط ضرورت) اسکو ریل گاڑی یا ریل کے احاطہ سے کیمپ میں منتقل کرکے اور اُسکے ہنگامی طور پر وہاں ٹھہرائے جانے کا انتظام کر دے۔ ہاسپٹل اسسٹنٹ سرجن کو یا ضلع کے اول تعلقدار کو بذریعہ تار اس امر کی اطلاع دے گا۔

(۳) دیگر ایسے اسٹیشنوں پر جو راستہ میں پڑتے ہوں اس قسم کے لوگوں کو اگر براہ راست سفر کرنا ہو تو انہیں آگے جانے کی اجازت دیدینی چاہیئے لیکن وہ کسی ایسے قریب ترین اسٹیشن سے بڑھنے نہ پائیں گے جہاں کہ ایک ہنگامی شفاخانہ کا انتظام کیا گیا ہو اسٹیشن ماسٹر بذریعہ تار اس اسٹیشن کو بیمار کی کیفیت سے مع اُسکے نام اور اُس گاڑی کے نمبر کے جسمیں وہ سفر کرتا ہے اطلاع دیگا اگر اس قسم کے لوگ کسی راستہ میں پڑنے والی اسٹیشن پر اتر پڑیں تو عہدہ دار ریلوی یا پولیس کو چاہیئے کہ انہیں کسی علیحدہ اور تنہا مقام میں لیجائیں اور اس واقعہ کی خبر اسٹیشن ماسٹر یا قریب ترین تھانہ دار کو اور نیز حکام متذکرۂ قواعد بالا کو دے۔

(۴) حسب قواعد بالا عہدہ دار طبی کو لازم ہے کہ رپورٹ موصول ہونے پر فوراً کیمپ میں جاوے اور اگر مناسب تصور کرے تو طاعون زدہ شخص کی یا ایسے شخص کی توقف غذا اور طبی معالجہ کا انتظام کرے جسپر کہ طاعون میں مُبتلا ہونے کا اشتباہ وارد ہوا ور نیز اگر ضرورت ہو تو اُسکے کیمپ سے ہنگامی شفاخانہ میں لیجاکر ٹھہرائے جانے اور زیر علاج رکھے جانیکا انتظام کرے

بیماروں کو علیحدہ لیجانا

(۵) جو شخص ایک ہنگامی شفاخانہ کو منتقل کیا جاوے اور اُسکے ہمراہ اُس کا کوئی ساتھی یا ملازم ہو تو عہدہ دار طبی اس ساتھی یا ملازم کو ہنگامی شفاخانہ کے متصل ایک علیحدہ جھونپڑے یا خیمہ میں جو اس غرض سے مہیا کیا جاوے گا رہنے کو کہیگا۔ اور جبتک کہ عہدہ دار طبی سے اُسکو رخصت ہونے کی اجازت نہ ملیگی اُسوقت تک وہ وہیں رہیگا۔

(۶) اگر اُس علیحدہ مقام میں سکونت کے اثنا میں کوئی شخص مرض طاعون میں مبتلا ہوجاوے تو عہدہ دار طبی شخص مذکور کو ہنگامی شفاخانہ میں منتقل کرے گا اور تاریخ انتقال سے دس دن تک کسی ایسے رفیق یا ملازم کو جو مریض کے ہمراہ ہو ایک علیحدہ جھونپڑی یا خیمہ یا دیگر مناسب مسکن میں اُسکو زیر معائنہ رکھے گا۔

(۷) مریض کی وفات پر عہدہ دار طبی تمام ایسے اشخاص کو جو مریض مذکور کی بیمارداری کے لئے

علیحدہ جھونپڑیوں اور خیموں یا دیگر مناسب مکانوں میں جو اس غرض سے قائم کئے جائیں قیام پذیر رہیں دس دن تک ٹھہرا کر زیر معائنہ رکھے گا۔

(۸) جس شخص پر کہ مفصلہ بالا قواعد کا اطلاق ہوتا ہو اُسے لازم ہوگا کہ تمام ایسے ہدایات پر کاربند ہو جو کوئی ایسا عہدہ دار اُس پر صادر کرے جسے ان قواعد کے منشا کے مطابق اُسے منتقل کرنے اُسکے کیمپ یا ہنگامی شفاخانہ یا کسی علیحدہ مقام میں ٹھہرانے اور زیر معالجہ رکھنے اور اُسکے کپڑوں اور ذاتی اسباب کے جلانے یا اثر طاعون سے پاک کرنے کسی لاش کو دفن کرنے یا جلانے یا اس قسم کے دیگر معالجات کا انتظام کرنے کے متعلق اقتدارات حاصل ہوں اُس شخص پر لازم ہوگا بغیر عہدہ دار طبی کی اجازت کے اُس مقام سے جہاں وہ روکا جاوے رخصت نہو۔

(۹) اگر ضرورت پڑیگی تو عہدہ دار طبی کپڑوں وغیرہ کے ضائع کرنے یا طاعون کے اثرات سے پاک کرنیکا انتظام خود کریگا جہاں کسی مسافر کے پارچہ جات یا بستر وغیرہ کے جلائے جانیکی ضرورت ثابت ہو تو عہدہ دار طبی اس امر کا مجاز ہوگا کہ اگر مسافر غریب ہے تو یا اور وجوہات اس امر کے مقتضی ہوں کہ ضائع شدہ اشیا بصرف سرکاری مہیا کردے جائیں تو اُسکا انتظام کرے۔

(۱۰) عہدہ دار طبی کو لازم ہوگا کہ جو شخص اس حکم کی رو سے ایک ہنگامی شفاخانہ یا کسی علیحدہ مقام میں منتقل کیا جاوے یا کوئی طاعون زدہ شخص مرجاوے تو ایسے واقعات کی اطلاع فوراً اول تعلقدار کو کرے۔

(۱۱) طاعون کے باعث کسی موت کے واقع ہونے کی صورت میں نعش کے ٹھکانے لگانے کا انتظام طبی عہدہ دار کریگا۔

اگر کسی یوروپین یا مسلمان کی لاش ہے تو اُس کا مدفن کم از کم چھ فٹ گہرا ہوگا۔ مقام تدفین اگر کوئی باضابطہ قبرستان نہیں ہو تو مقامات سکونت اور پینے کے پانی کے سرچشموں سے خوب دور رہنا چاہئیے۔ اگر ہندو کی لاش ہے تو وہ ایک تنہا مقام میں ایک ذمہ دار عہدہ دار

کے سامنے کامل طور پر چلائی جائیگی (۱۲) ان قواعد کی تعمیل کرنیمیں ریلوی پولیس اور عہدہ داران ریلوی عہدہ دار طبی کو مدد دینگے

(لاشوں کی نسبت ریلوی پولیس اور عہدہ داران پر)

(۱۳) عام قواعد ریلوی پولیس پر لازم ہوگا کہ ہر ایسی نعش کو جو ایک ریلوے اسٹیشن یا اُسکے قُرب و جوار میں پڑی ہوئی پائیجاوے ایک چارپائی پر ایک علیحدہ اور تنہا مقام پر منتقل کریں اور ساتھ ہی اُن لوگوں کو بھی وہاں لیجائیں جو لاش کے ہمراہ ہوں اور انہیں اُسوقت تک وہاں ٹھہرائے رہیں جب تک کہ ایک عہدہ دار طبی اُس کا معائنہ نہ کرے۔

(۱۴) جن اسٹیشنوں پر ہنگامی شفاخانے قائم کئے گئے ہیں وہاں لاش کو شفاخانہ میں لیجانا چاہیئے دیگر مقامات میں لاش ایک علیحدہ مقام پر اسٹیشن سے فاصلہ پر رکھے جاوینگے۔ اور اُس کی اطلاع فوراً رزیڈنسی سرجن کو اور تعلقدار کو کی جائیگی۔

(۱۵) جب ایک عہدہ دار طبی کسی ایسے مقام کو جاوے جہاں کہ کوئی عہدہ دار طبی خاص طور پر مامور نہیں کیا گیا تو مجسٹریٹ پر لازم ہوگا کہ ایک ذمہ دار عہدہ دار کو اُسکے ہمراہ تعین کرے تاکہ وہ اُسکے عہدہ دار پر کاربند ہو۔

(۱۶) جب طاعون کے باعث کوئی موت واقع ہو تو عہدہ دار طبی پر لازم ہوگا کہ لاش کے مذہبی طریقہ پر دفن کی جاوے۔ یا جلائے جانیکا انتظام کرے اور نیز اگر ضرورت ہو تو جو لوگ لاش کے ہمراہ ہوں اُن کو روکے اور دیگر ضروری[عله] کارروائی کرے۔

عله (۱) جن گھروں میں وبا کے باعث موت وقوع میں آئی ہو اُنمیں ادویات دفع مواد وبائی کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مکان ایک چھوٹی سی جھونپڑی ہو تو سب سے بہتر اور سلامتی کا طریقہ یہ ہے کہ جھونپڑی کو جلا دیجائے مگر در صورت بہتر اور عمدہ تر مکانات کے حسب ذیل طریقہ عمل میں لانا چاہیئے۔

(۱) فرش کی مٹی چھ انچ گہری کھدوا کر مکانات بود و باش سے دور پھنکوا دینی چاہیئے۔

(۲) آدھ سیر گندک ہر ایک گھر میں جلانی چاہیئے۔ اور جلاتے وقت دروازے اور کھڑکیاں بند رکھنی چاہیئے۔

(۳) چھت۔ فرش اور دیواروں پر اچھی طرح آگ پاشی کرانی چاہیئے۔

(۴) تمام بدروؤں کو کسی دافع تعفن دوائی سے دُھلانا چاہیئے۔

(۵) اِسکے بعد تمام دروازوں اور دریچوں کو کھول کر گھر کو (۱۴) دن تک خالی رکھنا چاہیئے۔

(۶) پارچہ جات اور بستر سے مواد وبائی کے دفع کا طریقہ تمام اُن علیحدہ سکونت والے اشخاص کے کپڑوں اور بستروں کو جو ماسوا بلا زدہ شخص اور اُس کے ملازمین کے ہوں اچھی طرح اوبالنا اور دھوپ اور ہوا میں (۴۸) گھنٹے تک پھیلانا چاہیئے۔ یہ کام جھپر کے جھونپڑوں میں اشخاص مذکور کے آتے ہی

(۱۷) عہدہ داران ریلوے پر لازم ہوگا کہ طاعون کی یقینی یا مشتبہ واردات کی اطلاع بذریعہ تار رزیڈنسی سرجن کو دیں۔ رزیڈنسی سرجن فوراً سرکار عالی کو ایسے واردتوں سے خواہ وہ ریلوے لائن پر یا کہیں اور واقع ہوں مطلع کریگا۔

بازآمدن مسافران ممالک سرکار عظمت مدار

اشتہار حسب الحکم نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی۔

اول تعلقدار ضلع محبوب نگر کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ اکثر لوگ ممالک سرکار عظمت مدار کے وبائی مقامات سے تعلقات ملحقہ نارائن پیٹھ۔ اور دوسرے دیہات سرکار عالی میں آ رہے ہیں اسلئے بمشورہ ناظم صاحب طبابت عموماً اطلاع دیجاتی ہے کہ سب مسافر جو تمام وبائی مقامات سے ممالک محروسہ سرکار عالی میں آنا چاہیں تو انکو دس روز تک قرنطینہ میں رہنا ہوگا۔ یا یہ کہ طبی معائنہ کا سارٹیفکٹ اس مضمون کا پیش کیا جاوے کہ وہ دس روز تک قرنطینہ میں رہچکا ہے۔ اور جو لوگ کہ اس انتظام کے موافق قرنطینہ میں روکے جاینگے اُن کو اپنی ذاتی صرفہ سے قرنطینہ کی مدت بسر کرنی چاہئیے۔ اگر وہ قرنطینہ میں داخل ہونے سے پہلے حدود ممالک محروسہ سرکار عالی سے لوٹنا چاہیں تو انکو لوٹنے کی اجازت بلا تامل دیجائیگی

ملاحظہ ہو جریدہ اعلامیہ مورخہ یکم اسفندار ۱۳۰۷ف (صفحہ ۳۶۲)۔

بزیر نگرانی انجام دینا چاہئیے اور بڑے بڑے برتن اور بہت سی جلانیکی لکڑیاں اس کام کے لیے مہیا کرنی چاہئیے۔ کم قیمت پارچہ جات اور بستروں کو جلا دینا چاہئیے۔

ایک طاعون زدہ شخص کی وفات یا صحت پر یہی طریقہ اس شخص کے اور اوس شخص کے (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) ملازمین کے پارچہ جات وغیرہ کے متعلق عمل میں لانا چاہئیے۔

اشتہار چونکہ وبائی مقامات سے مستعملہ لباس اور بچھونوں وغیرہ کا آنا سخت مضر اور اندیشناک ہے لہذا کوئی شخص مقامات مذکورہ سے مستعمل لباس و بستر (باستثنار سامان ہمراہی مسافران) چھتری۔ وردی۔ کاغذات اور ٹاٹ کے مستعمل بوری وغیرہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے کسی حصہ میں نہ لاوے اور جو ایسی چیزیں لائیجائینگی بذریعہ عہدہ داران اضلاع ضبط کرلیجائینگی اگر ایسا اسباب یا بستر قیمتی ہو اور ان سے وبائی اثر زائل ہونا ممکن ہو تو اُن سے وبائی اثر انکو واپس کرنے سے پہلے زائل کیا جائیگا ورنہ وہ جلا کر خاک کر دئے جائینگے اور اسباب کا تصفیہ کہ اُن سے وبائی اثر دور کیا جاوے یا وہ جلا دئے جائیں عہدہ داران متعینہ کی رائے اور اختیار تمیزی پر چھوڑ دیا جاتا ہے ایسے سامان سے وبائی اثر کو دور کرنے یا اسکے ضائع ہونیکے نقصان کی نسبت اس حکم کی رو سے سرکار پر کوئی دعوی نہ ہوسکیگا کیونکہ عوام کو ایسی اشیا ممالک محروسہ سرکار عالی میں

ترجمہ

مراسلہ دفتر معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ (صیغہ طبابت) مورخہ ۲۷؍ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء

(۵۴۷) مطابق ۲۴؍ بہمن سنہ ۱۳۰۸ف

نشان

از طرف مولوی محمد عزیز مرزا بی اے معتمد سرکار عالی۔
بخدمت ڈاکٹر لاری۔ ایم۔ بی۔ پلیگ کمشنر حیدرآباد

[illegible]

آپ کے مراسلہ نشان (۲۴۰۴) مورخہ ۹؍ اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ء اور یادداشت منجانب نواب اکبر الملک بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ کوتوال بلدہ و بیرون بلدہ کو جو اُسکے ہمراہ تھی سرکار نے پیشگاہ اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی میں گذرانا۔ اب سرکار ارشاد فرماتے ہیں میں مفصلہ ذیل احکام سے آپکو اطلاع دوں اور اس امر کو ظاہر کروں کہ ان قواعد میں ترمیم یا تبدیل بلا منظوری ملازمان اعلیحضرت نہیں ہوسکتی۔

(۱) بلدہ و بیرون حیدرآباد کو شیوع طاعون سے محفوظ رکھنے کی غرض سے گلبرگہ۔ رائچور میں نہ لانے کے لئے ہدایت کر دی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو جریدہ اعلامیہ یکم اسفندار سنہ ۱۳۰۸ف صفحہ (۳۶۲)

حسب الحکم مدار المہام بہادر بذریعہ اعلان نشان ۲۶ مورخہ ۶؍ اردی بہشت سنہ ۱۳۰۹ف حکم دیا گیا ہے کہ برٹش انڈیا اور سرکار عالی کی وبائی مقامات سے ممالک محروسہ سرکار عالی میں مستعمل لباس اور بستر وغیرہ اشیا باستثنا اسباب ہمراہی مسافران یا وصف ممانعت لائے جائیں تو ایسی اشیا فرودگاہ پہنچنے کے بعد بمشورہ اہالیان ریلوے و عہدہ داران طاعون (جبکہ یہ لوگ موجود ہوں) آگ سے جلا دیجائیں۔ اس اعلان میں اس امر کی صراحت نہیں ہے۔ کہ ایسی اشیا کو جلانیکے مقتدر کون عہدہ دار ہیں۔

نظر براں بوصول چٹھی ہائے صاحب عالیشان بہادر نمبر ۱۹۶۱ و ۲۲۶ مورخہ ۲؍ ماہ مئی و یکم جون سنہ ۱۹۱۰ء حکم دیا جاتا ہے کہ ایسی اشیا بذریعہ اہالیان ریلوے پولیس جلا دیجائیگی اور جو اشیا ریلوے پولیس کی نظر سے اتفاقاً بچکر ممالک محروسہ سرکار عالی میں پہنچ جائیں اُن کی تفتیش بذریعہ مقامی پولیس ہو کر مقامی پولیس کے اقتدار سے جلا دیئے جایا کریں۔ ملاحظہ ہو جریدۂ اعلامیہ مورخہ ۱۹؍ امرداد سنہ ۱۳۰۹ف صفحہ (۳۱۷) جزثانی اعلان صیغہ طبابت نشان ۱ مورخہ ۸؍ امرداد سنہ ۱۳۰۹ف۔

[illegible]

منجانب معتمد۔ حسب الحکم مدار المہام بہادر بذریعہ اعلانات محکمہ ہذا نشان ۱۳ و ۲۶ مورخہ ۸؍ بہمن سنہ ۱۳۰۹ف و ۶؍ اردی بہشت سنہ ۱۳۰۹ف۔ یہ حکم جاری کیا گیا تھا کہ روی کاغذات اور مستعمل لباس وغیرہ جو وبائی مقامات سے ممالک محروسہ سرکار عالی میں آئیں وہ ضائع کر دیا جایا کرے۔

اب گورنمنٹ آف انڈیا کے جانب سے ایک اعلان جاری ہوا ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت مستعمل لباس و چھتری وغیرہ اُن چیزوں سے مرض طاعون کے پھیلنے کا زیادہ اندیشہ ہے۔

وارٹی۔ لنگم پلی۔ کہم میٹہ۔ اور بھونگیر میں مسافروں کو ٹھہرانے کیلئے کیمپ مقرر کئے جائیں گے جہاں ان مسافروں کا جو طاعون زدہ مقامات سے حیدرآباد کو آتے ہوں طبی معائنہ کیا جائیگا اور اگر ضرورت ہوگی تو انہیں ایک مدت معینہ تک ٹھہرالیا جائیگا۔

(۲) گلبرگہ اور رائچور میں اگر مسافروں کو روکا جائیگا تو ایسی مزاحمت صرف ان ریل کے مسافروں کیلئے مخصوص ہوگی جو طاعون زدہ مقامات سے آتے ہوں اور جو ان اسٹیشنوں پر یا تو وہاں لوجہ واشر اقامت کرنے یا اندرون ممالک محروسہ سرکار عالی جانیکی غرض سے اتریں اور جنکی نسبت طاعون زدہ ہونے کا اشتباہ ہو۔ اس قسم کے اشخاص ایک عرصہ کے لئے ٹھہرلئے جاسکتے ہیں جو دس دن سے زائد نہ ہو یا جو عہدہ داران طاعون کی رائے میں ایسے کپڑوں وغیرہ کو اثروبائی سے پاک کرنیکے مقاصد کے لئے ضروری متصور ہو جنکی نسبت ان کی ظاہری حیثیت کیوجہ سے طاعون زدہ ہونیکا اشتباہ ہو۔

(۳) طاعون زدہ مقامات سے آئے ہوئے مسافر جو گلبرگہ یا رائچور سے براہ وارٹی کو حیدرآباد آنیکی غرض سے چلے آئیں۔ انکا طبی معائنہ ہوگا۔ اور اگر ضرورت ہوگی تو انہیں وارٹی میں ایک ایسے عرصہ کے لئے ٹھہرالیا جائے گا جو دس دن سے زائد نہ ہو یا جو انکے جسم اور مشتبہ کپڑوں وغیرہ کو اثروبائی سے پاک کرنے کی غرض سے ضروری متصور ہو۔

کہم میٹہ میں عہدہ داران طاعون حسب طریقہ مبینہ بالا ان مسافروں کے متعلق عملدرآمد کرینگے جو وہاں اتریں اور نیز ان مسافروں کے متعلق جو حیدرآباد کی جانب سفر کرنا چاہیں۔ جو مسافر وارٹی یا کہم میٹہ سے حیدرآباد کو بذریعہ ریل روانہ ہوں انپر لازم ہوگا کہ عہدہ دار طاعون متعینہ اسٹیشن پر

جو مسافروں کے ساتھ یا ان کے کپڑوں میں یا بستروں میں آجاتے ہیں۔

چونکہ گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنا اعلان مجریہ سابقہ نسبت ممانعت درآمد مستعملہ لباس وردی کاغذات وچھتری وغیرہ منسوخ کیا ہے۔

لہذا محکمہ ہذ سے جو اعلانات ثبتہ نشان (۲۶۹ و ۱۰۳) مورخہ ۸ بہمن و ۲۶ اردی بہشت ۱۳۰۹ف درباره ممانعت درآمد مستعملہ لباس وغیرہ جاری ہوئی تھی وہ بھی منسوخ کیجاتی ہیں ملاحظہ ہو جریدہ اعلامیہ جز ثانی مورخہ ۱ بہمن ۱۳۱۶ف صفحہ ۱۲۳ بمد ۶ واقع ۳ بہمن ۱۳۱۶ف

صداقتنامہ حاصل کرلیں اور اس قسم کے صداقتنامجات لنگم پلی یا بھونگیر میں جیسی کہ صورت ہو اُن سے طلب کئے جائیں گے۔ ان مقامات پر صداقتنامجات منظوری کی تنقیح کیجائیگی اور مسافروں کو بلی معاینہ کے بعد آگے جانیکی اجازت دیجائیگی مشتبہ اشخاص اور نیز وہ اشخاص جو واڑی یا کھم میٹھ میں ٹھیرائے گئے یا معاینہ کئے جانیکا صداقتنامہ پیش نکرینگے وہ لنگم پلی یا بھونگیر میں دس روز تک ٹھیرائے جانے کے مستوجب ہونگے۔

(۴) جن مسافروں نے عہدہ دار طاعون متعینہ واڑی یا لنگم پلی یا کھم میٹھ یا بھونگیر سے صداقتنامہ حاصل کیا ہوگا انکو حیدرآباد پہنچنے پر تعرض نہیں کیا جائیگا لیکن جو اشخاص کہ کسی اسٹیشن پر بھی ٹھیرائے نہ گئے ہوں وہ حیدرآباد میں پہنچنے کے دس دن بعد تک اپنے مکانات پر زیر نگرانی رکھے جائینگے اس غرض سے عہدہ داران طاعون متعینہ واڑی یا لنگم پلی و کھم میٹھ و بھونگیر ہر روز عہدہ داران کوتوالی متعینہ اسٹیشن ہائے مذکور کو ایک فہرست تمام ایسے اشخاص کی جو ٹھیرائے گئے ہوں حوالہ کرینگے اس فہرست میں اُن اشخاص کے نام اور اُن کے مرد یا عورت ہونے کی کیفیت درج ہوگی اور نیز اس امر کی تصریح ہوگی کہ منزل مقصود پر پہنچنے کے بعد وہ کہاں سکونت پذیر ہونگے یا کن اشخاص کے ساتھ رہیں گے ایسی قسم کی فہرستیں ہر روز براہ راست نواب اکبر الملک بہادر سی ایس۔ آئی۔ کوتوال و بیرون بلدہ کو بھی جایا کرینگی۔ جو مسافر کہ حیدرآباد میں وارد ہوں گے اُنکے متعلق کوتوالی کی کارروائی صرف اُن کے مساکن کی نگرانی رکھنا اور عہدہ دار طاعون مابعد الذکر کو اُنکے اور نیز تبدیل مساکن کی اطلاع بہم پہنچانے تک محدود ہوگی۔ کوتوالی کا اور کسی بارہ میں دست اندازی کرنا ناجائز متصور ہوگا۔

واڑی۔ لنگم پلی۔ کھم میٹھ اور بھونگیر میں کوتوال صاحب اپنے علاقہ کے لوگ متعین کرینگے اور ایک عہدہ دار کوتوالی جسے وہ مقرر کرینگے۔ ہر ایک مسافر گاڑی میں جو واڑی یا کھم میٹھ سے حیدرآباد کو آتے ہوں مسافروں کی امداد وحفاظت کے لئے سفر کرے گا۔

(۵) موجودہ انتظام جو لوگوں کو ایسے دیہات واقع ممالک محروسہ سرکار عالی سے بلدہ میں

داخل ہونیکے امتناع کے متعلق ہے جو طاعون زدہ ہیں یا جن کی نسبت طاعون زدہ ہونیکا احتمال ہو
وہ بدستور کامل طور پر باحتیاط تمام نافذ رہیگا۔ اگر کوئی شخص ایسے دیہات سے روانہ ہو تو
اوس پر لازم ہوگا کہ قریب ترین عہدہ دار طبی مامورہ سرکار سے جو عہدہ دار طاعون بھی ہوگا۔
ایک سند آشنا نامہ حاصل کرلے اور تمام پٹیلوں اور پٹواریوں ضلع کے افسروں اور جاگیرات و پائیگاہ کے
عہدہ داران پر لازم ہوگا کہ باحتیاط تمام اس امر کا انتظام کریں کہ ایک مکمل فہرست اُن اشخاص کی جو ایسے
دیہات سے حیدرآباد کی جانب روانہ ہوتے ہوں ہفتہ وار بلا تعویق نواب افسر الملک بہادر
سی۔ ایس۔ ائی۔ کوتوال بلدہ و بیرون بلدہ کے پاس بھیجی جایا کرے۔

(۶) اس امر کی نہایت احتیاط رکھنی چاہیے کہ تمام وہ اشخاص جو خدمت طاعون پر مامور ہوں
لوگوں کے ساتھ ہمدردی کریں اور سختی بیرحمی یا بد دیانتی کو عمل میں نہ لائیں۔ عامہ کیطرف سے اگر کوئی
شکایت موصول ہوئی تو سرکار اُس پر کامل غور فرمائیگی اور سختی بیرحمی یا بد دیانتی یا بے احتیاطی
کے ثابت ہونیکی حالت میں نہایت تشدد کے ساتھ اس کا تدارک کیا جاویگا۔

(۷) ڈاکٹر عبد الحسین صاحب ہوس سرجن دار الشفاء افضل گنج کو بلدہ کا ڈپٹی پلیگ کمشنر اور
ڈاکٹر عبد الغنی یم۔ بی۔ ہلت افسر چادر گھاٹ میونسپلٹی کو بیرون بلدہ کا ڈپٹی پلیگ کمشنر مقرر کیا
جاتا ہے۔ اگر شومی قسمت سے وبائی طاعون بلدہ و بیرون بلدہ میں نمودار ہو جاوے (لیکن خدا
نہ کرے کہ ایسا ہو) تو کل رقبہ چودہ گذروں میں تقسیم کیا جاویگا۔ اور ہر ایک گذر میں
ایک امین (پولیس انسپکٹر) اور ایک طبی عہدہ دار مقرر کیا جاویگا۔ عہدہ دار طبی السیطریقہ طبابت
یونانی۔ مصری۔ وغیرہ سے تعلق رکھ سکتا ہے۔ جیسے گذر متعلقہ کے باشندہ بغلبہ آرا پسند کریں
یہ گذریں دو سو انتالیس ناکوں میں تقسیم کیجائینگی۔ اور ہر ایک ناکہ میں چھ کو توالی جوان اور ہر ایک
عہدہ دار کو توالی متعین کیا جاویگا جب تک طاعون کے متعلق کام کثرت کیا تھ نہیں ہے
اسوقت تک ڈپٹی پلیگ کمشنران بلدہ و بیرون بلدہ کو کوئی الاؤنس نہیں ملیگا۔ ڈاکٹر عبد الحسین کو
برابر دار الشفاء افضل گنج سے تنخواہ ملتی رہیگی۔ اور اگر اُن کو دار الشفاء کے کام سے سبکدوش کیا گیا تو

ایک منصرمانہ الونس جو طاعون کے فنڈ سے واجب الادا ہوگا ان کے مددگار کو دیا جاویگا۔ اور ایک شاگرد درجہ حکیمی مدرسہ طبیہ کو بطور اسسٹنٹ ہوس سرجن کے منصرمانہ مقرر کیا جاویگا اور اسکی تنخواہ طاعون کے فنڈ سے ادا کیجاویگی۔

(۸) ہر جوان کوتوالی اور نیز ہر عہدہ دار کوتوالی متعینہ کا فرض ہوگا کہ خاص احتیاط سے اس امر کو مدنظر رکھے کہ کوئی نووارد بغیر اس کی اطلاع کے اسکے حلقے میں نہ آنے پائے اگر کوئی ایسا شخص آئے تو اُس کے آنیکی اطلاع فوراً امین کو ہو جانی چاہیئے امین اُس شخص کو فوراً دیکھیگا اور اس کے متعلق ضروری کیفیت دریافت کریگا۔ جس صورت میں کہ نووارد پردہ نشین عورت ہو تو ایک عہدہ دار طاعون کو جو عورت ہوگی اس خدمت پر مامور کیا جاویگا۔ اگر امین کو ذرا سا بھی شبہہ ہو کہ نووارد شخص کسی مرض میں مبتلا ہے تو وہ فوراً اپنے حلقہ کے طبی عہدہ دار کو طلب کریگا جو یا تو خود اور یا ایک لیڈی ڈاکٹر کی وساطت سے اُس مرد یا عورت کو دیکھیگا۔ اور اُسکی حالت کی رپورٹ پلیگ کمشنر کو بغرض تصدیق کریگا۔ اگر ضرورت ہوئی تو ڈپٹی پلیگ کمشنر ایک مزید رپورٹ کوتوال صاحب اور پلیگ کمشنر کے پاس بھیجے گا۔ اور یہ دونوں ملکر مریض کے مکان پر جاوینگے۔ اور جو مزید کارروائی مناسب سمجھینگے عمل میں لاوینگے۔

(۹) عہدہ داران صفائی بلدہ و چادرگھاٹ اور عام طور پر خلایق عامہ کو بذریعہ ایک عام اعلان کے اس امر کی تاکید کیجاویگی کہ ہر تازہ وارد شخص کے آنے یا ایسے اشخاص کے بیمار ہونے کی فوری اطلاع عہدہ دار کوتوالی متعینہ ناکہ یا امین کوتوالی گذر متعلقہ کو دیں۔

(۱۰) برٹش انڈیا کے قاعدہ جاریہ کے مطابق جو شخص ایک صداقت نامہ اس امر کا پیش کریگا کہ پروفیسر ہیفکن کے طریقہ کے بموجب اُسے ٹیکا لگایا گیا ہے تو باستثنائے ایسی حالت کے جبکہ وہ فی الحقیقت طاعون میں مبتلا ہو وہ روکے جانے سے مستثنیٰ متصور ہوگا لیکن اسکو ایک ایسے عرصہ کے لیئے روکا جاسکتا ہے جو اُسکے سامان اور کپڑوں وغیرہ کو اگر وہ مشتبہ خیال کیئے جائیں۔ اثر وبائی سے پاک کرنیکے لئے ضروری ہو۔

(۱۱) جن لوگوں کو گلبرگہ - رائچور - واڑی - لنگم پلی - کھم مٹھ - یا ہونگیر میں بدقسمتی سے روک لینا ضروری متصور ہو - ان کی سہولت کی غرض سے کھانے پینے کی چیزوں کے فروخت کے لئے بازاروں کا قائم کرنا لازمی ہے - عہدہ داران ضلع سے یا در حالیکہ سٹیشن جاگیر میں واقع ہو تو جاگیردار متعلقہ کے نائبوں سے درخواست کیجائیگی کہ اپنے بازار کے قیام اور مناسب اور معقول شرح اجناس کے قرارداد کے متعلق کارروائی کریں جاگیردار اپنی جاگیروں میں ان انتظامات کے بذات خود ذمہ دار ہونگے۔

ایک نقل اس مراسلہ کی معہ ترجمہ اُردو کوتوال صاحب بلدہ و بیرون بلدہ کو بھیجی جاتی ہے فقط

از جریدہ اعلامیہ مورخہ ۵ رماہ اردی بہشت ۱۳۱۲ف صٓ ۳۰۳ جز ثانی نمبر ۲۱ مورخہ ۲۳ رماہ فروردی ۱۳۱۲ف حسب الحکم مدارالمہام سرکار عالی ترجمہ اعلان نشان (۵) مورخہ ۲ رماہ فبروری ۱۹۰۳ء مجریہ صاحب عالیشان بہادر بغرض اطلاع خاص و عام جاری کیا جاتا ہے۔

قواعد اُن مسافروں کے متعلق جو گوداوری ریلوے پر شمار سے سکندرآباد آئے ہوں۔

احکام رزیڈنسی حیدرآباد مورخہ ۲ فبروری ۱۹۰۳ء

حسب قانون امراض وبائیہ ۳ بابتہ ۱۸۹۷ء من حیث الاطلاق قانون مذکور مطابق نشار اعلان نمبر ۱-الف/۳۴۳ مورخہ ۴ رفبروری ۱۸۹۷ء مجریہ گورنمنٹ آف انڈیا صیغہ خارجیہ بجملہ اراضی ہائے ممالک محروسہ سرکار نظام جن میں اس وقت ریلوے لائن ہیں یا آگے چلکر ہوں اور جو نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کے دائرہ اقتدار کے اندر واقع ہیں اور باستعمال اُن اختیارات کے جو رزیڈنٹ صاحب حیدرآباد کو گورنمنٹ آف انڈیا صیغہ خارجیہ کے اعلان نشان الف/۳۴۴ مورخہ ۴ رفبروری ۱۸۹۷ء کے ذریعہ سے عطا فرمائے ہیں صاحب موصوف بہ تنسیخ احکام رزیڈنسی مندرجہ اعلان نشان ۵۸ مورخہ ۲۲ راکتوبر ۱۹۰۲ء قواعد ذیل حسب دفعہ دوم ضمن (۲) (ب) متضمن قانون محولہ وضع فرماتے ہیں -

(۱) ہر ایک گاڑی جو ہز ہائینس دی نظام س گیارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوی کی شاخ حیدر آباد گوداوری ویلی ریلوی پر منماڑ کی طرف سے سکندر آباد کو آتی ہوگی بمقام جالنہ پربھنی و ناندور رو کی جائیگی کوئی شخص جو ایسی ٹرین میں سفر کر رہا ہو مجاز نہ ہوگا کہ جس ڈبہ میں وہ آیا ہو اُس پر سے اُترے یا جالنہ پربھنی و ناندور کی ریلوے اسٹیشنوں کے حدود سے پاپیادہ چلا جاوے یا انکے ریلوی لائن پر ان مقامات سے آگے جاوے اور نیز وہ اشخاص جو جالنہ پربھنی و ناندور کے مقامات سے روانہ ہونا چاہیں اسبات کے مجاز نہ ہونگے کہ کسی ایسی ٹرین میں سوار ہوں تاوقتیکہ اُن کا طبی معائنہ حسب طریقہ ہائے مصرحہ قواعد ہذا نہ کر لیا گیا ہو۔

(۲) صاحب عالیشان بہادر کسی شخص یا کئی اشخاص کو باعتبار اسم یا بلحاظ عہدہ ان قواعد کے مقاصد کی تکمیل کے لئے خدمت انسپکٹنگ میڈیکل افسری پر مقرر کرسکتے ہیں اور ایسے کسی تقرر کو منسوخ بھی کرسکیں گے۔

(۳) انسپکٹنگ میڈیکل افسر عہدہ دار طبی معائنہ کنندہ) جو اُن قواعد کے بموجب مقرر کئے جائیں مجاز ہونگے کہ اُن تمام اشخاص کا جو منماڑ کے طرف سے جالنہ۔ پربھنی۔ و ناندور آئیں معائنہ کریں۔ اور نیز اُن اشخاص کو معائنہ کریں جو حدود اسٹیشن جالنہ۔ پربھنی۔ و ناندور میں بغرض سفر داخل ہوں اور مجاز ہونگے کہ اُن اشخاص کو جو مرض طاعون میں مبتلا ہوں یا جنکے نسبت مبتلائے طاعون ہونیکا اشتبہ کیا جاسکے روک لیں۔ اور ایسے اشخاص کو ریلوی کے حدود سے بزیر نگرانی باہر کردیں اور حدود ریلوی کے ختم ہونے پر انکو سرکار عالی کے کسی عہدہ دار کو جو جالنہ۔ پربھنی و ناندور کے ہنگامی شفاخانجات پر متعین ہوں سپرد کردیں۔

وہ اشخاص جن کے پاس حسب نمونہ منسلکہ اس امر کا صداقتنامہ ہوگا کہ انکو ڈاکٹر ہیفکن کے طریقہ کے مطابق ٹیکہ لگایا گیا ہے تاوقتیکہ فی الحقیقت وہ مرض طاعون میں مبتلا نہ ہوں رو کے جانے سے مستثنیٰ ہوں گے ایسا صداقت نامہ (۶) مہینے تک کار آمد ہوگا۔

(۴) سینیر انسپکٹنگ پلیگ میڈیکل افسر مامورۂ خدمت طاعون اُن قواعد کی رو سے

جو احکام لوگوں کو معائنہ کرانے پر مجبور کرنے اور جو لوگ مبتلائے طاعون ہوں یا جنکی نسبت اس مرض میں مبتلا ہونے کا اشتباہ ہو انکے روکنے یا دوسرے مقام پر پہنچانے کے متعلق صادر کریگا ان پر کوتوالی کو کاربند ہونا پڑیگا۔

حسب احکام انسپکٹنگ میڈیکل افسر اہالی کوتوالی مجاز ہونگے۔ کہ

(الف) جن مسافروں کو چاہیں ٹرین میں سے بغرض معائنہ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر اتار لیں۔

(ب) اسٹیشن کے اندر جو مقام مسافروں کے لئے قبل معائنہ طبی یا بہ اثنا معائنہ ٹھہرنے کی غرض سے مقرر کیا گیا ہو۔ اس مقام کی طرف جس مسافر کو چاہیں لیجائیں۔

(ج) جس شخص کا طبی معائنہ ہو چکا ہو اُس کا ٹکٹ ٹکٹ کلکٹر کو ایسی علامت کے ثبت کئے جانے کی غرض سے دیدیں جس سے معلوم ہو سکے کہ اسکا معائنہ ہو چکا ہے کوئی مسافر جس کے ٹکٹ پر خاص علامت متذکرہ بالا ثبت نہو منماڑ سے ریلوے لائن پر سفر نہ کریگا

(۵) قواعد متذکرہ بالا یا جو قواعد ان احکام کی رو سے جاری کئے جائیں ان کے عدم تعمیل سے خاطی حسب دفعہ ۱۸۸ مندرجہ تعزیرات ہند مستوجب سزا ہوگا فقط

دستخط ڈبلیو ہیگ۔

ٹیکہ طاعون (نشان سرکار) کا سرٹیفکیٹ نمبر

تصدیق کیجاتی ہے کہ فلاں ابن فلاں ساکن محلہ موضع

قصبہ تعلقہ .... واقع ضلع - کو میں ٹیکہ لگا چکا ہوں اور ریسٹ اوسکے نزانگشت کا نقش ٹیکہ لگائے جانے کے وقت میرے سامنے ثبت ہوا فقط

دستخط　　مورخہ

از جریدۂ اعلامیہ ۸ رخورداد ۱۳۱۳ ف حصہ جزء ثانی صہ ۹۰۲ اعلان ۵۵ مورخہ ۱۹ ارادی بہشت ۱۳۱۳ ف صیغہ پلیگ منجانب معتمد عدالت حسب الحکم مدار المہام ترجمہ اعلان نمبر ۱۴ مورخہ ۱۲ ارفیروری ۱۹۰۴ء مجریہ صاحب عالیشان بہادر بغرض اطلاع خاص و عام جاری کیا جاتا ہے۔

احکام رزیڈنسی حیدرآباد

قواعد قرنطینہ متعلق مسافرین جو گوداوری ویلی ریلوے اور نظام ریلوے پر سے آئیں

حسب قانون امراض وبائیہ ۳ بابتہ ۱۸۹۷ء علیو سے من حیث الاطلاق قانون مذکور مطابق منشار اعلان ۴۴۳ الف مورخہ ۴ر فروری ۱۸۹۷ء مجریہ گورنمنٹ آف انڈیا صیغہ (خارجیہ) بہ جملہ اراضی ہائے واقع ممالک محروسہ سرکار نظام جسمیں اسوقت ریلوے لائن ہیں یا آگے چلکر ہونگے اور جو نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کے دائرہ اقتدار کے اندر واقع ہیں اور باستعمال اُن اختیارات کے کہ جو رزیڈنٹ صاحب حیدرآباد کو گورنمنٹ آف انڈیا صیغہ (خارجیہ) کے اعلان ۴۴۴ الف مورخہ ۴ر فروری ۱۸۹۷ء کے ذریعہ عطا فرماتے ہیں صاحب موصوف بہ تنسیخ احکام رزیڈنسی مندرجہ اعلان ۴۳ مورخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۰۳ء قواعد ذیل حسب قواعد دوم ضمن (ب) متضمن قانون مولہ وضع فرماتے ہیں۔

(۱) ہر ایک گاڑی جو ہز ہائینس دی نظامس گیارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوے کے شاخ حیدرآباد گوداوری ویلی ریلوے پر اور منماڑ کی طرف سے سکندرآباد کو آتی ہو گی بمقام لاسور نانڈیڑ وانڈور روکی جائیگی۔ کوئی شخص جو ایسی ٹرین میں سفر کر رہا ہو مجاز نہ ہوگا کہ جس ڈبہ میں وہ آیا ہو اس پر سے اتر کر لاسور۔ نانڈیڑ وانڈور کے ریلوے اسٹیشنوں کے حدود سے پاپیادہ باہر چلا جاوے۔ یا آگے ریلوے لائن پر اُن مقامات سے آگے جاوے اور نیز وہ اشخاص جو لاسور۔ نانڈیڑ۔ وانڈور کے مقامات سے روانہ ہونا چاہیں اسبات کے مجاز نہ ہونگے کہ ایسی ٹرین میں سوار ہو کر روانہ ہوں۔ تا وقتیکہ انکا طبی معائنہ حسب طریقہ مصرحہ قواعد ہذا نہ کر لیا گیا ہو۔

(۲) کوئی شخص جو ایسی گاڑی کے کسی حصہ میں سفر کرتا ہو۔ جو مسافر کی سواری کے لئے مقصود ہو کسی طرح اپنے کو چھپائے یا اپنے کو قواعد پلیگ کے اثر سے بچانیکے لئے اپنی روانگی کے اسٹیشن کا نام اخفا کرنے کی کوشش کرے تو وہ متوجب سزا کا ہوگا۔

(۳) صاحب عالیشان بہادر کسی شخص یا اشخاص کو باعتبار اسم یا بلحاظ عہدہ ان قواعد کے مقاصد کی تکمیل کے لئے خدمت انسپکٹنگ میڈیکل افسری پر مقرر کر سکینگے اور ایسے کسی تقرر کو منسوخ بھی کر سکیں گے۔

(۴) انسپکٹنگ میڈیکل افسر عہدہ وار طبی معائنہ کنندہ جو ان قواعد کے بموجب مقرر کئے جائیں مجاز ہونگے کہ اُن تمام اشخاص کا جو سناوڑ کے طرف سے لاسور۔ نانڈیر و اندور۔ آئیں معائنہ کریں۔ اور نیز اُن اشخاص کا معائنہ کریں جو حدود اسٹیشن لاسور۔ نانڈیر۔ اور اندور میں بغرض سفر ریل داخل ہوں۔ مجاز ہونگے کہ اُن اشخاص کو جو مرض طاعون میں مبتلا ہوں یا جنکے نسبت مبتلائے طاعون ہونے کا شبہ کیا جا سکے روک لیں۔ اور ایسے اشخاص کو ریلوے کی حدود سے زیر نگرانی باہر کر دیں اور حدود ریلوے ختم ہونے پر انکو سرکار عالی کے کسی عہدہ دار کو جو لاسور۔ نانڈیر۔ و اندور کے سرکاری شفاخانہ جات پر متعین ہو سپرد کر دیں۔ وہ اشخاص جن کے پاس حسب نمونہ منسلکہ اس امر کا صداقتنامہ ہوگا کہ انکو ڈاکٹر ہفکن کے طریقہ کے مطابق ٹیکہ لگایا گیا ہے تا وقتیکہ فی الحقیقت وہ مرض طاعون میں مبتلا نہوں روکے جانے سے مستثنیٰ ہونگے۔ ایسا صداقتنامہ چھ مہینے تک کارآمد ہوگا۔

(۵) سینیر انسپکٹنگ پلیگ میڈیکل افسر مامورہ خدمت طاعون ان قواعد کی رو سے جو احکام لوگوں پر معائنہ کرانے پر مجبور کرے۔ اور جو لوگ مبتلائے مرض طاعون ہوں یا جنکے نسبت اس مرض میں مبتلا ہونے کا اشتباہ ہو۔ انکو روکنے یا دوسرے مقام پر جانیکے متعلق صادر کریگا۔ اُس پر کوتوالی کو کاربند ہونا پڑیگا۔

خصوصاً زیر احکام انسپکٹنگ سینیر میڈیکل آفیسر کوتوالی مجاز ہونگے کہ۔

(الف) جس مسافر کو چاہیں ٹرین میں سے بغرض معائنہ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر اُتار لیں۔

(ب) اسٹیشن کے اندر جو مقام مسافروں کے لئے قبل معائنہ طبی یا باشتہار معائنہ

ٹھہرنے کی غرض سے مقرر کیا گیا ہو اُس مقام کی طرف جس مسافر کو چاہیں لیجائیں۔

(ج) جس شخص کا طبی معائنہ ہو چکا ہو اسکا ٹکٹ ٹکٹ کلکٹر کو ایسی علامت کے مثبت کرنے جانیکی غرض سے دیدیا جس سے معلوم ہو سکے کہ اُس کا معائنہ ہو چکا ہے کوئی مسافر جسکے ٹکٹ پر خاص علامت متذکرہ دفعہ مندرجہ بالا ثبت ہو نمبر سے ریلوی لائن پر سفر نہ کر سکیگا۔

(۶) قواعد متذکرہ بالا جو مخصوص ان احکام کی رو سے جاری کئے جائیں اُن کی عدم تعمیل سے خاطی حسب دفعہ ۱۸۸ مندرجہ تعزیرات ہند مستوجب سزا ہوگا۔

حسب الحکم ڈبلیو ہیگ میر اول مددگار صاحب عالیشان بہادر

ٹیکہ طاعون نمبر نشان سرکار کا سارٹیفکٹ

تصدیق کیجاتی ہے کہ فلان ابن فلان ساکن محلہ/موضع قصبہ/تعلقہ واقع ضلع کو میں ٹیکہ لگا چکا ہوں اور اسکے زانگشت کا نقش ٹیکہ لگانے جانے کے وقت میرے سامنے ثبت ہوا فقط

نقش زانگشت کی جگہ دستخط

از جریدہ اعلامیہ ۲۲ خورداد ۱۳۱۳ف حصہ ثانی صفحہ ۶۹۱ اعلان نمبر (۵۸) صیغہ پلیگ ۴ خورداد ۱۳۱۴ف منجانب معتمد عدالت حسب الحکم مدار المہام بہادر ترجمہ اعلان نمبر ۲۵ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۰۴ء مجریہ صاحب عالیشان بہادر بغرض اطلاع عام مشتہر کیا جاتا ہے

اعلان

حیدرآباد رزیڈنسی مورخہ ۹ مارچ ۱۹۰۴ء

حسب قانون امراض وبائیہ نمبر ۳ بابتہ ۱۸۹۷ء من حیث الاطلاق قانون مذکور مطابق منشا اعلان نمبر ۴۴۳ الف مورخہ ۴ فروری ۱۸۹۷ء مجریہ گورنمنٹ آف انڈیا صیغہ خارجیہ) بہ جملہ اراضی ہائے واقع ممالک محروسہ سرکار عالی نظام جنمیں

[illegible]

اسوقت ریلوے لائن ہیں یا آگے چلکر ہونگے اور جو نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کے دائرہ اقتدار کے اندر واقع ہیں اور باستعمال اُن اختیارات کے جو رزیڈینٹ صاحب حیدرآباد کو گورنمنٹ آف انڈیا نے صیغہ خارجیہ کے اعلان ۴۴۴ الف مورخہ ۲۶ فروری ۱۸۹۷ء کے ذریعہ سے عطا فرمائے ہیں صاحب موصوف بتنسیخ احکام رزیڈنسی مندرجہ اعلان ۴۳ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۰۴ء قواعد ذیل حسب دفعہ دوم ضمن (ب) متضمن قانون محولہ وضع فرماتے ہیں۔

(۱) ہر ایک گاڑی جو بمبئی کی طرف سے اسٹیشن ہائے گلبرگہ شریف۔ رائچور وکھم مٹھ کو آتی ہوگی۔ وہاں روکی جائیگی۔ کوئی شخص جو ایسی ٹرین میں سفر کر رہا ہو مجاز نہ ہوگا کہ جس ڈبہ میں وہ آیا ہو اُس پر سے اُتر کر گلبرگہ شریف۔ رائچور۔ اور کھم مٹھ کی ریلوے اسٹیشن کے حدود سے پاپیادہ باہر چلا جائے یا آنکہ گریٹ انڈین پنسلار ریلوے اور ہزہائنس دی نظامس گارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوے کے اُن مقامات سے آگے جائے اور نیز وہ اشخاص جو گلبرگہ شریف۔ رائچور۔ اور کھم مٹھ۔ کے مقامات سے روانہ ہونا چاہیں اسبات کے مجاز نہ ہونگے کہ ایسی ٹرین میں سوار ہوں۔ تاوقتیکہ اُن طبی معائنہ حسب طریقہ ہائے مصرحہ قواعد ہذا نہ کرلیا گیا ہو۔

(۲) کوئی شخص جو ایسی گاڑی کے کسی حصہ میں سفر کرتا ہو جو مسافروں کی سواری کے لئے مقصود نہ ہو یا کسی طرح سے اپنے کو چھپائے یا اپنے کو قواعد پلیگ کے اثر سے بچانے کے لئے اپنی روانگی کے اسٹیشن کا نام اخفا کرنیکی کوشش کرے تو وہ شخص مستوجب سزا ہوگا۔

(۳) صاحب عالیشان بہادر کسی شخص یا کئی اشخاص کو باعتبار اسم یا بلحاظ عہدہ ان قواعد کے مقاصد کی تکمیل کے لئے خدمت انسپکٹنگ میڈیکل افسری پر مقرر کرسکینگے اور ایسے کسی تقرر کو منسوخ بھی کرسکیں گے۔

(۴) انسپکٹنگ میڈیکل افسر عہدہ دار طبی معائنہ کنندہ جو ان قواعد کے بموجب مقرر کئے جاویں مجاز ہونگے کہ اُن تمام اشخاص کو جو بمبئی کے طرف سے گلبرگہ شریف۔ رائچور۔ اور کہم مٹہ آئیں معائنہ کریں۔ اور نیز اُن اشخاص کا معائنہ کریں جو حدود اسٹیشن گلبرگہ شریف۔ رائچور کہم مٹہ میں جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے اور ہز ہائینس دی نظامس گارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوے پر سفر کرنے کی غرض سے داخل ہوں اور مجاز ہونگے کہ اُن اشخاص کو جو مرض طاعون میں مبتلا ہوں یا جن کے نسبت مبتلائے طاعون ہونیکا شبہ کیا جاسکے روک لیں اور ایسے اشخاص کو ریلوے کے حدود سے بزیر نگرانی باہر کردیں اور حدود ریلوے کے ختم ہونے پر انکو سرکار عالی کے کسی عہدہ دار کو جو گلبرگہ شریف۔ رائچور۔ اور کہم مٹہ کے ہنگامی شفاخانہ جات پر متعین ہوں سپرد کریں۔ وہ اشخاص جن کے پاس حسب نمونہ منسلکہ اس امر کا صداقتنامہ ہوگا۔ کہ اسکو ڈاکٹر ہفکن کے طریقہ کے مطابق ٹیکہ لگایا گیا ہو تا وقتیکہ فی الحقیقت وہ مرض طاعون میں مبتلا نہ ہوں۔ روکے جانے سے مستثنیٰ ہوں گے۔

ایسا صداقتنامہ چھ مہینے تک کارآمد ہوگا۔

(۵) سینیر انسپکٹنگ پلیگ میڈیکل افسر مامورہ خدمت طاعون ان قواعد کی رو سے جو احکام لوگوں کو معائنہ کرانے پر مجبور کرنے اور جو لوگ مبتلائے طاعون ہوں یا جنکے نسبت اس امر میں مبتلا ہونیکا اشتباہ ہو انکو روکنے یا دوسرے مقام پر لیجانیکی متعلق صادر کریگا اُنپر کوتوالی کو کاربند ہونا پڑیگا۔ خصوصاً زیر احکام انسپکٹنگ سینیر میڈیکل افسر کوتوالی مجاز ہونگے کہ

(الف) جس مسافر کو چاہیں ٹرین میں سے بغرض معائنہ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر اتارلیں۔

(ب) اسٹیشن کے اندر جو مقام مسافروں کے لئے قبل معائنہ طبی یا بہ انتظار معائنہ ٹھہرانے کی غرض سے مقرر کیا گیا ہو۔ اُس مقام کی طرف جس مسافر کو چاہیں لیجائیں۔

(ج) جس شخص کا طبی معائنہ ہوچکا ہو اسکا ٹکٹ کلکٹر کو ایسے علامت کے ثبت کرنیکی

غرض سے دلوادیں جس سے معلوم ہو سکے کہ اُس کا معائنہ ہو چکا ہے کوئی مسافر جس کے ٹکٹ پر
خاص علامت متذکرہ دفعہ مندرجہ بالا نہ ثبت ہو گلبرگہ شریف سے ریلوے لائن گریٹ انڈین
پنسلار ریلوے لائن پر سفر نہ کر سکیگا۔

(۶) قواعد متذکرہ بالا یا جو قواعد ان احکام کی رو سے جاری کئے جائیں اُنکی عدم تعمیل پر
خاطی حسب دفعہ ۸۸ مندرجہ تعزیرات ہند مستوجب سزا ہوگا۔

ٹیکہ طاعون نمبر
تصدیق کی جاتی ہے کہ فلاں ابن فلاں
ساکن محلہ
واقع ضلع کو میں ٹیکہ لگا چکا ہوں اور اُسنے نشان انگشت کا نقش ٹیکہ لگائی جانیکے وقت میرے سامنے
ثبت کیا فقط دستخط مورخہ نقش نشان انگشت جگہ

احکامات بابتہ ۱۳۱۴ف انسداد انتظامات طاعون

از جریدہ اعلامیہ ۸ ۲۴ خورداد ۱۳۱۴ف صہ ۷۶۲ جز ثانی منجانب معتمد عدالت صیغہ پلیگ ۱۶ خورداد ۱۳۱۴ف
حیدرآباد رزیڈنسی آرڈرز یعنی (احکام نافذہ رزیڈنسی حیدرآباد۔

اعلان

حیدرآباد رزیڈنسی مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۰۵ء نمبر نشان (۹) اُن اختیارات کے استعمال پر
جو منجانب گورنر جنرل صاحب باجلاس کونسل ذریعہ نوٹیفکشن نشان ۴۴۴ ائی اے مورخہ ۴ فروری ۱۸۹۷ء
و نوٹیفکیشن نشان (۱۲۳۲) آئی اے مورخہ ۲ اپریل ۱۸۹۷ء ان کو عطا کئے گئے ہیں
رزیڈنٹ صاحب حیدرآباد نے حسب دفعہ ۲ ایپڈیمک ڈزیزز ایکٹ بابتہ ۱۸۹۷ء جس کا
رواج حدود ریلوے واقع ملک سرکار عالی میں از روے فارن ڈپارٹمنٹ نوٹیفکیشن نشان ۴۴۳
آئی اے مورخہ ۴ فروری ۱۸۹۷ء قائم کیا گیا ہے۔
قوانین مندرجہ ذیل مرتب کئے ہیں اور ان قوانین کو جو رزیڈنسی آرڈر نوٹیفکیشن نشان (۱۲)

مورخہ ۱۶ ر فروری ۱۸۹۹ء کے ذیل میں شائع ہوئے تھے منسوخ کیا ہے۔

معائنہ یا پاسپورٹ کے قوانین ہر ایک شخص پر جو کسی وبائی مقام یا مقام اطلاع شدہ سے آئے غرض پیش کردہ نوٹس کے زیر معائنہ رہیگا

(۱) ہر ایک شخص کو جو کسی وبائی شہرت یافتہ مقام سے کسی ریلوے اسٹیشن پر وارد ہو اور جو پلیگ پاسپورٹ پیش کرنے سے مستثنیٰ نہ کیا گیا ہو اور نہ اُسکے پاس کوئی پاسپورٹ یا دائمی پاس موجود ہو اور نہ وہ کسی مقام معائنہ میں یا پلیگ کیمپ میں اسٹیشن مذکور پر پہنچنے سے پہلے سالم مدت قیام تک روکا گیا ہو لازم ہوگا کہ وہ عہدہ دار کوتوالی متعینہ اسٹیشن سے ایک نوٹس اس مضمون کا حاصل کرے کہ شخص مذکور اپنے آپ کو اس موضع یا قصبہ کے مقامی عہدہ دار کے سامنے جہاں کا وہ قصد رکھتا ہو دس دن تک ہر روز بغرض معائنہ حاضر کرنے پر مجبور رہے۔ پس اس شخص پر فرض ہوگا بطریق مذکور سے اپنے آپکو حاضر کرے۔

(۲) اصطلاح "مقامی عہدہ دار" یا عہدہ دار ضلع سے مندرجۂ ذیل عہدہ داروں میں سے کوئی ایک عہدہ دار مقصود ہوگا۔ "مقامی عہدہ دار کی تعریف۔ الف کوتوال صاحب بلدہ حیدر آباد

(ب) کنٹونمنٹ مجسٹریٹ سکندر آباد۔

(ج) کوئی عہدہ دار طبی۔

(د) کوئی تعلقدار۔

(ہ) کوئی تحصیلدار۔

(و) کوئی ایسا عہدہ دار کوتوالی جو درجہ میں امین سے کم نہ ہو۔

پاسپورٹ اجرا کرنے والے عہدہ دار

(۳) عہدہ داران ذیل کو پاسپورٹ اجرا کرنیکا اقتدار دیا گیا ہے۔ عہدہ داران ریلوی پلیگ پولیس متعینہ واڑی۔ نانڈیر۔ انڈور۔ کیمپ ٹھ۔ اور دیگر اسٹیشن جہاں جہاں جمعدار پلیگ پولیس متعین ہے اور عہدہ داران پلیگ پولیس جو نظام گارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوے وحیدرآباد گوداوری والی ریلوے پر بہمراہی ٹرین سفر کرتے ہیں۔

(۴) ہر ایک شخص کو جسکو بواسطہ قوانین ہذا پاسپورٹ حاصل کرنیکی ہدایت کیجاتی ہے۔

پاسپورٹ پاس رکھنے والوں کے فرائض

لازم ہوگا کہ وہ اپنا نام و مقام و سکونت اور اُن خبریات کو جو پاسپورٹ اجرا کنندہ عہدہ دار کو مطلوب ہوں صحیح طور پر بیان کرے شخص مذکور کو یہ بھی لازم ہوگا کہ بصورت عدم استثناے تاریخ اجرائی پاسپورٹ مسلسل دس دن تک وقت معین پر اپنے اپکو پاسپورٹ کیا تھے شفاخانہ مندرجہ پاسپورٹ پر یا اس جگہ کے عہدہ دار مقامی کے سامنے جہاں وہ خود مقیم ہو حاضر کرتا رہے۔ اور اپنی حاضر باشی کے ثبوت کے لئے ہر روز اپنے پاسپورٹ پر عہدہ دار طبی یا مقامی عہدہ دار کی دستخط حاصل کرلیا کرے اسی اثنا میں اگر وہ بیمار ہوجاسے یا اس مکان میں جہاں وہ مقیم ہے کوئی شخص بیمار ہوجاسے تو اُسکو لازم ہوگا کہ اس کیفیت سے عہدہ دار طبی یا مقامی عہدہ دار کو فوری اطلاع دے اور اُسکو یہ بھی لازم ہوگا کہ تاریخ اجرائی پاسپورٹ سے دس یوم کی مدت میں اگر اپنے مقام سکونت میں کوئی تبدیل واقع ہو تو اس سے بھی اسیطرح اطلاع دیجاے۔ اور جب اُسکو اپنی سکونت بدلدینا منظور ہو تو چاہیے کہ اپنی روانگی سے پہلے مندرجہ پاسپورٹ تحریروں کو عہدہ دار مقامی یا عہدہ دار طبی کے ذریعہ سے بدلوا دے مذکورہ بالا دس دنکے خاتمہ پر اس کو لازم ہوگا کہ اپنے پاسپورٹ عہدہ دار مقامی یا اس عہدہ دار طبی کے سپرد کردے جو اپنے اسوقت کے مقام سکونت پر متعین ہو۔

اجرائی پاسپورٹ کی اطلاع غرض

(۵) ہر ایک عہدہ دار کو جو پاسپورٹ جاری کرے لازم ہوگا کہ اس پاسپورٹ کا مثنی بذریعہ ٹپہ یا بذریعہ قاصد خاص یا اور کسی ذریعہ سے جس کا مجاز ہو فوراً اس جگہ کے مقامی عہدہ دار کے پاس بھیجدے جہاں کا پاسپورٹ یافتہ قصد رکھتا ہو مگر درصورتیکہ اس عہدہ دار مقامی سے واقفیت نہ ہو تو عہدہ دار مذکور کو پہنچاے جانے کی غرض سے پاسپورٹ کا مثنی پلیگ کمشنر صاحب کے پاس بھیجدیا جاے۔

[illegible]

(۶) جو لوگ جسمانی خلل رکھتے ہیں یا جنکی عمر بارہ سال سے کم ہو اُنکے نسبت پاسپورٹ حاصل کرنے اور اُن کا نام و مقام و سکونت صحیح طور پر بیان کرنے اور اُنکی سکونت کی

تبدیل سے اطلاع دیں اور اُن کی نسبت قوانین ہذا کے دوسرے ضروریات پر عمل کرنیکی ذمہ داری اُن کے والدیا ان جائز پرعائد ہوگی یا کسی ایسے شخص پر عائد ہوگی جسکی زیرنگہداشت وہ سفر کرتے ہوں یا جو اُن کی فرودگاہ کے ریلوے اسٹیشن پر آکر انہیں اپنے ساتھ لے۔

(۷) نظام گیارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوے کے محکمہ انتظامی کو لازم ہوگا کہ ہر ڈبہ میں کسی برملا مقام پر اعلان ذیل کی نقل انگریزی۔ اردو تلنگی اور مرہٹی زبانوں میں چسپاں کردے۔

اعلان

حیدرآباد کے قوانین پلیگ کی رو سے اُن تمام مسافروں کو جو طاعون زدہ مقامات سے وارد ہوں چاہیئے کہ وہ عہدہ دار طبی متعینہ گلبرگہ شریف۔ یا واڑی یا کھم سٹہ یا اندور سے یا اُس عہدہ دار کوتوالی پلیگ سے جو ٹرین کے ہمراہ سفر کرتا ہے پاسپورٹ حاصل کریں جو شخص کہ ان قواعد کی تعمیل سے انکار کرے یا اُس سے بچکر نکلنے کا قصد کرے وازروے دفعہ ۸۸ التعزیرات بند چھ مہینے تک قید یا ایکہزار روپیہ تک جرمانہ کی سزا یا ان ہر دو قسم کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

(۸) کل مسافرین کو ہدایت کیجاے کہ وہ اپنے اپنے ڈبوں سے الگ ہو جائیں اور اُنکا معائنہ یا تو پلیٹ فارم پر یا اور کسی مناسب مقام پر کیا جاے مگر معائنہ سے پہلے مشتبہ کیس تحقیق پلیگ کیلئے الگ کردئے جائیں اور کسی دوسرے مقام پر جو خاص اس غرض سے موجود ہو بھیجدیے جائیں اس بات کا ضرور خیال رہے کہ ٹرین معائنہ کے اسٹیشن پر پہنچنے سے پہلے کل ڈبہ مقفل کردئے جائیں اور جبتک امتحان مذکور کا پورا انتظام نہ ہو جاے کسی مسافر کو ڈبے سے نکلنے کی اجازت نہ ہو۔

(۹) کل ریلوے کے محکمہ جات انتظامی کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے عہدہ داروں کو ہدایت کریں کہ وہ اُن عہدہ داران طبی وکوتوالی کی جو معائنہ کے کام کو انجام دیتے ہیں ہر طرح سے امداد کریں جس سے ٹرینوں کی مدت توقف میں حتی الامکان تقلیل ہو جاے اور نیز یہ کہ تا ختم معائنہ ٹرینوں کو روک رکھیں اگر تخفیف وقت ممکن ہو تو ریلوے کے ٹکٹ کلکٹروں کو پلیگ کے معائنہ کنندہ عہدہ داروں کے ساتھ ہی اپنے فرائض سے اپنے ادا کرنے کی اجازت دیجاسکتی ہے۔

(۱۰) اہالی ریلوے کا یہ فرض ہے کہ بہ مدد کوتوالی پلیٹ فارم پر باخبر رہیں کہ جو مسافر کسی اسٹیشن پر اُترے وہ معمولی مخرج کے سوائے اور کسی طرح اسٹیشن کے احاطے سے باہر نہ نکلنے پائے اور نیز یہ کہ قوانین پلیگ کی تعمیل میں ہر طرح کی سہولت کا انتظام کریں ٹکٹ کلکٹروں کو ہدایت کیجاتے کہ وہ ان تمام مسافروں کو جو کسی طاعون زدہ یا اعلان شدہ اسٹیشن پر جاری کی ہوئی ٹکٹ رکھتے ہوں اسوقت تک روک دیں۔ کہ انکے نام اور سکونتیں لکھ لئے جائیں۔ اور انکو اس عہدہ دار پلیگ کے جو اس اسٹیشن پر متعین ہے پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔

(۱۱) معائنہ کنندہ عہدہ داروں کو چاہیئے کہ وہ نہ صرف مسافروں کا اور ان کے بوچوں بلکہ کارڈ اور سٹپ کے ڈبوں کا بھی امتحان کریں۔ تا کہ ایک شخص بھی معائنہ سے نہ بچ سکے ریلوے کے ملازمین اور دوسروں میں کوئی امتیاز نہ ہونا چاہیئے اور پہلے اس سے کہ کوئی ٹرین خواہ وہ مسافرین کی ہو خواہ سامان کی اسٹیشن معائنہ سے روانہ ہو اس میں کل کی تلاشی اس غرض سے کیجائے کہ کوئی شخص معائنہ سے بچنے کی غرض سے اپنے آپ کو چھپا رکھا ہو تو اُس کا سراغ لگ جائے۔

(۱۲) زنانہ مسافروں سے کسی حال میں درخواست نہ کیجائے کہ انکا طبی معائنہ مردوں کے توسط سے ہو ان کے معائنہ کے لئے ایک یا ایک سے زائد نرس ہر معائنہ کے اسٹیشن پر متعین ہے۔

(۱۳) بعد امتحان کل مسافر باستثنائے اشخاص مذکورہ ذیل اپنے اپنے مقام مقصود کو روانہ ہونے کے مجاز ہوں گے۔

(الف) وہ لوگ جو طاعون سے بیمار ہوں یا جن کے بیمار ہونے کا گمان ہو اور نیز وہ لوگ جو پہلے طاعون سے بیمار تھے اور ہنوز ان کی حالت مرض کو پھیلانے کا امکان رکھتی ہو۔

(ب) زائرین یا اور کسی زمرہ کے لوگ جو کسی سبب سے خاص طور پر خطرناک حالتیں پائی جائیں خواہ یہ لوگ تنہا سفر کرتے ہوں یا جماعتوں میں اور نیز وہ لوگ جن پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ وہ

سے اپنے مقام مقصود پر پہنچنے کے بعد دس دن تک طبی معاینہ کے لئے حاضر ہوا کریں گے۔
یا درصورتیکہ مرض طاعون ان میں پیدا ہو جاوے تو اس سے اطلاع دینگے۔
اشخاص مشمولہ فقرہ (الف) کو اسوقت تک روکدیا جاوے گا جب تک کہ وہ بیمار رہیں
یا جبتک انپر وبائی اثر یا انکے نسبت مرض کا شبہ باقی رہے ایسے مقدمات سے پلیگ
کمشنر صاحب کو بصیغہ ضروری اطلاع دینی چاہیئے کل ایسے اشخاص بھی جو مریضان طاعون کیساتھ
بسر کئے ہوں سب سے آخر واقعہ طاعون کے وقوع سے دس دن تک روک دیئے جاینگے۔
اشخاص مشمولہ فقرہ (ب) کو عہدہ دار طبی اپنی شخصی راے سے اُس تاریخ سے جس میں وہ
وبائی مقام سے نکلے ہوں سالم مدت ممکنہ ظہور مادہ مرض تک اور بصورت عدم علم تاریخ مذکور
دس دن تک روکدیسکتا ہے۔
(۱۴) عہدہ دار متعینہ پلیگ کمیشن کو چاہیئے کہ وہ ہر ایک شخص کے نام جو قرنطینہ سے
خارج کیا جاوے ایک صداقتنامہ اس غرض سے جاری کریں کہ وہ بذریعہ ریلوے پھر اپنے
سفر کا سلسلہ قائم کر سکے۔
(۱۵) کوئی شخص جو کسی اسٹیشن معائنہ پر وارد ہو یا اس اسٹیشن پر سے عبور کرے
اسکو طبی عہدہ دار معائنہ کنندہ کی راے سے مجبور کیا جاسکتا ہے کہ وہ پاسپورٹ
لے کے دس دن تک زیر نگرانی رہے۔
(۱۶) طبی عہدہ دار معاینہ کنندہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ کسی مسافر کی ٹکٹ اس غرض سے
طلب کرے کہ اُسپر وہ نشان مقررہ لگایا جاوے جس سے اُس کا وبائی مقام سے
وارد ہونا اور اس اعتبار سے پاسپورٹ حاصل کرنیکا متوجب ہونا پایا جاوے پس
مسافر مذکور پر فرض ہے کہ وہ اپنے ٹکٹ حسب الطلب تفویض کردے۔
(۱۷) جو نشان کہ موقع مذکور میں استعمال کیا جاتا ہے وہ ایک سوراخ بمقدار ۱/۸ انچ
مربع ہوگا۔ جو ریلوے کے ٹکٹوں کے چھت طولانی میں کاٹا جاتا ہے۔ نشان مذکور

صرف ان مسافروں کے ٹکٹوں پر لگایا جانا چاہیے جو مقامات وبائی یا جانب سرکار اعلان شدہ مقامات سے آئیں۔ یا جن کا ایسے مقامات سے آنا مشتبہ ہو۔ یہ نشان اس معائنہ کی اسٹیشن پر لگایا جاوے جہاں مسافر پہلے وارد ہو۔ یہ ضرور نہیں ہے کہ اسکے ٹکٹ پر کسی بعد کے اسٹیشنوں پر کاٹی جاوے۔ مگر ان اسٹیشنوں پر مسافر کا امتحان کرنا لازمی ہوگا۔ ان لوگوں کے ٹکٹوں پر اس نشان کا لگایا جانا ضرور نہ ہوگا جو غیر وبائی اضلاعوں سے وارد ہوں یا جو وبائی اضلاعوں سے آتے ہوئے کسی ایک نگرانی کی چوکی پر دس دن تک روک دیئے گئے ہوں

(۱۸) اس امر سے باخبری ہے کہ ذمہ دار اشخاص کے سواے اور کوئی شخص پلیگ پنچ (ٹکٹوں پر پلیگ کا نشان لگانے کا آلہ) کا استعمال نہ کرتا ہو اور نیز یہ کہ آلہ مذکور خارج از اوقات استعمال محفوظ حراست میں رکھا جاتا ہو۔ ان آلات کے محفوظ حراست کی ذمہ داری عہدہ داران متعینہ ریلوے اسٹیشن ہاے معائنہ پر ہوگی۔ جنکے حکم سے آلات مذکور کو ان کی مددگار بھی استعمال کرسکتے ہیں لیکن اہالی کو ترالی کو انکے استعمال کا مجاز نہ ہوگا۔ ٹکٹوں پر غلطی سے نشان نہ لگائے جانیکا خاص طور پر احتیاط کیا جاوے کیونکہ ایسی غلطی سے پاسپورٹ حاصل کرنیکی جو مجبوری لازم ہوتی ہے وہ نہایت تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔

(۱۹) قوانین پاسپورٹ کی تعمیل اس طور پر کیجاے جس سے پردہ نشین مستورات کو حتی الامکان کم تکلیف پہنچے۔ اور اس فرقہ کے اشخاص کو شفاخانوں یا اور کسی مقام پر بذات خود حاضر ہونے کی مجبوری سے حسب امکان بری کردیا جاوے۔ انکا معائنہ انکے مکانوں پر ہونا چاہیے۔ پردہ نشین مستورات کا معائنہ ہمیشہ مستورات کے توسط سے کیا جاوے اور یہ مستورات اگر بذات خود اس کام کی لیاقت نہ رکھتے ہوں تو عہدہ دار طبی کے زیر ہدایت عمل کریں۔

(۲۰) قوانین پاسپورٹ کی تعمیل میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے ملازمین ریلوے اور نیز عہدہ داران سرکاری کو جو میعادی پاس رکھتے ہوں ہدایت کیجاے کہ وطبی

معائنہ سے مستثنیٰ ہونیکا پاس بھی حاصل کر رکھیں۔

(۲۱) جو مسافر کسی وبائی یا اعلان شدہ مقام سے آتے ہوئے ظاہراً معائنہ سے بچنے کی غرض سے کسی ریلوے اسٹیشن پر جو اسٹیشن معائنہ یا مندرجہ ٹکٹ سے پہلے کا ہو اترتا ہوا پایا جاوے یا بجز ٹرین کے اور کسی ذریعہ سے اسٹیشن معائنہ پر یا اسکے پرے اپہنچے اسکو ریلوے کوتوالی یا کوئی ایسا عہدہ دار روکدینا چاہیئے جو خاص اس کام کے لئے اس اسٹیشن پر جہاں شخص مذکور وارد ہو متعین رہے۔ ایسے مسافر کو یا تو اسی ٹرین سے اسٹیشن معائنہ کے آگے بڑھا دیا جاوے یا اسکے بعد کی پہلی ٹرین سے واپس بھیجدیا جاوے۔ اور اس اسٹیشن پر اسکو طبی عہدہ دار اسٹیشن کے حوالہ کردیا جاوے ایسا شخص جو روک دیا جاوے اور معائنہ کے اسٹیشن پر بھیجدیا جاوے اسکو اپنا کرایہ ریل خود ہی ادا کرنا ہوگا اگر وہ ادا نہ کرے تو اہالیان ریلوے رقم مذکور مثل کرایہ فاضل اس سے وصول کرلیں۔

(۲۲) دس سے خاص طور پر باخبری رہے کہ مسافر کسی بیچ کے اسٹیشنوں پر ٹھہر کر یا وہاں سے تازہ ٹکٹ لیکر قواعد ہذا کے اثر سے نہ بچ جاوے۔ اگر کوئی مسافر جو کسی طاعون زدہ احاطہ سے آتے ہوئے اپنے مقام مقصود سے پہلے کسی اسٹیشن پر سفر کا سلسلہ توڑ دے تو اسی اسٹیشن پر اسکی ٹکٹ پر پلیگ نشان لگایا جاوے اور درصورتیکہ اسٹیشن مذکور پر پلیگ کا پنچ موجود نہ ہو تو ٹکٹ کی دہنی جانب کا تحتی گوشہ قینچی سے قلم کردیا جاوے۔ اگر کوئی مسافر کسی طاعون زدہ احاطہ سے کسی اسٹیشن پر وارد ہو تو اسکو قوانین پاسپورٹ کا پابند ہونا لازم ہوگا۔ مگر درصورتیکہ وہ اس مقام سے کوچ کرنے کا قصد بارہ گھنٹوں کے عرصہ میں ظاہر کرے اس کا تازہ ٹکٹ حسب تفصیل بالا پنچ کردیا جاوے یا قینچی سے کاٹدیا جاوے اگر ضرورت ہو تو آخر الذکر قاعدہ کی رو سے عطا کئے ہوئے اقتدارات کا استعمال اُن مسافروں کی نسبت کیا جاوے جنکے طرز سے یہ خیال کیا جا سکے وہ بچ نکلنے کا قصد رکھتے ہیں اور اس لحاظ سے وہ زیر نگرانی رکھے جائیں۔

(۲۳) جو لوگ قوانین مندرجہ بالا کی تعمیل سے انحراف اختیار کریں وہ ماخوذ عدالت ہوں گے۔ اور حسب دفعہ ۱۸۸ تعزیرات ہند چھ مہینے تک کی قید یا ایکہزار روپیہ تک کا جرمانہ کی سزا کے یا ان ہر دو قسم کی سزا کے مستوجب ہونگے۔

پاسپورٹ اور پاس سے بعض اشخاص مستثنیٰ

(۲۴) پلیگ کمشنر صاحب کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اشخاص مفصلۂ ذیل کو پاسپورٹ یا پاس حاصل کرنے کی ضرورت سے بری کردیں۔

(۱) ملازمین سررشتہ ہائے ریلوے وڈاک و دیگر ملازمان سرکاری جن کے مدارج کا اندازہ وقتاً فوقتاً پلیگ کمشنر صاحب قرار دیں۔

(۲) ہر ایسا شخص جس کے نسبت وبائی اثر کا گمان کئے جانے کے لئے معقول وجوہات نہ ہوں۔

سزا عدم تعمیل قوانین

(۲۵) جو شخص کہ اپیڈیمک ڈیزز ایکٹ بابتہ ۱۸۹۷ء کے ذیل میں مرتب کئے ہوئے کسی قانون کا عدول یا تخلف کرے یا اسکی پابندی سے انکار کرے یا کسی ایسے کاروائی کا مزاحم ہو جو قانون مذکور کے ضمن میں سرکار کے جانب سے کی جاے یا جس کی ادائی کیلئے کسی عہدہ دار کو جو قانون مذکور کی رو سے سندی طور پر مقرر کیا گیا ہو حکم و اقتدار دیا جاے شخص مذکور ایسے جرم کا مرتکب سمجھا جائیگا جو از روے دفعہ ۱۸۸ تعزیرات ہند قابل تعزیر ہے اور ثبوت جرم پر شخص مذکور چھ مہینے تک کی قید یا ایکہزار روپیہ تک کے جرمانہ کی سزا کا یا ان ہر دو قسم کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

(۲۶) چونکہ قوانین پلیگ خود سرکاری احکام ہیں جو اپیڈیمک ڈیزز ایکٹ کے ذیل میں باضابطہ طور پر مرتب ہو کے اجرا ہوے ہیں لہذا احکام مذکورہ کے عدول کا مواخذہ کرنے سے پہلے حکم منظوری حاصل کرنا درکار نہ ہوگا۔

(۲۷) اگر اہالیان کوتوالی کو یہ باور کرنیکے لئے قرائن ہوں کہ کوئی شخص قوانین پلیگ کی رو سے بچنے کی غرض سے اپنا نام یا مقام سکونت غلط طور پر بتاتا ہے تو بہ تعمیل دفعہ (۵۷)

ضابطہ فوجداری انکو اختیار رہے کہ شخص مذکور کو اسوقت تک روک رکھیں کہ انکو اس کا حقیقی نام اور مقام سکونت معلوم ہو جائے۔ درصورتیکہ یہ کوائف شخص مذکور سے معلوم نہ ہو سکیں یا وہ کوئی اقرار نامہ نہ لکھدے۔ اہالیان کوتوالی کو چاہیئے کہ اسکو بلا تعویق کسی مجسٹریٹ کے اجلاس پر پیش کر دیں۔

(۲۸) از روئے قوانین پلیگ اہالیان ریلوے کے مندرجۂ ذیل فرائض ہیں۔

(۱) بہ اعانت کوتوالی پلیٹ فارم پر باخبر رہیں تاکہ جو مسافر کسی اسٹیشن پر وارد ہو بجز معمولی خرچ کے اور کسیطرح احاطۂ اسٹیشن سے نہ نکلنے پائیں

(۲) اس کا انتظام کریں کہ ان ٹکٹوں پر جو طاعون زدہ احاطوں میں جاری کئے گئے ہیں یا ان احاطوں سے وارد ہو کے روانہ ہونیوالوں کو از سر نو جاری ہوتے ہیں پنچ قینچی سے حسب قرارداد نشان لگایا جائے۔

> از روئے قوانین پلیگ اہالیان ریلوے کے فرائض

(۳) وبائی یا اعلان شدہ اسٹیشنوں پر جاری کیے ہوئے ٹکٹ رکھنے والے کل مسافروں کو اُسوقت تک روک دیں کہ اُنکے نام و مقام سکونت لکھ لیے جائیں۔ اور انکو پلیگ کے کارکن متعینہ سے یا چھوٹے اسٹیشنوں پر اہالیان اسٹیشن ہی سے پاسپورٹ مل جائے۔

(۴) ان ڈبوں کو ٹرین سے الگ کریں جنمیں طاعون کے بیمار یا جنکے نسبت بیمار ہونے کا گمان ہو سفر کیے ہوں اور ان ڈبوں کا ڈس انفکشن دینی وبائی اثر زائل کرنے کی کارروائی کریں

(۵) اس کا انتظام کریں کہ طاعون زدہ احاطوں سے لائے ہوئے سامان میں جو چوہے چھپے ہوئے آ گئے ہوں انکو ڈھونڈھ نکال کے مار ڈالا جائے

> اہالیان ریلوے کے فرائض

(۶) ہر ایک ڈبہ میں ایک نوٹس اس مضمون کا چسپاں کریں کہ طاعون زدہ مقامات سے آنے والے مسافر اپنی اپنی فرودگاہ کے اسٹیشن پر پاسپورٹ حاصل کر لینا چاہیئے

(۷) ٹرین معاینہ کے اسٹیشن پر پہنچنے سے پہلے ڈبوں کو مقفل کر دیں۔

(۸) تاختم معاینہ طبی ٹرین کو روک رکھیں۔

(۹) باخبر رہیں تاکہ کوئی ایک مسافر اپنے معائنہ کا پورا انتظام ہو جانے سے پہلے اپنے ڈبہ سے اترنے کا مجاز نہ ہو۔

(۱۰) عہدہ داران طبی و کوتوالی کے جو معائنہ کے کام کو انجام دیتے ہیں ہر طرح سے امداد دیں تاکہ ٹرینوں کے توقف کی مدت حتی الامکان تقلیل پیدا ہو۔

(۱۱) ان ہدایتوں پر عمل پیرا ہوں جو مسافروں کے نام و نشان سکونت کے متعلق جاری کی گئی ہیں۔

(۱۲) عموماً قوانین پلیگ کی تعمیل میں ہر طرح سہولت پیدا ہونیکا انتظام کریں۔

ٹیکہ زدہ اشخاص کیلئے رعایتیں

(۲۹) (۱) ان اشخاص کو جو اس مضمون کے صداقتنامے رکھتے ہوں کہ انکو یم ہافکن کے ایجاد کئے ہوئے طریق سے ٹیکہ لگایا گیا ہے مندرجہ ذیل رعایتوں کا فائدہ دیا جائے گا۔ بشرطیکہ صداقتنامجات مذکور کی تاریخ زیادہ سے زیادہ چھ مہینے سے پہلے کی اور کم از کم دس دن کے بعد کی نہ ہو۔

الف اشخاص مذکور کو بشرطیکہ وہ پلیگ سے بیمار نہ ہوں اور نہ اُنکے نسبت بیمار رہنے کا شبہ ہو اثنار سفر میں کسی ریلوے یا سڑک کے مقام معائنہ پر نہیں روکا جائے گا۔ مگر صرف اتنی دیر کے لئے جو ان کے سامان اور لباس سے وبائی اثر زایل کرنے کے لئے ضرور ہو درصورتیکہ سامان مذکور کی حالت مشتبہ پایجائے

(ب) اشخاص مذکور کو یہ بھی مجبوری نہ ہوگی کہ وہ پاسپورٹ حاصل کریں اور طاعون زدہ مقام سے یا کسی ایسے مقام سے جو قوانین ہذا کی ضرورتوں کے لئے منجانب رزیڈنٹ صاحب بہادر یا پلیگ کمشنر صاحب اعلان کر دیا گیا ہو وارد ہونے کے بعد دس دن تک اپنے آپکو معائنہ کے لئے حاضر کریں مگر ان کا معائنہ ان کے مکانوں پر کیا جا سکتا ہے اور اس غرض سے انکو لازم ہوگا کہ اگر کوئی عہدہ دار پلیگ دس دن کے عرصہ میں ان کا نام و نشان سکونت دریافت کرے تو بیان کر دیں۔

(۲) ٹیکہ کا صداقتنامہ حسب نمونہ ملحقہ لکھا جائے گا اگر کسی صداقتنامہ میں جو سندی طور پر

جاری کیا گیا ہو یا انگشت کا نشان لگایا گیا ہو تو تشخیص کا اور کوئی اطمینان بخش ثبوت مان لیا جا سکتا ہے

طاعون زدہ اضلاع سے آئے ہوئے ریل گاڑی کے ڈبوں سے وبائی اثر زائل کرنیکا طریقہ

(۳۰) جب کسی طاعونی اضلاع سے آیا ہوا ڈبہ کسی اسٹیشن پر ٹرین سے جدا کیا جائے تو عہدہ داران ریلوے کو چاہیئے کہ پھر اسکو استعمال کرنے سے پہلے حسب طریقہ مندرجہ ذیل اُس کا وبائی اثر زائل کرنیکے لئے اور اُسکو ہوا کے ذریعہ سے پاک کرنیکا بعجلت ممکنہ انتظام کریں۔

(۱) درجہ سوم کے ڈبے اندرونی چوبی بندش خصوصًا فرش اور نشستگاہوں کو ہرکوریداف مرکیوری (ہر ہزار حصہ میں ایک حصہ) اور ہیڈروکورک ایسڈ (ہر ہزار حصہ میں دو حصہ) سے مرکب پانی سے کامل طور پر دھو دیا جائے ڈبے کے دروازے اور دریچے کھول کر ہوا میں چھوڑ دیا جائے۔ ڈبہ کے اندر کا جھاڑا ہوا خاشاک خبرداری سے جمع کر کے جلا دیا جائے۔

(۲) اول اور دوم درجہ کے ڈبے فرش اور چوبی بندش کی نسبت حسب تفصیل بالا عمل کیا جائے اور توشکیں بھی جھاڑ کر پاک کر لیجائیں اور اُسکے بعد کم از کم چار گھنٹوں کی مدت تک دھوپ میں رکھی جائیں۔

ان ڈبوں سے وبائی اثر زائل کرنیکا طریقہ جس میں طاعون کے بیمار نے سفر کیا ہو

(۳۱) کسی ریلوے کے ڈبے سے جب ایک مسافر جو طاعون سے بیمار ہو اُتارا جائے تو اُس ڈبہ کو حسب آسایش سب سے قریب کے اسٹیشن پر ٹرین سے جدا کر کے حسب طریق مفصلہ ذیل اس سے وبائی اثر زائل کرنے کا انتظام کیا جائے

(الف) ڈبہ مذکور ٹرین سے جدا ہونیکے بعد نرم صابون سے کامل طور پر دھویا جائے پھر دو تین ساعت کے وقفہ سے اُس کو آب خالص سے دھو دیں اور اُسکے بعد حسب تفصیل ذیل مرکب پانی کو ڈبہ کے ہر اندرونی و بیرونی مقام پر پچکاری کے ذریعہ سے کامل طور پر چھڑکا یا جائے۔

کروسف سمنٹ ½ اونس۔ ہیڈروکورک ایسڈ ۱۱ اونس۔ پانی ۳ گالن۔ یہ آب مرکب

ڈبو نیز بھی سوکھ جانے کے لئے چھوڑ دیا جاوے اس پر خاص توجہ کیجاوے کہ مرکب مذکور ڈبہ کے کل شگافوں اور شکنوں میں اور جھلملیوں میں پہنچ جاوے۔

(ب) ڈس انفکشن کے بعد ڈبوں کو کشادہ مقام پر اڑتالیس گھنٹوں تک چھوڑ دیا جاوے اس مدت کے بعد پھر اُن کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(ج) اول اور درجہ دوم ڈبوں کے نسبت جنہیں طاعونی کیڑوں کو امن پانے کے موقع بہ نسبت درجہ سوم کے ڈبوں کے بہتر ملتے ہیں یہ لازمی ہوگا اگر ڈبے خراب حالتیں ہوں تو اُن کی تو شکیں جلادی جائیں۔ اور چوبی ساخت پر حسب تفصیل بالا کارروائی کرنے کے بعد اندرونی حصہ پر تازہ رنگ چڑھا دیا جاوے۔

(۲) اگر ڈبہ کے کسی حصہ میں کوئی ایسا شخص جسکی نسبت بیماری کا شبہ ہو سفر کیا ہو تو اس ڈبہ کی نسبت بھی حسب ہدایات مندرجہ قوانین بالا عمل کرنا ہوگا۔ ڈبہ مذکور اگر درجہ سوم کا ڈبہ ہو تو خشک ہو جانے پر اسکے دوبارہ استعمال کرنے کی اجازت دیجا سکتی ہے۔ مگر اول و دوم درجہ کے ڈبے ڈس انفکشن کے بعد اسوقت تک مقفل اور خارج از استعمال رکھے جائیں کہ اس بیمار مشتبہ کے مرض کی صاف طور پر تشخیص ہو جاوے اسکے بعد اس مسئلہ کا تصفیہ کہ آیا توشکیں بھی جلا دیجائیں اور ڈس انفکشن کی مزید کارروائی کی جاوے یا نہیں حسب قوانین مندرجہ فقرات بالا نشان (الف) و (ج) کیا جاویگا۔

حسب الحکم شرح دستخط ڈبلیو ہیگ میجر اول مددگار رزیڈنٹ

پلیگ انا کیولیشن (رائل ارمس) سرٹیفکیٹ

نشان تصدیق کیجاتی ہے

ساکن باپ کا نام

قصبہ / تھانہ کوچہ / موضع

ضلع کو میرے ہاتھ سے ٹیکہ لگایا گیا ہے اور نیز یہ کہ اس کی نر انگشت کا نشان اسی وقت میرے سامنے چھاپا گیا۔ دستخط مقام نشان نر انگشت

احکامات انسدادی طاعون

ازجریدہ اعلامیہ ۲۲ امرداد ۱۳۱۳ف صفحہ ۱۰۳۱ جز ثانی۔

ازطرف معتمد سرکار عالی علاقہ عدالت وکوتوالی وامور عامہ (صیغہ پلیگ) نشان (۸۷)

مورخہ ۱۱ امرداد ۱۳۱۳ف م یکم ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ

اعلان

حسب الحکم عالیجناب مہاراجہ بہادر یمین السلطنت مدار المہام سرکار عالی۔

ترجمہ اعلامات نمبر ۲۴ و ۳۴ و ۴۴ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۰۴ء مجریہ صاحب عالیشان بہادر بغرض اطلاع عام مشتہر کیا جاتا ہے۔

احکام رزیڈنسی

اعلان

حیدرآباد رزیڈنسی مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۰۴ء ۴۲

حسب قانون امراض وبائیہ نشان (۳) بابتہ ۱۸۹۷ء من حیث الاطلاق قانون مذکور مطابق منشاء اعلان نشان (الف ۲۴۳) مورخہ ۲ فروری ۱۸۹۷ء مجریہ گورنمنٹ آف انڈیا صیغہ خارجہ بجملہ اراضیہائے واقع ممالک محروسہ سرکار عالی نظام جن میں اسوقت ریلوے لائنیں ہیں یا آگے چلکے ہوں گی اور جو نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کے دائرہ اقتدار کے اندر واقع ہیں اور باستعمال اُن اختیارات کے جو رزیڈنٹ صاحب حیدرآباد کو گورنمنٹ آف انڈیا کے صیغہ خارجہ کے اعلان نشان (۴۴۴) الف مورخہ ۴ فروری ۱۸۹۷ء کے ذریعہ سے عطا فرمائے ہیں صاحب موصوف قواعد ذیل حسب دفعہ دوم ضمن (ب) متضمنہ قانون محولہ وضع فرماتے ہیں۔

(۱) ہر ایک گاڑی جو بمبئی کی طرف سے اسٹیشن رائچور کو آتی ہوگی وہاں رکی

قوانین ان سارزمین اربلوی کی منظوری مجلس عثمانی سرکار عالی مورخہ ۱۱ امرداد ۱۳۱۳ف

جائیگی۔ کوئی شخص جو ایسی ٹرین میں سفر کر رہا ہو مجاز نہ ہوگا کہ جس ڈبہ میں وہ آیا ہو اُس پر سے اُتر کر رائچور کی ریلوے اسٹیشن کے حدود سے پا پیادہ باہر چلا جاوے یا آنگریٹ انڈین پنینشولا ریلوے پر ان مقامات سے آگے جاوے اور نیز وہ اشخاص رائچور کے اسٹیشن سے روانہ ہونا چاہیں۔ اس بات کے مجاز نہ ہونگے کہ ایسی ٹرین میں سوار ہوں تاوقتیکہ ان کا طبی معاینہ حسب طریقہ ہائے مصرحہ قواعد ہذا نہ کر لیا گیا ہو۔

(۲) کوئی شخص جو ایسی گاڑی کے کسی حصہ میں سفر کرتا ہو جو مسافروں کی سواری کے لئے مقصود نہ ہو۔ یا کسی طرح سے اپنے کو چھپاوے یا اپنے کو قواعد ٹیک کے اثر سے بچانے کے لئے اپنی روانگی کے اسٹیشن کا نام اخفا کرنے کی کوشش کرے۔ تو وہ شخص مستوجب سزا کا ہوگا۔

(۳) صاحب عالیشان بہادر کسی شخص یا کئی اشخاص کو باعتبار اسم یا بہ لحاظ عہدہ ان قواعد کے مقاصد کی تکمیل کے لئے خدمت انسپکٹنگ میڈیکل افسری پر مقرر کر سکینگے۔ اور ایسے کسی تقرر کو منسوخ بھی کر سکیں گے۔

(۴) انسپکٹنگ میڈیکل افسر (عہدہ دار طبی معاینہ کنندہ) جو اُن قواعد کے بموجب مقرر کئے جائیں مجاز ہونگے کہ اُن تمام اشخاص کا جو بمبئی کی طرف سے رائچور کو آئیں معاینہ کریں۔ اور نیز اُن اشخاص کا معاینہ کریں جو حدود اسٹیشن رائچور میں (جی۔ آئی پی۔ ریلوے) پر سفر کرنے کی غرض سے داخل ہوں اور مجاز ہونگے اُن اشخاص کو مرض طاعون میں مبتلا ہوں یا جنکی نسبت مبتلاے طاعون ہونے کا شبہ کیا جا سکے روک لیں اور ایسے اشخاص کو ریلوے کے حدود سے بہ زیر نگرانی باہر کر دیں اور حدود ریلوے کے ختم ہونے پر انکو سرکار عالی کے کسی عہدہ دار کو جو رائچور کے ہنگامی شفاخانہ پر متعین ہو سپرد کریں وہ اشخاص جنکے پاس حسب نمونہ منسلکہ اس امر کا صداقتنامہ ہوگا کہ انکو (ڈاکٹر ہیفکن) کے طریقے کے مطابق ٹیکہ لگایا گیا ہو تاوقتیکہ فی الحقیقت

وہ مرض طاعون میں مبتلا نہ ہوں روکے جانے سے مستثنیٰ ہونگے ایسا صداقتنامہ چھ مہینے تک کارآمد ہوگا۔

(۵) سینیر انسپکٹنگ پلیگ مڈیکل آفسر ماموُرِ خدمت طاعون ان قواعد کی روسے جو احکام لوگونکو معائنہ کرانے پر مجبور کرنے اور جو لوگ مبتلاے مرض طاعون ہوں یا جن کے نسبت اس مرض میں مبتلا ہونے کا اشتباہ ہو اُن کو روکنے یا دوسرے مقام پر لیجانے کے متعلق صادر کریگا اُن پر کوتوالی کو کاربند ہونا پڑے گا۔ خصوصاً زیر احکام انسپکٹنگ سینیر مڈیکل اہلی کوتوالی مجاز ہوں گے کہ

الف جس مسافر کو چاہیں ٹرین میں سے بغرض معائنہ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر اُتار لیں۔

(ب) اسٹیشن کے اندر جو مقام مسافروں کے لئے قبل معائنہ طبی یا بہ انتظار معاینہ ٹھہرانیکی غرض سے مقرر کیا گیا ہو اس مقام کی طرف جس مسافر کو چاہیں لیجائیں۔

(ج) جس شخص کا طبی معاینہ ہوچکا ہو اس کا ٹکٹ کلکٹر کو ایسے علامات کے ثبت کئے جانیکی غرض سے دلوادیں جس سے معلوم ہوسکے کہ اس کا معاینہ ہوچکا ہے کوئی مسافر جسکے ٹکٹ پر خاص علامت متذکرۂ دفعہ مندرجہ بالا نہ ثبت ہو رایچور سے مدراس ریلوے کمپنی پر سفر نہ کرسکیگا۔

(۶) قواعد متذکرۂ بالا یا جو قواعد اُن احکام کی روسے جاری کئے جائیں۔ اُن کی عدم تعمیل سے خاطی حسب دفعہ ۱۸۸ مندرجۂ تعزیرات ہند مستوجب سزا کا ہوگا فقط

حسب الحکم

ڈپٹی سیکریٹری

اول مددگار رزیڈنٹ

ٹیکہ طاعون　　　　نشان سرکار کا سرٹیفیکٹ

تصدیق کیجاتی ہے کہ فلاں ابن فلاں ساکن محلہ موضع قصبہ شہر
واقع ضلع کو میں ٹیکا لگا چکا ہوں اور اُس نے ... انگشت کا نقش ٹیکہ لگائے جانے کے
وقت میرے سامنے ثبت کیا۔

دستخط　　مورخہ　　نقش نر انگشت کی جگہ

احکام رزیڈنسی

اعلان

حیدرآباد رزیڈنسی مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۹۰۴ء نمبر (۴۳)

قواعد اس ریل کے متعلق جو بولارم سے کیمپ کی اسٹیشن کو آتی ہو

حسب قانون امراض وبائیہ نشان (۳) بابتہ سنہ ۱۸۹۷ء من حیث الاطلاق قانون مذکور مطابق منشاء اعلان نشان (الف ۴۴۳) مورخہ ۴ فروری سنہ ۱۸۹۷ء محررہ گورنمنٹ آف انڈیا صیغہ خارجہ بجلہ اراضی واقع ممالک محروسہ سرکار عالی نظام جنمیں اسوقت ریلوے لائن ہیں یا آگے چلکے ہونگے اور جو نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کے دائرہ اقتدار کے اندر واقع ہیں اور بہ استعمال ان اختیارات کے جو رزیڈنٹ صاحب حیدرآباد کو گورنمنٹ آف انڈیا کے صیغہ خارجہ کے اعلان نشان الف (۴۴۴) ۴ فروری سنہ ۱۸۹۷ء کے ذریعہ سے عطا فرمائے ہیں صاحب موصوف قواعد ذیل حسب دفعہ دوم ضمن (ب) متضمنہ قانون وضع فرماتے ہیں

(۱) ہر ایک گاڑی جو بولارم کے طرف سے کیمپ کے اسٹیشن کو آتی ہوگی وہاں روکی جائیگی۔ کوئی شخص جو ایسی ٹرین میں سفر کر رہا ہو مجاز نہ ہوگا کہ حدود اسٹیشن سے پاپیادہ باہر چلا جاوے یا آنکہ ریلوے لائن ہز ہائینس دی نظامس گارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوے کمپنی پر جاوے تاوقتیکہ اسکا طبی معائنہ حسب طریقہ مصرحہ قواعد ہذا

نہ کر لیا گیا ہو۔

(۲) کوئی شخص جو ایسی گاڑی کے کسی حصہ میں سفر کرتا ہوں مسافروں کے لئے مقصود ہو یا کسی طرح سے اپنے کو چھپائے یا اپنے کو قواعد پلیگ کے اثر سے بچانے کیلئے اپنی روانگی کے اسٹیشن کا نام اخفا کرنے کی کوشش کرے تو وہ شخص مستوجب سزا کا ہو گا۔

(۳) صاحب عالیشان بہادر کسی شخص یا کئی اشخاص کو بلحاظ اسم یا بلحاظ عہدہ ان قواعد کے مقاصد کی تکمیل کے لئے خدمت انسپکٹنگ میڈیکل افسری پر مقرر کر سکینگے اور ایسے کسی تقرر کو منسوخ بھی کر سکیں گے۔

(۴) انسپکٹنگ میڈیکل افسر جو ان قواعد کے موجب مقرر کئے جائیں مجاز ہوں گے کہ اُن تمام اشخاص کا جو کیمپ میں بجوانڑہ کی طرف سے آینوالی گاڑیوں میں وارد ہوں اور ان اشخاص کو جو مرض طاعون میں مبتلا ہوں یا جنکے نسبت مبتلائے طاعون ہونیکا شبہ کیا جاسکے روک لیں۔ اور ایسے اشخاص کو ریلوے کے حدود سے بزور نکال باہر کر دیں۔ اور حدود ریلوے کے ختم ہونے پر انکو سرکار عالی کے کسی عہدہ دار کو جو کیمپ ہذا کے ہنگامی شفاخانہ پر متعین ہو سپرد کر دیں وہ اشخاص جنکے پاس حسب نمونہ ملحقہ اس امر کا صداقتنامہ ہو گا کہ انکو ڈاکٹر ہفکن کے طریقہ کے مطابق ٹیکہ لگایا گیا ہو تاوقتیکہ وہ مرض طاعون میں مبتلا نہ ہو روکے جانے سے مستثنیٰ ہونگے ایسا صداقتنامہ چھ مہینے تک کارآمد ہو گا۔

(۵) سینئر انسپکٹنگ پلیگ میڈیکل افسر مامورہ خدمت طاعون اُن قواعد کی رو سے جو احکام لوگوں کو معاینہ کرانے پر مجبور کرنے اور جو لوگ مبتلائے مرض طاعون یا جنکی نسبت اس مرض میں مبتلا ہونے کا اشتباہ ہو اُنکے روکنے یا دوسرے مقام پر بھیجانے کے متعلق صادر کیا گیا اُنپر کوتوالی کو کاربند ہونا پڑیگا خصوصاً زیر احکام انسپکٹنگ سینئر میڈیکل

افسراعلی کوتوالی مجاز ہوں گے کہ

(الف) جس مسافر کو چاہیں ٹرین میں سے بغرض معاینہ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر اتارلیں

(ب) اسٹیشن کے اندر جو مقام مسافروں کے لئے قبل معاینہ طبی یا باثنائے معاینہ ٹھہرنے کے غرض سے مقرر کیا گیا ہو اس مقام کی طرف جس مسافر کو چاہیں لیجائیں۔

(ج) جس شخص کا طبی معاینہ ہو چکا ہو اُس کا ٹکٹ ٹکٹ کلکٹر ایسے علامات ثبت کئے جانیکی غرض سے دلوادیں جس سے معلوم ہو سکے کہ اُس کا معاینہ ہو چکا ہے کوئی مسافر جسکے ٹکٹ پر خاص علامت متذکرہ دفعہ مندرجہ بالا نہ ثبت ہو کہم مٹہ سے ریلوے لائن ہز ہائنس دی نظامس گارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوے کمپنی پر سفر نہ کر سکیگا۔

(۶) قواعد متذکرہ بالا یا جو قواعد ان احکام کی رو سے جاری کئے جائیں اُن کی عدم تعمیل سے خاطی حسب دفعہ ۱۸۸ مندرجہ تعزیرات ہند مستوجب سزا ہو گا۔

حسب الحکم

ڈی ہیگ سیجر اول مددگار رزیڈنٹ

نمبر

ٹیکہ طاعون نشان سرکار کا سارٹیفکٹ

تصدیق کیجاتی ہے کہ فلاں ابن فلاں ساکن محلہ / موضع قصبہ / تعلقہ واقع ضلع کو میں ٹیکہ لگا چکا ہوں اور اُس نے نراانگشت کا نقش ٹیکہ لگائے جانے کے وقت میرے سامنے ثبت کیا فقط

دستخط مورخہ نقش نرانگشت کی جگہ

احکام رزیڈنسی حیدرآباد

اعلان

حیدرآباد رزیڈنسی نمبر ۴ مورخہ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۴ء

حسب قانون امراض وبائیہ نمبر ۳ بابتہ ۱۸۹۷ء من حیث الاطلاق قانون مذکور بطابق

(الف)

نشان اعلان نمبر ۱۳۴۴ مورخہ ۴ فروری ۱۸۹۷ء مجریہ گورنمنٹ آف انڈیا صیغہ خارجیہ بجملہ اراضی ہاے واقع ممالک محروسہ سرکار عالی نظام جنمیں سوقت ریلوی لائنیں ہیں یا آگے چلکر ہونگے اور جو نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کے دایرہ اقتدار کے اندر واقع ہیں اور باستعمال آن اختیارات کے جو رزیڈنٹ صاحب حیدرآباد کو گورنمنٹ آف انڈیا کے صیغہ خارجہ اعلان نشان ۱۳۴۴ الف مورخہ ۴ فروری ۱۸۹۷ء کے ذریعہ سے عطا فرماتے ہیں صاحب موصوف قواعد ذیل حسب دفعہ دوم ضمن (ب) متعلقہ قانون محولہ وضع فرماتے ہیں

قواعد درباب ریل کے مسافرین جو مدراس کی طرف سے رائچور اسٹیشن کو آئیں

(۱) ہر ایک گاڑی جو مدراس کی طرف سے رائچور کی اسٹیشن کو آتی ہوگی وہاں روکی جائیگی کوئی شخص جو ایسے ٹرین میں سفر کر رہا ہو مجاز نہ ہوگا کہ گاڑی سے اتر جاے یا رائچور اسٹیشن کے حدود سے پاپیادہ باہر چلا جاے یا انگہ ریلوی لائن گریٹ انڈین پنشلا ریلوے کمپنی پر وہاں سے آگے جائے اور نیز وہ شخص جو رائچور کے اسٹیشن سے ریلوے لائن گریٹ انڈین پنشلا ریلوے کمپنی پر روانہ ہو جاے اسبات کا مجاز نہ ہوگا کہ کسی گاڑی میں سوار ہو تاوقتیکہ اس کا طبی معاینہ حسب طریقہ مصرحہ قواعد ہذا نہ کر لیا گیا ہو۔

(۲) کوئی شخص جو ایسی گاڑی کے کسی حصہ میں سفر کرتا ہو جو مسافروں کی سواری کے لئے مقصود نہ ہو یا کسی طرح سے اپنے کو چھپاے یا اپنے کو قواعد پلیگ کے اثر سے بچانیکے لئے اپنی روانگی کے اسٹیشن کا نام اخفا کرنے کی کوشش کرے تو وہ شخص مستوجب سزا کا ہوگا۔

(۳) صاحب عالیشان بہادر کسی شخص یا کئی اشخاص کو باعتبار اسم یا بلحاظ عہدہ اُن قواعد کے مقاصد کی تکمیل کے لئے خدمت انسپکٹنگ مڈیکل افسری پر مقرر کر سکینگے اور ایسے کسی تقرر کو منسوخ بھی کر سکیں گے۔

(۴) انسپکٹنگ مڈیکل افسر جوان قواعد کے بموجب مقرر کئے جائیں مجاز ہونگے۔

کہ ان تمام اشخاص کا جو مدراس کی طرف سے آنیوالی گاڑیوں پر سوار ہو کر رائچور وارد ہوں اور نیز اُن تمام اشخاص کا معاینہ کریں جو رائچور اسٹیشن کے حدود میں ریلوے لائن گریٹ انڈین پننشلا ریلوے پر سفر کرنے کی غرض سے داخل ہوں اور مجاز ہونگے کہ ان تمام اشخاص کو جو مرض طاعون میں مبتلا پائے جائیں یا جن کے نسبت مبتلا طاعون ہونے کا شبہ کیا جا سکے روک لیں اور ایسے اشخاص کو جو حدود ریلوے کے ختم ہونے پر انکو سرکار عالی کے کسی عہدہ دار کے جو رائچور کے ہنگامی شفاخانہ پر متعین ہو سپرد کر دیں۔ وہ اشخاص جن کے پاس حسب نمونہ منسلکہ اس امر کا صداقت نامہ ہوگا کہ انکو ڈاکٹر ہفکن کے طریقہ کے مطابق ٹیکہ لگایا تا وقتیکہ فی الحقیقت وہ مرض طاعون میں مبتلا نہ ہوں روکے جانے سے مستثنیٰ ہونگے ایسا صداقت نامہ چھ مہینے تک کار آمد ہوگا۔

(۵) سینیر میڈیکل انسپکٹنگ افسر ماموری خدمت طاعون ان قواعد کی روسے جو احکام لوگونکو معاینہ کرانے پر مجبور کرنے اور جو لوگ مبتلا مرض طاعون ہوں یا جنکے نسبت اس مرض میں مبتلا ہونے کا اشتباہ ہو انکے روکنے یا دوسرے مقام پر لیجانے کے متعلق صادر کرے گا انپر کوتوالی کو کاربند ہونا پڑیگا۔ خصوصاً زیر احکام انسپکٹنگ میڈیکل افسر اہالیان کوتوالی مجاز ہونگے کہ

الف جس مسافر کو چاہیں ٹرین میں سے بغرض معاینہ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر اُتاریں۔

(ب) اسٹیشن کے اندر جو مقام مسافروں کے لئے قبل معاینہ طبی یا باانتظار معاینہ ٹھہرنے کی غرض سے مقرر کیا گیا ہو اُس مقام کے طرف جس مسافر کو چاہیں لیجائیں۔

(ج) جس شخص کا طبی معاینہ ہو چکا ہو اُس کا ٹکٹ ٹکٹ کلکٹر کو ایسی علامت کے ثبت کئے جانے کی غرض سے دلوا دیں جس سے معلوم ہو سکے کہ اُس کا معاینہ ہو چکا ہے کوئی مسافر جسکے ٹکٹ پر خاص علامت متذکرہ دفعہ مندرجہ بالا ثبت ہو رائچور سے ریلوے لائن گریٹ انڈین پننشلا ریلوے کمپنی پر سفر کر سکیگا۔

(۶) قواعد متذکرہ بالا جو قواعد ان احکام کی رو سے جاری کئے جائیں اُنکی تعمیل سے خاطی حسب دفعہ ۱۸۸ مندرجہ تعزیرات ہند مستوجب سزا ہوگا۔ حسب الحکم ڈبلیو ہیگ میجر اول مددگار صاحب عالیشان بہادر

ٹیکہ طاعون نشان سرکار کا سارٹیفکیٹ

تصدیق کیجاتی ہے کہ فلاں بن فلاں ساکن محلہ/موضع قصبہ/تھانہ واقع ضلع کو میں ٹیکہ لگا چکا ہوں اور اُسنے نشان انگشت کا نقش ٹیکہ لگائے جانیکے وقت میرے سامنے ثبت کیا۔ نقش نشان انگشت کی جگہ

از جریدہ اعلامیہ ۲۶ آذر ۱۳۱۲ ف مدت ۹۹ جز ثانی منجانب معتمد عدالت مورخہ ۲ آذر ۱۳۱۲ ف حسب الحکم در المہام بہادر

اعلان

جب کسی ضلع کے کسی تعلقہ کے کسی موضع میں وبائی طاعون ہو تو وہ تعلقہ مقام وبائی قرار پائیگا۔ پلیگ کمشنر حسب منشاء وسپرنٹنڈنٹ صاحب ریلوے پولیس و صاحب عالیشان بہادر کے مشورہ سے قرار پایا کہ جب کسی ضلع کے کسی تعلقہ کے کسی موضع میں وبا طاعون ہو تو اُس ضلع میں وہ تعلقہ وبائی مقام قرار پائیگا جسکے مواضعات سے کوئی موضع وبائی ہو وبائی مقامات کے لوگ ضرور قرنطینہ میں ٹھہرائے جائینگے لیکن اُس ضلع کے دوسرے تعلقات کے باشندے ریل پر حیدرآباد آنا چاہیں تو ضرور ہے کہ وہ عہدہ داران دیہی یا تحصیلدار سے ایک سارٹیفکیٹ اس مضمون کا حاصل کریں کہ وہ شخص کسی وبائی مقام سے نہیں جاتا ہے صرف وہی لوگ ڈٹینشن کمپس میں روکے جائینگے جنکے پاس ایسا سارٹیفکیٹ نہ ہو عہدہ داران مال اس اعلان کی تشہیر اپنے مفوضہ اضلاع و تعلقات میں کردیں تاکہ رعایا مقامات غیر وبائی کو تکلیف نہو سارٹیفکیٹ بموجب نمونہ ذیل دیا جایا کرے جو شخص جھوٹی سارٹیفکیٹ پیش کرے وہ سزا پائیگا عہدہ داران دیہی اور تحصیلدار کو چاہیئے کہ سارٹیفکیٹ دیتے وقت پوری طرح تحقیق کرلیا کریں کہ کسی شخص کو سازش کی بنا پر نہ دیا جائے کیونکہ عہدہ داران دستخط کنندہ ذمہ دار ہیں انہیں سے بازپرس کیا جائیگا۔

نمونہ سارٹیفکیٹ

میں تصدیق کرتا ہوں کہ ... ولد ... عمر ... سال ... ذات ... پیشہ ... ساکن ... موضع ... تعلقہ ضلع ... ہے اور اُس کا مقام سکونت مرض طاعون سے پاک ہے فقط دستخط تحصیلدار یا عہدہ دار دیہی مورخہ سنہ

بقیہ مقام

سارٹیفکٹ کے پشت کے ریمارکس

(۱) تحصیلداران اپنے تعلقات مفوضہ کے عہدہ داران دیہی کو سارٹیفکٹ کی مطبوعہ کتابیں اپنی کچہری تحصیل کے مہر ثبت کرکے تقسیم کریں۔

(۲) جب کئی نام ایک سارٹیفکٹ میں لکھے جائیں تو جملہ تعداد حروف و ہندسوں میں لکھی جائے

قواعد متعلقہ حفاظت بلدہ و بیرون بلدہ حیدرآباد از حملۂ طاعون

(۱) بلدہ و بیرون بلدہ حیدرآباد کو حملہ طاعون سے محفوظ رکھنے کی غرض سے مختلف ریلوے اسٹیشنوں پر مسافروں کا ٹھہرانیکے کیمپ مقرر کئے گئے ہیں یا کئے جائینگے جہاں اُن مسافروں کا جو طاعون زدہ مقامات سے حیدرآباد کو آتے ہوں طبی معائنہ کیا جائیگا اور اگر ضرورت ہوگی تو انکو ٹھہرا لیا جائیگا۔ ٹھہرائے جانیکی مدت عام طور سے دس دن ہے۔

(۲) طاعون زدہ مقامات سے جو مسافر آتے ہیں اُن میں سے صرف ایسے لوگونکو ان کیمپوں میں ٹھہرائے جانے سے مستثنیٰ قرار دیا جائیگا جو درجہ اول و دوم کے مسافر ہوں یا اُن مسافروں کے نوکر ہوں یا ملازمین سرکاری جو بکار سرکار سفر کر رہے ہوں۔ لیکن اگر پلیگ میڈیکل آفسر کو معقول وجہ شبہ کی ہو تو یہ لوگ ٹھہرائے جانیکے مستوجب ہوں گے۔

(۳) خاص حالات میں بحکم پلیگ کمشنر طاعون زدہ مقامات سے آنے والے تیسرے درجہ کے مسافروں کو بھی کسی ڈٹینشن کیمپ میں مدت معینہ تک ٹھہرائے جانیکے بغیر حیدرآباد آنے دیا جائیگا۔ ایسی اجازت پلیگ کمشنر اسی حالت میں دیں گے جب کہ حیدرآباد وسکندرآباد کا کوئی معتبر باشندہ اس امر کی ضمانت کرے کہ مسافر حیدرآباد پہنچنے کے بعد دس دن تک بغرض معائنہ طبی حاضر ہوتا رہیگا۔ پلیگ کمشنر کو ایسے ضرورتوں میں اپنے اختیار تمیزی کے متعلق کارروائی کرنے کا پورا حق حاصل ہے اور انکا فیصلہ اس بارہ میں

قطعی سمجھا جائیگا

(۴) جب مسافر مدت معینہ تک کیمپ میں ٹھہرایا جا چکیگا تو اُس کو پلیگ میڈیکل افسر کی طرف سے اس مضمون کا ایک صداقتنامہ دیا جائیگا اور پھر اُس سے کوئی تعرض نہ ہوگا لیکن مسافر کو چاہیئے کہ جب ریلوے پلیگ پولیس افسر اُس سے یہ صداقت نامہ طلب کرے تو صداقتنامہ افسر مذکور کے حوالہ کردے۔

(۵) اُن مسافروں کے سفر میں خواہ وہ ریل کے کسی درجہ میں سفر کرتے ہوں اُسوقت تک دخل دہی نہ ہوا کریگی جب تک اُن کے ٹکٹ سے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کسی وبائی مقام سے آتے ہیں البتہ اگر پلیگ میڈیکل افسر کو کسی معقول وجہ کی بنیاد پر شبہ ہو جائے تو وہ روک لئے جائیں گے۔ وہ مقامات طاعون زدہ سمجھے جاینگے جو گورنمنٹ آف انڈیا کے سب سے بعد کے اعلان مطبوعہ احکام رزیڈنسی میں وبازدہ قرار دیئے گئے ہوں ان مقامات کی اطلاع پلیگ کمشنر جملہ عہدہ داران پلیگ کو وقتاً فوقتاً دیتے رہا کریں گے۔

(۶) جو مسافر کیمپ میں ٹھہرائے جانے سے فسٹ یا سکنڈ کلاس کے درجہ میں سفر کرنیکے باعث یا از روے احکام پلیگ کمشنر مستثنیٰ کئے گئے ہوں اُنکے نسبت کارروائی کی غرض سے ریلوے پولیس کا ایک خاص عملہ مقرر کیا گیا ہے۔ جب کسی مسافر کی ٹکٹ سے جو حیدرآباد کو آتا ہو معلوم ہو کہ وہ طاعون زدہ مقام سے آرہا ہے۔ اور وہ مسافر اس مضمون کا صداقت نامہ پیش نہ کر سکے کہ وہ کیمپ میں ٹھہرایا جا چکا ہے۔ تو اہالی ریلوے پلیگ پولیس اُسکو اس مضمون کا ایک نوٹس دینگے کہ حیدرآباد پہنچنے کے بعد دس روز تک بغرض معاینہ طبی حاضر ہوا کرے۔ اس نوٹس کا ایک مثنی ریلوے پلیگ پولیس مقامی پولیس کو ریلوے اسٹیشن پر دے گی۔

(۷) مقامی پولیس ان نوٹسوں کو دیتے ہی اس امر کے دریافت کرنیکا انتظام کرے گی کہ مسافر کہاں ٹھہرنیکا قصد رکھتا ہے اور نوٹس کو اُس عہدہ دار طبی کے سپرد کردے گی جسکے دواخانہ میں ایسے مسافر کو رجوع ہونیکے لئے کہا جائے۔ اگر مسافر دوسرے روز شفاخانہ حاضر نہ ہو تو عہدہ دار طبی کو چاہیئے کہ قریب ترین ناکہ کوتوالی میں اس کی اطلاع کرے جہاں سے اُسکو حاضر ہونے پر مجبور کرنے کا انتظام کیا جائے گا۔

(۸) جو مسافر خیریت آباد و سیف آباد کو جانا چاہتے ہوں اُنہیں ہدایت کردیجائے کہ سول دسپنسری چادرگھاٹ میں رجوع ہوں بلدہ کے جانے والے مسافروں کو پہلے روز دار الشفا افضل گنج میں اور اُسکے بعد جو دواخانہ اُن کے مکان کے قریب ہو وہیں یا کسی دوسرے دواخانہ میں جہاں رجوع ہونے کے لئے عہدہ دار طبی انہیں ہدایت کرے۔ چادرگھاٹ میں ٹھہرنے والے مسافر سول دسپنسری میں اور بازار ریزیڈنسی کو جانے والے مسافر ریزیڈنسی کے شفاخانہ میں رجوع ہوا کریں گے۔

(۹) مسافر حیدرآباد پہنچنے کے بعد اس امر کا انتظام کرسکتے ہیں کہ خواہ کسی عہدہ دار طبی سے بادائے فیس مقررہ اپنے مسکن پر طبی معائنہ کرائیں۔ یا اپنے معمولی معالج سے معائنہ کرائیں لیکن بصورت آخری ضرور ہوگا کہ اُن کے معالج پلیگ کمشنر کے پاس یا اُس عہدہ دار طبی کے پاس جہاں اسکو رجوع ہونا پڑتا دس روز تک اس مضمون کی رپورٹ بھیجے کہ نووارد زیر معائنہ طبی ہے جن صورتوں میں مسافروں کا طبی معائنہ خود اُنکے مکانات پر کوئی سرکاری عہدہ دار طبی اگر کرے تو از روے اعلان سرکار نشان (۲) مورخہ ۳ ار دی ۱۳۱۱ ف فیس بشرح ذیل ادا کرنی چاہیئے۔

ہر روز ایک مرتبہ جانیکے لئے ۸ ر اسمیں سے دو روپیہ تو پہلے دن ادا کردینے چاہئیں۔ اور باقی تین روپیہ دسویں دن جو مسافر حیدرآباد سے چلا جانا یا نقل مکان کرنا چاہتا ہو اُسے چاہیئے کہ اسکی باضابطہ اطلاع اپنے حلقہ کے امین کو توالی کو دے۔ ہر عہدہ دار

بھی پر لازم ہے کہ جس مسافر کا نوٹس اُسکے پاس بھیجا گیا ہے اگر وہ کسی دن نہ آئے تو فوراً اُس کی اطلاع پولیس کو کردے۔

(۱۰) جو مسافر بیگم پیٹھ کے اسٹیشن پر اُتریں اُنکے نوٹسوں کے متعلق حسب ذیل عمل ہوگا

(الف) جو مسافر سکندرآباد کو جانے والے ہوں ان کی نوٹس ریلوے پلیگ پولیس عہدہ دار پولیس چھاونی سکندرآباد متعینہ اسٹیشن بیگم پیٹھ کے حوالہ کردے۔

(ب) جو مسافر کسی موضع صرف خاص بیرون بلدہ کو جانے والے ہوں اُن کی نوٹس پولیس صرفخاص متعینہ اسٹیشن بیگم پیٹھ کے حوالہ کردے جائیں۔

(ج) جو مسافر سیف آباد وغیرہ کو جانے والے ہوں اُن کی نوٹس کوتوالی بلدہ متعینہ اسٹیشن بیگم پیٹھ کے حوالہ کردئے جائیں۔ جو مسافر حیدرآباد کی ریلوے اسٹیشن پر اُتریں لیکن بیرون بلدہ کے کسی موضع صرف خاص میں جانا چاہیں اُنکی نوٹس کوتوالی بلدہ کو توالی صرف خاص متعینہ اسٹیشن حیدرآباد کے حوالہ کردے۔

(۱۱) برٹش انڈیا میں جو قاعدہ مروج ہے اُسکے مطابق اگر کوئی شخص اس مضمون کا صداقتنامہ پیش کرے کہ گزشتہ چھ مہینے میں اُسکے پروفیسر ہفکین کے طریقہ کے موجب ٹیکہ لگ چکا ہے تو تاوقتیکہ وہ حقیقتاً مبتلائے طاعون نہ ہو اُسکو روکے جانے سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا۔ البتہ اُسقدر عرصہ تک اُسکو ٹھہرایا جاسکیگا۔ جو اُس کے سامان اور کپڑوں کو وبائی اثر سے پاک کرنیکے لئے ضروری متصور ہو۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ جو صداقت نامہ مسافر پیش کرے اُس پر جو تاریخ درج ہو وہ پیش کرنے کی تاریخ سے دس دن پہلے سے کم کی نہ ہو۔

(۱۲) جملہ عہدہ داران مامورۂ خدمت طاعون کو بہ تقید فہمائش کیجاتی ہے کہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہمدردی خلائق کو اپنا شعار بنائیں اور سختی روا نہ رکھیں جو شکایت کسی کی طرف سے موصول ہو اُسپر بغور لحاظ کیا جائیگا۔ اور اگر سختی یا ظلم یا بے احتیاطی کا ظہور میں آنا ثابت ہو

توخاطی کے نسبت سخت تدارک کیا جاوے گا۔

(۱۳) مسافروں کو اور ان تمام لوگوں کو جن سے یہ قواعد متعلق ہیں متنبہ کیا جاتا ہے کہ اگر انہوں نے سپنے آپ کو ان قواعد کے اثر سے بچایا یا عہدہ داران متعلقہ خدمت طاعون کی کسیطرح سے مخالفت کی تو از روے اعلان سرکار نشان (۲) مورخہ ۳ ردی ۱۳۱۱ف وہ حسب گشتی فوجداری نشان (۳) بابتہ ۱۲۹۵ف سزایاب ہونگے اسبارہ میں جو قواعد مورخہ ۲۰ رمارچ سنہ ۱۹۰۳ع جاری ہو چکے ہیں وہ بذریعہ قواعد ہذا منسوخ کیے جاتے ہیں فقط

عماد جنگ

معتمد سرکار عالی علاقہ عدالت و کوتوالی و امور عامہ

اعلان

حسب الحکم مدار المہام بہادر۔ مزینہ جریدہ اعلامیہ مورخہ ۲۱ تیر سنہ ۱۳۱۱ف صفحہ ۴۲۹ جز ثانی صیغہ طبابت بجانب معتمد عدالت۔

(ترجمہ [illegible])

بمبئی اور کلکتہ میں طاعون ہونے کی وجہ سے فی الحال بمشورہ پلیگ کمشنر صاحب حیدرآباد حسب عملدرآمد سکندرآباد کنٹونمنٹ مسافروں کی روک ٹوک کا انتظام اس طرح کیا گیا ہے کہ مسافران ریل درجہ سوم اور مسافران مارواڑیان درجہ دوم عموماً گلبرگہ شریف میں دس روز تک روکے جاتے ہیں۔ اور مسافران درجہ اول و دوم چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ اور انکو کیمپ والوں سے ایک نوٹس دیا جاتا ہے کہ بلدہ یا سکندرآباد پہنچنے کے بعد دس روز تک طبی معائنہ کرائیں ایسے نوٹس ریلوے پولیس کے توسط سے مقامی کوتوالی کے سپرد ہوتی ہیں تاکہ مقامی پولیس مسافروں کے منزل و فرودگاہ سے واقف ہوکر انکے طبی معائنہ کا انتظام کریا طبی معائنہ کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) پہلی صورت خود مسافر قریب ترین شفاخانہ میں پہنچکر طبی معاینہ کرائے اور مسلسل دس روز تک معاینہ کراتا رہے۔

(۲) دوسری صورت طبیب کو اپنے منزل و فرودگاہ پر دس روز تک طلب کرکے طبی معاینہ کرائے۔ دوسری شکل میں طبیب کی فیس مسافر کے ذمہ ہوگی۔

فیس کا معیار بموجب تجویز۔ صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد و اتفاق رائے پلیگ کمشنر صاحب بموجب عملدرآمد سکندرآباد۔ آٹھ آنے فی ذات قرار دیا گیا ہے چونکہ فیس کی مقدار بہت کم ہے۔ اور طبیب یا افسر یا حکیم دواخانہ اس قدر قلیل فیس کے لئے جا نہیں سکیگا۔ لہذا دواخانجات بلدہ اور بیرون کے تمام طبی عہدہ دار مجاز ہیں کہ عند الطلب مسافروں کو انکے منزل و فرودگاہ پر جاکر دیکھا کریں خواہ حکیم ہوں یا ڈاکٹر۔ مسافر طلب کنندہ کو ضرور ہوگا کہ منجملہ (صہ) روپیہ بابتہ فیس دس روز معائنہ کنندہ عہدہ دار کو دو روپیہ ولہ اول ہی پیشگی دلائے اور تتمہ بر وقت ادا کیا کرے۔

غرض اسکے علاوہ بہت سارے احکامات قرنطینہ اور جاتراؤں میں شریک نہ ہونے کے متعلق احکام (اور ان کے نام اور مدت عدم شرکت اور سرکارین میں سے کس علاقہ کی جاترہ مقام متاثرہ خیال کی گئی ہے) موجود ہیں مگر نہ صرف طوالت و زیادتی ضخامت کتاب کی وجہ سے قلم انداز کر دئے گئے بلکہ اس وقت انکا بتانا بعید از وقت اور بے سود خیال کیا جاتا ہے۔ بخلاف متذکرہ بالا کہ وہ قوانین و ضوابط ہیں اور کارآمد و مفید سرکار و رعایا سمجھے جاتے ہیں۔

از جریدۂ اعلامیہ ۲۴ اردی بہشت سنہ ۱۳۰۷ ف صفحہ ۹۴۴ ۱۵ شوال ۱۳۱۵ ھ م ۱۵ اردی بہشت سنہ ۱۳۰۷ ف

اشتہار

خلاصہ

استثنائی عہدہ داران سرکاری قیود قرنطینہ سے

قواعد تعطیل سے مستثنیات

چونکہ بوجہ انتظامات مرض طاعون عہدہ داران وملازمان سرکار عالی اور سرکار عظمت مدار کو انکے ادائی فرائض میں ہرج ہوتا تھا اس لئے یہ تحریر صاحب رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد انتظام کردیا گیا ہے کہ عہدہ داران وملازمان سرکار کو بکار سرکاری حدود و انتظامات سرکارین میں سفر کی ضرورت لاحق ہو تو انپر انتظامات کے قیود کا اثر نہیں پڑیگا۔ بلکہ بلا روک ٹوک سفر کرسکیں گے۔

ف ملازمین سررشتہ ہاے ریلوے وڈپہ و دیگر ملازمین سرکار جن کے مدارج کا اندازہ وقتاً فوقتاً پلیگ کمشنر صاحب قرار دیں۔

ف ہر ایسا شخص جس کے نسبت وبائی اثر کا گمان کئے جانے کے لیے معقول وجوہات ہوں۔ ملاحظہ ہو جریدہ اعلامیہ مورخہ ۲۸ رخورداد سنہ جلد ثانی منجانب معتمد صیغہ پلیگ ۶ اخورداد سنہ ۱۳۱۴ف تمام ہوا

مجھے نہ صرف سنہ ۱۳۱۴ف میں گلبرگہ شریف کی پلیگ ڈیوٹی میں احکامات سرکاری کے دیکھنے کا موقع ملا۔ بلکہ سنہ ۱۳۲۹ف میں بھی خاص حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرو الفتن کے زمانہ طاعون میں

احکامات سرکاری متعلقہ برخاست قرنطینہ

پلیگ ڈیوٹی کے فرائض انجام دیتے ہوے بہت سارے سرکاری احکامات میری نظر سے گذرے۔

ان دونوں نامبارک اور منحوس زمانہ میں جسقدر سرکاری احکامات انسداد شیوع طاعون کے لئے نافذ ہوے اور جس قدر شدومد کے ساتھ انتظامات انسداد مرض میں سرگرمی رہی۔ اور جس قدر عزیز رعایا کی ہمدردی۔ غمخواری دلجوئی اور آسایش میں بے دریغ کوشش حکامان ذوالاحترام نے کی وہ محض ہمارے ولی نعمت قدر قدرت حضرت اقدس واعلی بجمیع القابہ کے مربیانہ برتاو اور خسروانہ اصول مراحم پر مبنی تھے۔ رعایا کی خیرخواہی۔ ملک کی آبادی۔ اور مذہبی رسم ورواج کی صیانت اور اسکے نگہداشت کا پہلو کبھی کسی قانون متعلقہ طاعون کے پہلو سے

خالی نہ تھا۔

انہیں رعایا کی بہبودی بہی خواہی میں ہزاروں روپیہ صرف کر دیے۔ اور بڑے بڑے مشکلات کو جھیلے۔

مگر بعض بعض ناعاقبت اندیش گروہ رعایا کی غلط فہمی۔ ناحق بیہودہ خیال ناہموار شعبدہ بازی اور افواہ بلا اصل لغو کی سحر بیانی نے عام رعایا میں ایک خاص قسم کی بے چینی پھیلادی۔ اور بجے جائے انتظامات کو درہم برہم کرنے پر بیہودہ خیالات کی ظلمت ڈالی۔

ادھر ہم عہدہ داران ملکی نفاذ قانون میں مجبور۔ ادھر حکامان پولیس و صفائی تعمیل احکامات میں مرعوب۔

غرض بڑے بڑے ہنگامے اور بے انتہا مشکلات رعایا اور حکاموں کے درمیان واقع ہوئے۔ اور انہیں مشکلات کی وجہ سے بہت سارے جلاوطن ہو گئے اور بہت سارے لقمہ طاعون۔ اسی کی بدولت قحط و گرانی۔ نقصانات مالی اور بے انتہا بدامنی کے اثرات نمایاں ہونے لگے۔ بناءبراں مصلحت وقت اور عام رعایا کی خوشنودی اسباب کی زیادہ مقتضی تھی کہ دکن اور ہندوستان سے کل قرنطینہ بالکل اٹھادی جائیں

دوسرا امر یہ کہ جن اغراض کے پورا (انسداد شیوع طاعون) کرنیکے لئے قرنطینہ کا وجود اہم مہمات اور اشد ضروریات سے خیال کیا جاتا تھا۔ وہ خود باقی نہ رہا۔ بلکہ طاعون عالمگیر ہو گیا۔ پھر بلا ضرورت سرگرمی انتظامات سے رعایا کو ناخوش کرنا قرین مصلحت نہ تھا اسی لئے کل قرنطینوں کے اٹھادینے کے متعلق احکامات حسب ذیل شائع کئے گئے۔

ہز مجسٹی ملک معظم قیصر ہند نے بتوجہ ہمدردی خاص و رعایا پروری بنام جناب ویسرائے بہادر کشور ہند ایک فرمان مورخہ ۱۳ اگسٹ سنہ ۱۹۰۰ء مقام قصر بکنگھم واقع لندن سے نافذ فرمایا جس کی نقل حسب ذیل ہے۔

علاقہ عدالت و کوتوالی و امور عامہ صیغہ پلیگ ایکم اسفندار م ۱۳۱۷ف ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ

نشان (۱۲)

اعلان

ہز مجسٹی - ملک معظم قیصر ہند نے از راہ ہمدردی رعایائے ہند جو فرمان بنام جناب ویسرائے بہادر کشور ہند جاری فرمایا ہے - اس کا ترجمہ اُس مراسلہ کے ترجمہ کے ساتھ پیشگاہ جناب ویسرائے بہادر سے جاری ہوا بغرض اطلاع عام مشتہر کیا جاتا ہے -

مالک شاہ دین شاہ اول مددگار

مراسلت از پیشگاہ حضور ملک معظم قیصر ہند بخدمت ہز اکسلنسی ویسرائے مقام قصر بکھنگھم مورخہ ۱۳ اگسٹ ۱۹۰۷ع

میرے پیارے ویسرائے!

وبائے طاعون جس میں ہندوستان عرصہ گیارہ سال سے ایسی مصیبت کے ساتھ مبتلا ہے اسکے گزشتہ حالات پر میں نے اضطراب آمیز دلچسپی کے ساتھ غور کیا ہے مجھے اپنے ہندوستانی رعایا کی بہبودی کا ہمیشہ بڑا بھاری خیال رکھنا ضرور رہے اور میرے دل پر بہت اثر ہوتا ہے جب میں اِس مصیبت کا خیال کرتا ہوں جو تمام طاعون زدہ گھروں میں ایسی خاموشی اور صبر کیساتھ برداشت کی گئی ہے میں خوب واقف ہوں کہ کسطرح آپ سے پہلے ویسرایوں نے اور خود آپ نے اس وبا کے اسباب دریافت کرنے اور اُسکے اثر کو کم کرنے میں متواتر کوششیں کی ہیں۔

یہ میری دلی آرزو اور دعا ہے کہ آپ بمشورہ قابل و سرگرم افسران آئندہ کے لئے جو تجاویز کر رہے ہیں اُن میں بعنایت ایزدی کامیابی حاصل ہو۔

میں آپ سے خواہش کرتا ہوں کہ آپ میری دلی ہمدردی کی اس اظہار کو میری ہندوستانی رعایا تک پہنچا دیں - باور کیجئے میرے پیارے ویسرائے مجھے اپنا صادق ایڈورڈ قیصر شہنشاہ

مراسلت منجانب ہز اکسلنسی وائسرائے بہادر

بنام جملہ لوکل گورنمنٹ ہا و منتظمان ملک مقام شملہ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۰۰ء

طاعون کے خوفناک صدمات سے جنکو ہندوستان کے مصیبت زدہ باشندگان نے دلسوز صبر اور بہادری سے برداشت کیا مجھے نہایت سخت افسوس اور تشویش ہوئی ہے اور مجھے سخت رنج ہوا ہے کہ اس ملک کو اس بلائے بے درماں سے نجات دلانے کے متعلق ہماری کوششوں میں مقابلۃً اسقدر کم کامیابی ہوئی ہے ہمارے راستے میں بہت مشکلات حائل رہے ہیں جنمیں سے شاید سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ جن طبقوں کے لوگوں پر طاعون کا اثر سب سے زیادہ ہوتا ہے وہ تدابیر حفظان صحت کو نہیں سمجھ سکتے حالانکہ ہماری کوشش یہ رہی ہے کہ وہ اُنپر کاربند ہوں لیکن بسا اوقات ان لوگوں نے ان تدابیر سے عملی طور پر ناراضگی ظاہر کی ہے۔ اور اگرچہ ہمارے طبی اور انتظامی افسروں اور نیز غیر سرکاری اصحاب نے تمام ہندوستانیں نہایت مردانہ ایثار کا ثبوت دیا۔ اور اُن میں سے اکثر نے طاعون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جان بھی گنوائی۔ لیکن اس قدر زر اور محنت کے صرف کے بعد بہت کم نتائج برآمد ہوئے بہ نسبت ان کے جن کی معقول طور پر توقع کی جا سکتی تھی۔ کمیشن طاعون کی تحقیقات کا پہلا مرحلہ اب طے ہو گیا ہے اور چند قطعی نتائج برآمد کئے گئے ہیں ان سے شاید یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وبا کا پورا انسداد اب زیادہ آسانی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ بہ نسبت اُسکے جیسے کہ اسوقت صورت تھی جبکہ وبا اول نمودار ہوئی مگر کم از کم اُن سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ آخر کار کامیابی کی بہتر امید رکھکر ہمیں کن اصولوں پر کاربند ہونا چاہیئے اور ساتھ یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ بہت سی لاگت والے اور اضطراب انگیز کام جو اب تک ہم کرتے رہے ہیں وہ بلا خوف ترک کئے جا سکتے ہیں آیندہ جسطرح سرکار روائی ہونی چاہیئے اُسکے متعلق گورنمنٹ ہند آپکی گورنمنٹ سے خط و کتابت کر رہی ہے

اور میں اس مراسلہ میں اُس پر کوئی بحث کرنی نہیں چاہتا خصوصًا اس وجہ سے کہ سائنس کی رو سے جو عام طریق عمل مستحسن معلوم ہو اُس میں طاعون زدہ صوبہ اور اُس کے باشندوں کے مناسب حال اصلاح کرنی ضروری ہوتی ہے ۔ لیکن ہمارے گذشتہ تجربہ نے ہمیں ایک نہایت ضروری سبق سکھایا ہے کہ جب سے ہمیں کبھی نظر انداز نہ کرنا چاہئے ۔ جبتک ہم اِس خاص گروہ کو جسکی حفاظت کے لئے کوئی خاص کارروائی تجویز کی جاوے اپنے ساتھ شامل نہ کریں اُسوقت تک اس کارروائی میں کامیابی کی امید نہیں ہو سکتی ۔

پس انسداد طاعون کی کارروائی میں سب سے بڑا اصول مد نظر رکھنے کے قابل یہ ہے کہ لوگ اپنے بچاؤ کی زیادہ تر آپ ہی تدبیر کریں ۔ اور یہ کہ جس طریق عمل کا فیصلہ کیا جاوے اُس پر صبر و ہمدردی کے ساتھ اور لوگوں کی خواہشات و روایات کا بخوبی لحاظ رکھکر عمل کرنا چاہئے ۔ ہندوستان کے لوگ قوانین حفظان صحت سے کسیطرح متنفر نہیں ہیں اور بہت سے طبقوں کے اپنے قواعد نہایت عمدہ ہیں اور جو مقصد ہمیں مد نظر ہے اُسکے حاصل کرنے میں سخت ناکامی ہوگی اگر یہ معلوم ہو کہ ہم ناواجب طور پر اصرار کرتے ہیں کہ لوگ ہمارے زمانہ حال کے قوانین حفظان صحت کو تسلیم کریں ۔

یہ مسئلہ سخت مشکل ہے جو رکاوٹیں از روے سائنس عاید کرنی لازم ہے اُنپر پورا عمل کرنا اکثر اوقات خلاف مصلحت سمجھا جاتا ہے ۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ سرکاری طور پر آپ کو جو تجاویز بتائیجائینگی اُن پر آپ شوق سے اور ہمدردی سے توجہ کرینگے اور مجھے امید ہے کہ خود لوگوں کی امداد سے اس وبا کے دست برد کا پورا انسداد کرنے میں کسی نمایاں حد تک ترقی کیجائیگی ۔

اعلان

حسب الحکم عالیجناب مہاراجہ بہادر یمین السلطنت مدار المہام سرکار عالی

۲۵ آذر سنہ ۱۳۲۱ ف م ۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۹ ھ

تدابیر انسداد طاعون کے متعلق جن ہدایت پر عمل پیرا ہونے کے لئے جملہ باشندگان بلدہ و بیرون بلدہ کو تاکید کی گئی تھی وہ مختصراً یہ ہیں۔

(۱) اگر کسی مقام پر چوہے مرنے لگیں تو اسکی فوری اطلاع عہدہ داران حفظ صحت کو دیجائے

(۲) متاثرہ مقامات کے باشندوں کو یا اختیار ہے کہ خواہ وہ اپنے اپنے مکانات میں رہیں یا کسی سرکاری کیمپ میں چلے جائیں۔ یا کسی ایسی جگہ سکونت اختیار کریں جس کو انہوں نے خود منتخب اور پلیگ کمشنر نے پسند کیا ہو۔

(۳) غیر متاثرہ مقامات کے باشندوں کو چاہیئے کہ متاثرہ مقامات کے باشندوں کو حتی الوسع اپنے محلہ میں رہنے کی اجازت نہ دیں اور اگر وہ نہ مانیں تو کوتوالی سے استمداد کریں

(۴) متاثرہ مقامات سے غیر متاثرہ مقامات میں منتقل ہونے کیلئے مناسب ہوگا کہ سگریشن کیمپ میں دس روز قیام کے بعد تندرستی کا صداقت نامہ حاصل کیا جائے لیکن جو لوگ دس روز قبل ٹیکہ مانع طاعون لگا چکے ہیں۔ انکو سگریگیشن کیمپ میں رہنے کی ضرورت نہ ہوگی اگر انکا اسباب طبی اصول پر پاک و صاف کر لیا گیا ہو۔

امور مندرجۂ صدر میں کوئی جبریہ کارروائی نہیں ہے جو کسی خاص سختی کا موجب ہو البتہ فقرہ (۴) میں جو قید لگائی گئی ہے وہ محض بنظر حفاظت اُن باشندگان کی تھی۔ جو غیر متاثرہ مقامات میں رہتے تھے اور اب جبکہ بلدہ و بیرون بلدہ کا اکثر حصہ متاثر ہو گیا ہے تو اس کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی اور فقرہ (۲) کے آخر میں جو یہ شرط قائم کی گئی تھی کہ جس کو پلیگ کمشنر نے پسند کیا ہو اب اُس کے قائم رکھنے کی بھی ضرورت نہیں خیال کیگئی لہذا وہ بھی اوٹھا لیگئی۔

بنظر اس کے کہ عامۂ خلائق کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور اُن کے تکالیف و شکایات جائز وقتاً فوقتاً معلوم ہوتی رہیں۔ عالیجناب مدارالمہام سرکار عالی نے حکم صادر فرمایا ہے۔ کہ رعایا اور خوش باش ساکنین بلدہ کو اس انتظام میں شریک حال رکھنے کے لئے

میر محلکان اعزازی کا تقرر کیا جاے چنانچہ کارروائی اس کی جاری ہے۔ اور عنقریب اس کی تکمیل ہو جائیگی جس سے کلی یقین ہے کہ باشندگان بلدہ و بیرون بلدہ کے کل حاجات بر وقت رفع ہوتے رہینگے۔ جو سرکار عالی کے عین اطمینان اور مسرت کا باعث ہوگا۔

افسوس ہے کہ طاعون پھیلتا چلا جارہا ہے جس سے باشندگان بلدہ و بیرون بلدہ جو آج تک اس مصیبت و بلا سے مصؤن و مامون تھے حیران و پریشان ہوگئے ہیں اور اس پریشانی کے عالم میں کسی غلط فہمی کا ہونا کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے لہذا اسکے دفع کرنے کے لئے حسب ذیل صراحت کی جاتی ہے کہ

(۱) منتظمان پلیگ کسی شخص کو اپنا مکان چھوڑنے کے لئے مجبور نہیں کرسکتے۔

(۲) کسی شخص کو کہیں جانے سے منع نہیں کرسکتے۔ یعنی جہاں اس کی مرضی ہو جاے تاوقتیکہ اُس مقام کے لوگ جہاں وہ جانا چاہتے ہیں اُن کے جانے پر معترض نہوں۔

(۳) کسی شخص کو طاعونی ٹیکہ لگانے کے لئے مجبور نہیں کرسکتے۔

(۴) کوئی شخص کسی خاص طریقہ سے یا کسی خاص طبیب سے علاج کرانے پر مجبور نہیں کیا جاتا ہر شخص کو آزادی حاصل ہے کہ خواہ کسی ڈاکٹر یا طبیب یونانی یا مصری سے خواہ وہ سرکاری طور پر مقرر ہوا ہو یا نہ ہو اپنے حسب خواہش علاج کراے۔

خلاصہ یہ کہ کوئی جبریہ کارروائی منتظمان پلیگ کی جانب سے نہیں ہوسکتی۔ اور اب تک جو کارروائی ہوئی یا جو آئندہ ہوگی وہ محض رعایا کے فلاح و بہبودگی کے لئے کی جائیگی۔

اگر کسی وقت کسی افسر یا منتظم پلیگ کی جانب سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جس کو کسی محلہ کے باشندگان غیر مفید یا تکلیف دہ خیال کریں تو چاہیے کہ فوراً اس محلہ کا اعزازی میر محلہ یا کوئی ایسا شخص جو اُس محلہ کا سربرآوردہ اور بارسوخ باشندہ ہو۔ عالیجناب مدار المہام بہادر کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوکر راست عرض کرے اور عالیجناب

ممدوح بلا تعین روز و بلا پابندی وقت خوشی کے ساتھ اُس کے استدعا کی سماعت فرمانیکو لیے آمادہ ہیں فقط

معتمد عدالت کوتوالی وامور عامہ سرکار عالی۔

شکریہ

مضامین اور مختلف کتابوں کے فراہم اور اُن کے مطالعہ کرنے میں مولفین و مصنفین کو جو بلطف خیز جسمانی تکالیف اور لذیذ روحانی صدمات ہوتے ہیں وہ ناقابل شکایت خیال کیجاتی ہیں مگر زر دادن و درد سر خریدن کا مصداق اگر مولفین کو ہوتا ہے تو وہ اہل مطابع کی وجہ سے ہوتا ہے بعض بعض اہل مطابع اور اُنکے مالک یا مہتمم ایسے بدچلن بدعہد دغاباز اور بے وفا ہوتے ہیں کہ مولفین کے دلی ولولوں اور پُرجوش آرزوں کو نہ صرف ملیامیٹ کرتے ہیں بلکہ روحانی جذبات اور نفسانی قوا کو درہم برہم اور معطل کر دیتے ہیں چنانچہ میرا یہ تذکرہ بعض نامحمود اہل پریس کی بے اعتدالیوں سے اب تک ناظرین کی دست رسی سے محروم رہا اور معزز قدر شناسان فنون کے نظر ہنر پرور سے بے بہرہ۔

مگر مجھے مولوی عبدالحی صاحب مہتمم **عثمان پریس** کی ہمدردی و صدق بیانی اور ایفاے وعدہ کے قدر کرنی چاہیے کہ صاحب موصوف نے تھوڑے ہی عرصہ میں اُس رسالہ کی تکمیل کرکے پبلک میں پیش کرنے کے قابل بنا دیا اور مجھے اپنے اور اہلکار و کارپردازان مطبع کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنے کا موقع دیا۔

قطعہ تاریخ

عالم بہ رسالہ ام مفتوں گشت
چوں طبع ز فضل خالق بیچوں گشت

گفتم سال شچ شد پسند عالم
مطبوع ولی رسالہ طاعون گشت

۱۳۲۳ھ